

تفسير

[illegible]

www.jamiafaridia.org.pk , 040-4466985, 040-4460985

جملہ حقوق بحق مصنف محفوظ ہیں

نام کتاب _____ تفسیر نور القرآن (پارہ نمبر 14)
 مصنف _____ علامہ پیر ابوالنصر منظور احمد شاہ صاحب
 کمپوزنگ _____ محمد ندیم فریدی جامعہ فریدیہ ساہیوال
 معاون کمپوزنگ _____ محمد اشفاق متعلم جامعہ فریدیہ ساہیوال
 پروف ریڈنگ _____ ظہیر احمد بابر۔ احمد رضا فرید
 طباعت _____ فریدیہ پرنٹنگ پریس لیاقت چوک
 ساہیوال فون 040-4221485
 تاریخ طباعت _____ نومبر 2010ء
 ناشر _____ مکتبہ نظامیہ جامعہ فریدیہ ساہیوال
 فون: 040-4466685, 4466985

نمبر شمار	مضامین	سورۃ	آیت نمبر	صفحہ نمبر
۱۶۰	قیامت کے دن کسی کو کوئی مہلت نہ دی جائے گی	۱۴	۴۴	۱۴۵
۱۶۱	ظالموں کے ساتھ رہنے والے بھی اُنکے ساتھ ہونگے	۱۴	۴۵	۱۴۵
۱۶۲	مکرین کی سازشیں اتنی خطرناک ہیں کہ اُن سے پہاڑ بھی ہل جائیں	۱۴	۴۶	۱۴۵
۱۶۳	اللہ تعالیٰ کبھی بھی اپنے رسولوں سے وعدہ خلافی نہیں کرے گا	۱۴	۴۷	۱۴۷
۱۶۴	قیامت کے دن زمین و آسمان بدل دیئے جائیں گے	۱۴	۴۸	۱۴۷
۱۶۵	مجرموں کو زنجیروں سے جکڑ دیا جائے گا	۱۴	۴۹	۱۴۷
۱۶۶	اُنکا لباس تار کول کا ہوگا اور چہروں کو آگ ڈھانپے گی	۱۴	۵۰	۱۴۷
۱۶۷	یہ اُن کے اپنے اعمال کی سزا ہے	۱۴	۵۱	۱۴۷
۱۶۸	قرآن حکیم لوگوں کیلئے اللہ کا پیغام ہے	۱۴	۵۲	۱۴۹
۱۶۹	سورۃ حجر ----- پارہ ۱۴	۱۵		۱۵۱
۱۷۰	یہ روشن کتاب (قرآن مقدس) کی آیات ہیں	۱۵	۱	۱۵۲
۱۷۱	کفار عذاب کے بعد آرزو کریں گے کاش ہم مسلمان ہوتے	۱۵	۲	۱۵۲
۱۷۲	محبوب! کفار کو عیش و عشرت میں لگے رہنے دو	۱۵	۳	۱۵۲
۱۷۳	کوئی بھی بستی اپنے مقررہ وقت پر ہی ہلاک ہوتی ہے	۱۵	۴	۱۵۲
۱۷۴	کوئی اپنے وقت مقررہ سے آگے یا پیچھے نہیں ہو سکتا	۱۵	۵	۱۵۲
۱۷۵	کفار حضور ﷺ کو دیوانہ کہنے لگے	۱۵	۶	۱۵۴
۱۷۶	کفار نے فرشتوں کے آنے کا مطالبہ بھی کر دیا	۱۵	۷	۱۵۴
۱۷۷	اللہ تعالیٰ جب فرشتے نازل کرے گا تو انہیں مہلت نہ دی جائیگی	۱۵	۸	۱۵۴

نمبر شمار	مضامین	سورۃ	آیت نمبر	صفحہ نمبر
۱۷۸	اللہ نے قرآن کو نازل کیا اور وہی اُس کا محافظ ہے	۱۵	۹	۱۵۴
۱۷۹	بے شک اللہ نے پہلی اُمتوں میں بھی رسولوں کو بھیجا	۱۵	۱۰	۱۵۶
۱۸۰	وہ قو میں رسولوں کے ساتھ مذاق کرتی تھیں	۱۵	۱۱	۱۵۶
۱۸۱	اسی طرح مجرموں کو گمراہ کر دیتا ہے	۱۵	۱۲	۱۵۶
۱۸۲	مجرم لوگ کبھی بھی ایمان نہیں لائیں گے	۱۵	۱۳	۱۵۶
۱۸۳	کفار کیلئے اگر آسمانوں میں کوئی دروازہ بھی کھول دیا جاتا تو پھر بھی ایمان نہ لاتے	۱۵	۱۴	۱۵۸
۱۸۴	پھر یہ کہتے کہ ہماری تو نظریں بند کر دی گئی ہیں	۱۵	۱۵	۱۵۸
۱۸۵	اللہ تعالیٰ نے دیکھنے والوں کیلئے آسمان کو آراستہ کر دیا	۱۵	۱۶	۱۵۸
۱۸۶	اللہ تعالیٰ نے آسمان کو ہر لعنتی شیطان سے محفوظ کر دیا	۱۵	۱۷	۱۵۸
۱۸۷	اگر کوئی شیطان اس طرف جائے تو شہاب ثاقب اس کا پیچھا کرتا ہے	۱۵	۱۸	۱۵۸
۱۸۸	اللہ نے زمین کو پھیلا کر اس پر پہاڑوں کو گاڑ دیا	۱۵	۱۹	۱۵۸
۱۸۹	اللہ تعالیٰ نے زمین میں تمام مخلوق کیلئے سامانِ معیشت پیدا کیا	۱۵	۲۰	۱۶۰
۱۹۰	ہر چیز کے خزانے اللہ تعالیٰ کے پاس ہی ہیں	۱۵	۲۱	۱۶۰
۱۹۱	اللہ تعالیٰ ہی بادلوں سے بارش برسانے والا ہے	۱۵	۲۲	۱۶۰
۱۹۲	اللہ تعالیٰ ہی زندہ کرتا اور روحوں کو قبض فرماتا ہے	۱۵	۲۳	۱۶۰
۱۹۳	اللہ تعالیٰ اگلوں پچھلوں سب کو بخوبی جاننے والا ہے	۱۵	۲۴	۱۶۰
۱۹۴	قیامت کے دن اللہ ہی سب کو جمع فرمانے والا ہے	۱۵	۲۵	۱۶۰
۱۹۵	اللہ نے انسان کو کھڑکتی ہوئی خشک مٹی سے پیدا فرمایا	۱۵	۲۶	۱۶۲

نمبر شمار	مضامین	سورۃ	آیت نمبر	صفحہ نمبر
۱۹۶	جنات کو بغیر دھوئیں والی آگ سے پیدا فرمایا	۱۵	۲۷	۱۶۲
۱۹۷	اللہ تعالیٰ نے فرشتوں سے فرمایا میں مٹی سے انسان کو بنائیوالا ہوں	۱۵	۲۸	۱۶۳
۱۹۸	بنانے کے بعد فرشتوں کو سجدہ کرنے کا حکم	۱۵	۲۹	۱۶۳
۱۹۹	تمام فرشتوں نے اکٹھے ہو کر سجدہ کیا	۱۵	۳۰	۱۶۳
۲۰۰	ابلیس (شیطان) نے سجدہ کرنے سے انکار کر دیا	۱۵	۳۱	۱۶۳
۲۰۱	اللہ تعالیٰ نے ابلیس سے پوچھا تو نے سجدے سے انکار کیوں کیا؟	۱۵	۳۲	۱۶۴
۲۰۲	کہا میں کھڑکی مٹی اور سیاہ گارے سے بنے انسان کو سجدہ کیونکر کروں	۱۵	۳۳	۱۶۴
۲۰۳	اللہ تعالیٰ نے اُسے جنت سے نکال دیا	۱۵	۳۴	۱۶۵
۲۰۴	قیامت تک شیطان پر اللہ کی لعنت برقی رہے گی	۱۵	۳۵	۱۶۵
۲۰۵	شیطان نے اللہ تعالیٰ سے حشر تک کی مہلت مانگی	۱۵	۳۶	۱۶۵
۲۰۶	اللہ تعالیٰ نے بھی اُسے مہلت دے دی	۱۵	۳۷	۱۶۵
۲۰۷	مہلت کی مدت مقررہ دن تک ہے (یعنی قیامت تک)	۱۵	۳۸	۱۶۵
۲۰۸	شیطان نے کہا، یا اللہ تو نے مجھے گمراہ کیا، میں تیری مخلوق کو گمراہ کروں گا	۱۵	۳۹	۱۶۵
۲۰۹	شیطان مخلص لوگوں کو گمراہ نہ کر سکے گا	۱۵	۴۰	۱۶۵
۲۱۰	اطاعت و فرمانبرداری ہی اللہ تک پہنچنے کا راستہ ہے	۱۵	۴۱	۱۶۷
۲۱۱	صرف گمراہ لوگ ہی شیطان کی پیروی کریں گے	۱۵	۴۲	۱۶۷
۲۱۲	شیطان کے سب پیروکار جہنمی ہیں	۱۵	۴۳	۱۶۷
۲۱۳	گمراہ لوگ جہنم کے سات دروازوں سے گزریں گے	۱۵	۴۴	۱۶۷

نمبر شمار	مضامین	سورۃ	آیت نمبر	صفحہ نمبر
۲۱۴	اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والے جنتوں میں ہوں گے	۱۵	۴۵	۱۶۷
۲۱۵	وہ جنت میں بلا خوف و خطر سلامتی کے ساتھ داخل ہونگے	۱۵	۴۶	۱۶۷
۲۱۶	اللہ تعالیٰ جنتیوں کے دلوں سے تمام رنجشیں نکال دے گا	۱۵	۴۷	۱۶۷
۲۱۷	جنتیوں کو جنت میں کوئی تکلیف نہ پہنچے گی وہ ہمیشہ رہیں گے	۱۵	۴۸	۱۶۷
۲۱۸	محبوب! بتا دو کہ اللہ تعالیٰ بہت بخشنے والا، رحم فرمانے والا ہے	۱۵	۴۹	۱۶۹
۲۱۹	یہ بھی یاد رکھو کہ اللہ تعالیٰ کا عذاب بھی بڑا سخت ہے	۱۵	۵۰	۱۶۹
۲۲۰	محبوب! انہیں ابراہیمؑ کے مہمانوں کے بارہ میں بھی بتا دیں	۱۵	۵۱	۱۶۹
۲۲۱	فرشتوں نے ابراہیمؑ کے پاس آ کر سلام کہا	۱۵	۵۲	۱۶۹
۲۲۲	فرشتوں نے کہا ڈریں نہیں، تم تمہیں صاحب علم بیٹے کی خوشخبری دیتے ہیں	۱۵	۵۳	۱۶۹
۲۲۳	آپؐ نے تعجب سے کہا میں تو اب بوڑھا ہو چکا ہوں، بیٹا کیسے؟	۱۵	۵۴	۱۶۹
۲۲۴	فرشتوں نے کہا، یہ سچی خوشخبری ہے آپؐ نا اُمید نہ ہوں	۱۵	۵۵	۱۷۱
۲۲۵	سیدنا ابراہیمؑ نے کہا، اللہ کی رحمت سے تو گمراہ ہی نا اُمید ہوتے ہیں	۱۵	۵۶	۱۷۱
۲۲۶	سیدنا ابراہیمؑ نے فرشتوں سے سوال کیا کہ تم کیسے آئے ہو؟	۱۵	۵۷	۱۷۱
۲۲۷	انہوں نے جواب دیا، ہم مجرم قوم کی طرف بھیجے گئے ہیں	۱۵	۵۸	۱۷۱
۲۲۸	صرف سیدنا لوطؑ کے گھر والوں کو بچا لیا جائے گا	۱۵	۵۹	۱۷۱
۲۲۹	مگر ان کی عورت پیچھے رہنے والوں میں ہے	۱۵	۶۰	۱۷۱
۲۳۰	فرشتے لوط علیہ السلام کے گھر گئے	۱۵	۶۱	۱۷۳
۲۳۱	لوط علیہ السلام فرشتوں کو نہ پہچان سکے	۱۵	۶۲	۱۷۳

نمبر شمار	مضامین	سورۃ	آیت نمبر	صفحہ نمبر
۲۳۲	فرشتوں نے کہا، ہم عذاب لے کر آئے ہیں	۱۵	۶۳	۱۷۳
۲۳۳	یہ عذاب اللہ کی طرف سے حق ہے	۱۵	۶۴	۱۷۳
۲۳۴	سیدنا لوطؑ سے فرشتوں نے رات کے پچھلے پہر بستی سے نکل جانے کو کہا	۱۵	۶۴	۱۷۳
۲۳۵	جانے والوں کو پیچھے مڑ کر نہ دیکھنے کی ہدایت کی	۱۵	۶۵	۱۷۳
۲۳۶	صبح ہوتے ہی بستی والوں پر عذاب نازل ہو جائے گا	۱۵	۶۶	۱۷۳
۲۳۷	شہر کے لوگ خوبصورت لڑکے دیکھ کر سیدنا لوطؑ کے گھر آ گئے	۱۵	۶۷	۱۷۵
۲۳۸	سیدنا لوطؑ نے قوم سے یہ تو میرے مہمان ہیں، کچھ تو شرم کرو	۱۵	۶۸	۱۷۵
۲۳۹	اللہ سے ڈرو اور مجھے ذلیل نہ کرو	۱۵	۶۹	۱۷۵
۲۴۰	لوگوں نے سیدنا لوطؑ سے کہا، کیا ہم نے روکا نہیں تھا کہ کسی کو اپنے پاس مت ٹھہرانا؟	۱۵	۷۰	۱۷۵
۲۴۱	سیدنا لوطؑ نے قوم سے کہا، تم بیٹیوں سے نکاح کیوں نہیں کرتے؟	۱۵	۷۱	۱۷۵
۲۴۲	قوم لوطؑ تو اپنی مستی میں مدہوش تھے	۱۵	۷۲	۱۷۵
۲۴۳	قوم کو ایک خوفناک چیخ نے آلیا	۱۵	۷۳	۱۷۵
۲۴۴	اُن کی بستی کو اُلٹا کر اُن پر پتھر برسائے گئے	۱۵	۷۴	۱۷۵
۲۴۵	بے شک اس واقعہ میں اہل سمجھ کیلئے نشانیاں ہیں	۱۵	۷۵	۱۷۵
۲۴۶	عذاب سے تباہ شدہ بستیوں کا محل وقوع	۱۵	۷۶	۱۷۷
۲۴۷	بے شک اس میں ایمان لانے والوں کیلئے نشانیاں ہیں	۱۵	۷۷	۱۷۷
۲۴۸	بے شک ایکہ والے ظالم تھے	۱۵	۷۸	۱۷۷

نمبر شمار	مضامین	سورۃ	آیت نمبر	صفحہ نمبر
۲۴۹	اُن پر عذاب اُن کے ظلم کا بدلہ تھا	۱۵	۷۹	۱۷۷
۲۵۰	وادی حجر کے باسیوں نے رسولوں کی تکذیب کی	۱۵	۸۰	۱۷۷
۲۵۱	وہ اللہ کی نشانیوں سے رُوگردانی کرتے رہے	۱۵	۸۱	۱۷۷
۲۵۲	انہوں نے پہاڑوں کو تراش کر گھر بنائے ہوئے تھے	۱۵	۸۲	۱۷۷
۲۵۳	صبح ہوتے ہی اُن پر عذاب نازل ہو گیا	۱۵	۸۳	۱۷۷
۲۵۴	زبردست پہاڑ بھی اُنہیں بچا نہ سکے	۱۵	۸۴	۱۷۷
۲۵۵	محبوب! آپ ان سے اچھے طریقہ سے درگزر فرمایا کریں	۱۵	۸۵	۱۷۹
۲۵۶	اللہ تعالیٰ ہی ہر چیز کا خالق ہے اور سب کچھ جاننے والا ہے	۱۵	۸۶	۱۷۹
۲۵۷	قرآن عظیم اور خاص طور پر سورۃ فاتحہ کے نزول کا ذکر	۱۵	۸۷	۱۷۹
۲۵۸	آپ مومنین کیلئے رحمت کے بازو جھکائے رکھیں	۱۵	۸۸	۱۷۹
۲۵۹	محبوب! آپ فرمادیں میں تو ڈر سنانے والا ہوں	۱۵	۸۹	۱۷۹
۲۶۰	اللہ نے کتاب کو تقسیم کر نیوالوں پر عذاب نازل فرمایا	۱۵	۹۰	۱۸۱
۲۶۱	جنہوں نے قرآن کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا	۱۵	۹۱	۱۸۱
۲۶۲	اللہ کی قسم! ان سب سے اس بارے میں پوچھا جائے گا	۱۵	۹۲	۱۸۱
۲۶۳	جو کچھ وہ کر رہے تھے اس بارے میں قیامت کو سوال ہوگا	۱۵	۹۳	۱۸۱
۲۶۴	محبوب! جس کا آپ کو حکم دیا گیا اُس کا واضح اعلان کر دیں	۱۵	۹۴	۱۸۱
۲۶۵	محبوب! اللہ تیرا مذاق اڑانے والوں سے بدلہ لینے کیلئے کافی ہے	۱۵	۹۵	۱۸۱
۲۶۶	مشرکین غنقریب اپنا انجام جان لیں گے	۱۵	۹۶	۱۸۲

نمبر شمار	مضامین	سورة	آیت نمبر	صفحہ نمبر
۲۶۷	محبوب! اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ کفار کی باتوں سے آپ کا دل تنگ ہوتا ہے	۱۵	۹۷	۱۸۲
۲۶۸	محبوب! آپ اللہ کی حمد اور تسبیح بیان کرتے رہئے	۱۵	۹۸	۱۸۲
۲۶۹	پیغام اجل کے آنے تک اپنے کی رب کی عبادت کرتے رہیں	۱۵	۹۹	۱۸۲
۲۷۰	سورة النحل	۱۶		۱۸۳
۲۷۱	اے کافرو! اللہ کا حکم آپہنچا، تم اس میں جلدی طلب نہ کرو	۱۶	۱	۱۸۳
۲۷۲	اللہ تعالیٰ جس پر چاہتا ہے جبریلؑ کے ذریعہ سے وحی بھیجتا ہے	۱۶	۲	۱۸۳
۲۷۳	وہی اللہ ہے جس زمین و آسمان کو حق کے ساتھ پیدا کیا	۱۶	۳	۱۸۳
۲۷۴	اللہ تعالیٰ نے ہی انسان کو نطفہ سے پیدا فرمایا	۱۶	۴	۱۸۳
۲۷۵	جانوروں سے حاصل ہونیوالے فوائد کا ذکر	۱۶	۵	۱۸۶
۲۷۶	جانوروں میں تمہارے لئے زیب و زینت ہے	۱۶	۶	۱۸۶
۲۷۷	جانور تمہارا بوجھ اٹھانے کا کام بھی کرتے ہیں	۱۶	۷	۱۸۶
۲۷۸	سواری والے جانوروں کا تذکرہ	۱۶	۸	۱۸۶
۲۷۹	اللہ تک پہنچنے کیلئے انبیاء کرام کا راستہ ہی ٹھیک راستہ ہے	۱۶	۹	۱۸۶
۲۸۰	اللہ ہی آسمان سے بارش بھیجتا ہے جس میں بے شمار فوائد ہیں	۱۶	۱۰	۱۸۹
۲۸۱	اللہ تعالیٰ بارش کے پانی سے پھلوں کو اُگاتا ہے	۱۶	۱۱	۱۸۹
۲۸۲	رات، دن، سورج، چاند سب کچھ اُسی اللہ کے تابع ہے	۱۶	۱۲	۱۸۹
۲۸۳	اللہ تعالیٰ نے زمین میں رنگارنگ چیزیں پیدا فرمائیں	۱۶	۱۳	۱۸۹
۲۸۴	سمندر میں پائے جانے والوں خزانوں کا تذکرہ	۱۶	۱۴	۱۹۱

نمبر شمار	مضامین	سورۃ	آیت نمبر	صفحہ نمبر
۲۸۵	اللہ نے زمین پر پہاڑوں کو گاڑ دیا تاکہ زمین ہل نہ سکے	۱۶	۱۵	۱۹۱
۲۸۶	لوگ ستاروں سے سمت کا تعین کرتے ہیں	۱۶	۱۶	۱۹۱
۲۸۷	اتنا کچھ پیدا کرنے والے اللہ کو بتوں کے برابر سمجھتے ہو؟	۱۶	۱۷	۱۹۱
۲۸۸	اگر تم اللہ کی نعمتوں کو شمار کرنا چاہو تو کبھی بھی نہ کر سکو گے	۱۶	۱۸	۱۹۱
۲۸۹	اللہ تعالیٰ ظاہر اور پوشیدہ سب چیزوں کو جانتا ہے	۱۶	۱۹	۱۹۳
۲۹۰	معبودان باطل تو کسی چیز کو پیدا نہیں کر سکتے	۱۶	۲۰	۱۹۳
۲۹۱	تمہارے جھوٹے خدا تو مُردہ ہیں	۱۶	۲۱	۱۹۳
۲۹۲	عبادت کے لائق تو صرف ایک خدا ہے	۱۶	۲۲	۱۹۳
۲۹۳	رب ذو الجلال تکبر کرنے والوں کو پسند نہیں فرماتا	۱۶	۲۳	۱۹۳
۲۹۴	کفار قرآن کو پہلے لوگوں کے قصے کہتے تھے	۱۶	۲۴	۱۹۵
۲۹۵	کفار خود ہی اپنے گناہوں کے بوجھ کو بڑھا رہے ہیں	۱۶	۲۵	۱۹۵
۲۹۶	اللہ نے مکر و فریب کرنے والوں پر عذاب مسلط کر دیا تھا	۱۶	۲۶	۱۹۵
۲۹۷	قیامت کے دن کفار ذلیل و رسوا ہونگے	۱۶	۲۷	۱۹۷
۲۹۸	مرتے وقت کفار گمان کرتے ہیں کہ ہم تو کسی برائی میں مبتلا نہیں ہیں	۱۶	۲۸	۱۹۷
۲۹۹	متکبرین کا ٹھکانہ دوزخ ہی ہے	۱۶	۲۹	۱۹۷
۳۰۰	دنیا میں بھلائی کر نیوالوں کیلئے آخرت میں بھی بھلائی ہوگی	۱۶	۳۰	۱۹۹
۳۰۱	متقین کیلئے جنت میں طرح طرح کی نعمتوں کا ذکر	۱۶	۳۱	۱۹۹
۳۰۲	مومنین مرتے وقت طیب و طاہر حالت میں ہوتے ہیں	۱۶	۳۲	۱۹۹

نمبر شمار	مضامین	سورۃ	آیت نمبر	صفحہ نمبر
۳۰۳	پہلے لوگوں پر عذاب اُن کے اپنے ظلم کی وجہ سے آیا	۱۶	۳۳	۲۰۱
۳۰۴	اُن کے مذاق اڑانے نے ہی انہیں گھیر لیا	۱۶	۳۴	۲۰۱
۳۰۵	کفار و مشرکین نے اللہ پر الزام تراشیاں شروع کر دیں	۱۶	۳۵	۲۰۱
۳۰۶	اللہ تعالیٰ نے ہر قوم کی راہنمائی کیلئے رسول بھیجا	۱۶	۳۶	۲۰۳
۳۰۷	گمراہ لوگوں کیلئے کوئی مددگار نہیں	۱۶	۳۷	۲۰۳
۳۰۸	کفار کو اس عقیدہ پر پختہ یقین تھا کہ مرنے کے بعد نہیں اٹھایا جائیگا	۱۶	۳۸	۲۰۵
۳۰۹	لیکن کفار جان لیں گے کہ وہی جھوٹے تھے	۱۶	۳۹	۲۰۵
۳۱۰	اللہ تعالیٰ تو صرف ”مکن“ فرماتا ہے تو ہو جاتا ہے	۱۶	۴۰	۲۰۵
۳۱۱	اللہ کی راہ میں ہجرت کر نیوالوں کیلئے دنیا و آخرت میں اچھا ٹھکانہ ہے	۱۶	۴۱	۲۰۵
۳۱۲	مشکلات پر صبر اور متوکلین کیلئے آخرت میں بہت بڑا اجر ہوگا	۱۶	۴۲	۲۰۵
۳۱۳	اللہ تعالیٰ نے صرف مردوں کو ہی رسول بنا کر بھیجا	۱۶	۴۳	۲۰۷
۳۱۴	اللہ نے رسولوں کو واضح دلائل اور کتاب کے ساتھ بھیجا	۱۶	۴۴	۲۰۷
۳۱۵	سازشیں کرنے والے اللہ کے عذاب سے ڈرتے نہیں؟	۱۶	۴۵	۲۰۷
۳۱۶	وہ خدا کو کسی بھی صورت عاجز نہیں کر سکتے	۱۶	۴۶	۲۰۸
۳۱۷	رب ذو الجلال تو بہت مہربان رحم فرمانے والا ہے	۱۶	۴۷	۲۰۸
۳۱۸	کیا کفار نہیں دیکھتے کہ دنیا کی ہر چیز اللہ کو سجدہ کرتی ہے	۱۶	۴۸، ۴۹	۲۰۹
۳۱۹	مومن تو صرف اللہ سے ہی ڈرتے ہیں	۱۶	۵۰	۲۱۰
۳۲۰	عبادت کا مستحق تو صرف ایک خدا ہی ہے	۱۶	۵۱	۲۱۰

نمبر شمار	مضامین	سورۃ	آیت نمبر	صفحہ نمبر
۳۲۱	کیا زمین و آسمان کے مالک اللہ کے علاوہ کسی سے ڈرتے ہو؟	۱۶	۵۲	۲۱۱
۳۲۲	تم مصیبت کے وقت تو اللہ کو ہی یاد کرتے ہو	۱۶	۵۳	۲۱۱
۳۲۳	جب اللہ مصیبت دور کر دیتا ہے تو تم شریک بنا لیتے ہو	۱۶	۵۴	۲۱۲
۳۲۴	اے مشرک! اس دنیا فانی سے عارضی فائدہ اٹھا لو پھر تم سب کچھ جان لو گے	۱۶	۵۵	۲۱۲
۳۲۵	مشرکین اللہ کی دی ہوئی چیزوں سے بتوں کا حصہ مقرر کرتے ہیں	۱۶	۵۶	۲۱۲
۳۲۶	کفار فرشتوں کو اللہ کی بیٹیاں کہتے ہیں	۱۶	۵۷	۲۱۳
۳۲۷	حالانکہ اپنے ہاں بیٹیوں کے ہونے پر غمزدہ ہو جاتے ہیں	۱۶	۵۸	۲۱۳
۳۲۸	کفار بیٹیوں کو ذلت کی نشانی سمجھتے ہوئے زندہ درگور کر دیتے	۱۶	۵۹	۲۱۳
۳۲۹	بری صفات والے آخرت پر یقین نہیں رکھتے	۱۶	۶۰	۲۱۳
۳۳۰	رب ذو الجلال تو بہت بلند صفات کا مالک ہے	۱۶	۶۰	۲۱۳
۳۳۱	اللہ تعالیٰ ظالموں کو وقت مقررہ تک مہلت دے دیتا ہے	۱۶	۶۱	۲۱۶
۳۳۲	کفار اللہ کیلئے ایسی تجویز کرتے ہیں جسے خود ناپسند جانتے ہیں	۱۶	۶۲	۲۱۶
۳۳۳	شیطان نے گمراہوں کیلئے ان کے اعمال کو مزین کر دیا	۱۶	۶۳	۲۱۶
۳۳۴	مومنین کیلئے قرآن مقدس ہدایت اور رحمت کا سرچشمہ ہے	۱۶	۶۴	۲۱۸
۳۳۵	اللہ تعالیٰ بارش کے ذریعے بنجر زمین کو زندگی بخشتا ہے	۱۶	۶۵	۲۱۸
۳۳۶	رب ذو الجلال خون اور گوبر کے بیچ سے سفید دودھ پلاتا ہے	۱۶	۶۶	۲۱۸
۳۳۷	کھجور اور انگور میں مٹھاس اور رزق حسنہ ہے	۱۶	۶۷	۲۱۸
۳۳۸	رب ذو الجلال کا شہد کی مکھی کو الہام کرنے کا ذکر	۱۶	۶۸	۲۲۰

نمبر شمار	مضامین	سورۃ	آیت نمبر	صفحہ نمبر
۳۳۹	اللہ نے شہد میں لوگوں کے شفا رکھی ہے	۱۶	۶۹	۲۲۰
۳۴۰	دنیا میں انسانی زندگی کی مختلف حالتوں کا تذکرہ	۱۶	۷۰	۲۲۰
۳۴۱	اللہ تعالیٰ بعض کو بعض پر رزق کے لحاظ سے فضیلت عطا فرماتا ہے	۱۶	۷۱	۲۲۲
۳۴۲	اللہ نے انسان میں سے ہی اس کیلئے بیویاں بنائیں	۱۶	۷۲	۲۲۳
۳۴۳	اے کفار! کیا تم اس کی عبادت کرتے ہو جس ایک ذرہ برابر رزق کے مالک نہیں؟	۱۶	۷۳	۲۲۳
۳۴۴	کفار و مشرکین کو اللہ کیلئے مثالیں بنانے سے روکا جا رہا ہے	۱۶	۷۴	۲۲۵
۳۴۵	کیا کوئی ناکارہ مملوک اور اچھا رزق دیا گیا برابر ہو سکتے ہیں؟	۱۶	۷۵	۲۲۵
۳۴۶	کیا کوئی گونگا نکما اور سمجھدار مُنصف برابر ہو سکتے ہیں؟	۱۶	۷۶	۲۲۶
۳۴۷	قیامت آنکھ جھپکنے یا اس سے بھی پہلے واقع ہو جائے گی	۱۶	۷۷	۲۲۸
۳۴۸	اللہ نے ہمیں ہماری ماؤں کے پیٹوں میں پیدا فرمایا	۱۶	۷۸	۲۲۸
۳۴۹	پرندوں کا ہوا میں اڑنا اللہ کی عظیم نشانی ہے کہ وہ گرتے نہیں	۱۶	۷۹	۲۲۸
۳۵۰	انسان کو عطا کی جانے والی عظیم سہولیات کا تذکرہ	۱۶	۸۰	۲۳۱
۳۵۱	انسان کو عطا کی جانے والی عظیم نعمتیں خدا کا بہت بڑا احسان ہیں	۱۶	۸۱	۲۳۱
۳۵۲	محبوب! آپ کے ذمہ تو صرف اور صرف پہنچانا ہے	۱۶	۸۲	۲۳۳
۳۵۳	اکثر کفار اللہ کی نعمتوں کو پہچاننے کے باوجود منکر ہیں	۱۶	۸۳	۲۳۳
۳۵۴	قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ہر اُمت سے ایک گواہ اُٹھائے گا	۱۶	۸۴	۲۳۳
۳۵۵	ظالموں کو نہ مہلت دی جائے گی اور نہ ہی عذاب ہلکا ہوگا	۱۶	۸۵	۲۳۳

نمبر شمار	مضامین	سورۃ	آیت نمبر	صفحہ نمبر
۳۵۶	معبودان باطل بھی قیامت کو مشرکوں کے خلاف گواہی دیں گے	۱۶	۸۶	۲۳۴
۳۵۷	مشرکین بچنے کیلئے اپنی عاجزی کو پیش کریں گے مگر ناکام ہونگے	۱۶	۸۷	۲۳۵
۳۵۸	کافروں پر عذاب بڑھا دیا جائے گا کہ وہ فساد کرتے تھے	۱۶	۸۸	۲۳۵
۳۵۹	قیامت کے دن حضور ﷺ کو تمام اُمتوں پر گواہ بنایا جائے گا	۱۶	۸۹	۲۳۵
۳۶۰	رب ذوالجلال انصاف، بھلائی اور رشتہ داروں سے حسن سلوک کا حکم دیتا ہے	۱۶	۹۰	۲۳۸
۳۶۱	برائی، بے حیائی اور سرکشی سے منع فرماتا ہے	۱۶	۹۰	۲۳۸
۳۶۲	اللہ سے کئے ہوئے وعدوں کو پورا کرو اور قسموں کو نہ توڑو	۱۶	۹۱	۲۳۸
۳۶۳	اللہ سے کئے گئے وعدوں کو توڑنے کے بارہ میں خوبصورت مثال	۱۶	۹۲	۲۳۸
۳۶۴	اگر اللہ چاہتا تو سب کو ایک ہی اُمت بنا دیتا	۱۶	۹۳	۲۴۱
۳۶۵	اپنی قسموں کو آپس میں دھوکہ دینے کا ذریعہ نہ بناؤ	۱۶	۹۴	۲۴۱
۳۶۶	اللہ تعالیٰ کے وعدوں کو تھوڑی قیمت کے بدلہ میں نہ بیچو	۱۶	۹۵	۲۴۱
۳۶۷	جو کچھ ہمارے پاس ہے وہ ختم ہو جائے گا اور جو کچھ اللہ کے پاس ہے وہ باقی رہے گا	۱۶	۹۶	۲۴۳
۳۶۸	نیک مرد و عورت کو اللہ تعالیٰ پاکیزہ زندگی عطا فرما دیتا ہے	۱۶	۹۷	۲۴۴
۳۶۹	قرآن کی تلاوت کرنے سے پہلے تعوذ پڑھنے کا حکم	۱۶	۹۸	۲۴۴
۳۷۰	شیطان کا مومنین اور متوکلین پر کوئی غلبہ نہیں	۱۶	۹۹	۲۴۴
۳۷۱	شیطان کا غلبہ تو صرف مشرکین اور اپنے دوستوں پر ہے	۱۶	۱۰۰	۲۴۴

نمبر شمار	مضامین	سورۃ	آیت نمبر	صفحہ نمبر
۳۷۲	آیات کو منسوخ کر کے دوسرا حکم لے آنے کا ذکر	۱۶	۱۰۱	۲۴۶
۳۷۳	محبوب! آپ فرمادیں یہ تو جبریل نے رب کی جانب سے حق کے ساتھ نازل کیا	۱۶	۱۰۲	۲۴۶
۳۷۴	کفار کا نزول قرآن کے بارہ میں غلط نظریہ	۱۶	۱۰۳	۲۴۶
۳۷۵	اللہ کی آیات کا انکار کرنے والوں کیلئے دردناک عذاب ہے	۱۶	۱۰۴	۲۴۸
۳۷۶	جھوٹا بہتان تو وہی لگاتے ہیں جو آیات کے منکر ہیں	۱۶	۱۰۵	۲۴۸
۳۷۷	مرتدین اللہ کے عذاب اور غضب کے مستحق ہیں	۱۶	۱۰۶	۲۴۸
۳۷۸	کفار دنیا کی زندگی کو آخرت پر ترجیح دینے کی وجہ سے گمراہ ہیں	۱۶	۱۰۷	۲۵۰
۳۷۹	اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں آنکھوں اور کانوں پر مہر لگا دی ہے	۱۶	۱۰۸	۲۵۰
۳۸۰	یہی لوگ (کفار) آخرت میں نقصان اٹھانے والے ہیں	۱۶	۱۰۹	۲۵۰
۳۸۱	مہاجرین، مجاہدین اور صابریں پر اللہ رحم فرمانے والا ہے	۱۶	۱۱۰	۲۵۰
۳۸۲	قیامت کے دن نفسی نفسی کا عالم ہوگا مگر کسی پر ظلم نہیں کیا جائیگا	۱۶	۱۱۱	۲۵۲
۳۸۳	بستی والوں پر ناشکری کی وجہ سے بھوک اور ڈر مسلط کر دیا گیا	۱۶	۱۱۲	۲۵۲
۳۸۴	اور رسول کو جھٹلانے کی وجہ سے اُن کو عذاب نے پکڑ لیا	۱۶	۱۱۳	۲۵۲
۳۸۵	اللہ کے دیئے ہوئے طیب اور حلال رزق سے کھاؤ	۱۶	۱۱۴	۲۵۴
۳۸۶	مسلمانوں پر حرام کی گئی چیزوں کا تذکرہ	۱۶	۱۱۵	۲۵۴
۳۸۷	چیزوں کو اپنی طرف سے حلال و حرام بنا کر اللہ پر بہتان نہ لگاؤ	۱۶	۱۱۶	۲۵۴
۳۸۸	دنیا کی چند دن کی زندگی میں کفار کو فائدہ ہے پھر عذاب ہے	۱۶	۱۱۷	۲۵۴

نمبر شمار	مضامین	سورۃ	آیت نمبر	صفحہ نمبر
۳۸۹	کچھ چیزوں کو یہودیوں پر سزا کے طور پر حرام کر دیا گیا	۱۶	۱۱۸	۲۵۶
۳۹۰	لا علمی میں ہونے والے گناہ کو اللہ تعالیٰ بخش دیتا ہے	۱۶	۱۱۹	۲۵۶
۳۹۱	سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی صفات کا تذکرہ	۱۶	۱۲۰	۲۵۷
۳۹۲	سیدنا ابراہیم علیہ السلام تو اللہ تعالیٰ جل مجدہ الکریم کے شکر گزار بندے تھے	۱۶	۱۲۱	۲۵۷
۳۹۳	اُن کیلئے دنیا میں اچھائی تھی اور آخرت میں بھی	۱۶	۱۲۲	۲۵۷
۳۹۴	حضور ﷺ کے ذریعہ ملت اسلامیہ کو دین ابراہیمی کی پیروی کا حکم	۱۶	۱۲۳	۲۵۷
۳۹۵	یہودیوں کے لئے ہفتہ کا دن متبرک بنایا گیا	۱۶	۱۲۴	۲۵۹
۳۹۶	محبوب! آپ نہیں اپنے رب کی طرف حکمت اور بہتر نصیحت کے ساتھ بلائیں	۱۶	۱۲۵	۲۵۹
۳۹۷	مشرکین سے بدلہ لینے کے متعلق ضروری ہدایات	۱۶	۱۲۶	۲۶۱
۳۹۸	محبوب! آپ کفار کی سرکشی پر غمگین اور تنگ دل نہ ہوں	۱۶	۱۲۷	۲۶۱
۳۹۹	بے شک اللہ تعالیٰ متقین اور محسنین کے ساتھ ہے	۱۶	۱۲۸	۲۶۱
تَمَّتْ بِالْخَيْرِ				

سورۃ الحجر

سورۃ الحجر مکہ ہے اس کی ننانویں آیات ہیں اور چھ رکوع ہیں۔

اس مقدس سورۃ کا نام ”الحجر“ ہے، حجر کا معنی روکنے کا بھی آتا ہے، عقل کو بھی حجر کہتے ہیں کہ وہ انسانوں کو بُرے کاموں سے روکتی ہے۔ قوم ثمود کی آبادیوں کو بھی ”الحجر“ کہا گیا ہے یہ بھی کہا گیا ہے کہ الحجر قوم ثمود کی حویلی کا نام ہے یہ مدینہ منورہ اور شام کے درمیان ایک وادی میں شہر ہے، یہ لوگ پہاڑوں میں کھدائی کر کے وہیں رہتے تھے، انہیں پہاڑوں میں وہ کنواں تھا جس سے صالح علیہ السلام کی اونٹنی پانی پیتی تھی۔

الحجر کے بارہ میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہ سعودی عرب کا ایک علاقہ ہے یہ قوم ثمود کا وطن تھا یہ سبھی لوگ بت پرست تھے ان لوگوں پر خدا کا عذاب نازل ہوا، حضور ﷺ نے فرمایا ان کے پاس سے روتے ہوئے گزرو اگر تم رونہ سکو تو نہ گزرو کہیں ایسا نہ ہو جو ان پر عذاب آیا تھا وہ تم پر بھی آجائے۔

سیدنا عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضور ﷺ کا گزر اس علاقہ سے ہوا، صحابہ کرام نے وہاں کے پانی سے آٹا گوندھا، حضور ﷺ نے حکم دیا کہ وہ پانی پھینک دیا جائے اور آٹا اونٹوں کو کھلا دیا جائے۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اس وادی حجر سے گزرتے ہوئے، حضور ﷺ نے فرمایا معجزات اور نشانیوں کا مطالبہ نہ کیا کرو، قوم صالح علیہ السلام نے مطالبہ کیا اونٹنی ظاہر ہوئی مگر انہوں نے اس کی کوچیں کاٹ دیں تو انہیں کڑک اور گرج کے عذاب نے پکڑ لیا۔

یہ سورۃ پاک حروف مقطعات سے شروع کی گئی ہے ان حروف کے معانی خدا عزوجل اور مصطفیٰ ﷺ کے درمیان رموز ہیں یہ معنی درست نہیں کہ ان کے معانی اللہ ہی جانتا ہے، یہ مفہوم لینے میں قرآن مقدس کے اس حکم کی نفی ہوتی ہے کہ ”الرحمن، علم القرآن“ رحمان نے (اپنے رسول) کو سارا قرآن سکھا دیا۔ پھر اس طرح بھی یہ معنی محل نظر ہے، قرآن پاک تو اللہ کا پیغام ہے جو رسول اللہ پر اترا، اگر اس پیغام کے معانی بتائے ہی نہیں گئے تو پیغام مکمل نہ ہوا۔

الَّذِي تِلْكَ آيَاتُ الْكِتَابِ وَقُرْآنٍ مُبِينٍ ①

رُبَّ سَآئِدٍ مِّنَ الدِّينِ كَفَرًا لَّوْ كَانُوا
مُسْلِمِينَ ① ذَرْهُمْ يَأْكُلُوا وَيَتَمَتَّعُوا
وَيُلْبِسُوهُمْ إِلَاحَهُمْ فَسَوْفَ يَعْلَمُونَ ②
وَمَا أَهْلَكْنَا مَنَّ قَرِيَّةٍ أَلَا وَكُنَّا
كِتَابٌ مَّعْلُومٌ ③ مَا تَسْبِقُ فِئْ أُمَّةٍ
أَجَلًا وَمَا يَسْتَأْذِرُونَ ④

اللہ
صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم

الف لام را، یہ آیات ہیں کتاب کی اور روشن
قرآن کی (۱) کفار (عذاب میں گرفتار ہونے
کے بعد) آرزو کریں گے کاش وہ مسلمان
ہوتے (۲) انہیں رہنے دیجئے وہ کھائیں اور
عیش کریں اور انہیں اللہ غافل رکھے کچھ وقت
بعد وہ جان لیں گے (۳) اور ہم نے کسی بستی کو
ہلاک نہیں کیا مگر اس کی ہلاکت کا وقت لکھا تھا جو
معلوم تھا (۴) کوئی قوم اپنے وقت سے نہ آگے
بڑھ سکتی ہے اور نہ پیچھے رہ سکتی ہے (۵)

تفسیر

آیہ مبارکہ میں کفار کی اس تمنا کا ذکر فرمایا گیا ہے جب اپنے آپ کو عذاب میں دیکھیں گے اور ایمانداروں کو
امن میں تو کہیں گے کاش ہم مسلمان ہوتے۔ فرمایا جا رہا ہے محبوب! (ﷺ) انہیں عیش و عشرت سے
کھانے پینے میں لگے رہنے دو۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ موت سے بے فکر ہو کر طویل منصوبے بنانا، آخرت
کی پرواہ نہ کرنا، حساب و کتاب کے تصور سے خالی ذہن ہونا کفار کی عادات ہیں۔

حضور ﷺ نے فرمایا چار چیزیں بد نصیبی کی علامت ہیں، لمبی اُمیدیں، دنیا کی حرص، آنکھوں سے
آنسو جاری نہ ہونا، یعنی اپنے گناہوں پر شرمسار ہو کر نہ رونا، دل کا سخت ہونا۔ قرطبی نے حضرت حسن بصری
رحمۃ اللہ علیہ کا قول نقل کیا ہے کہ آپ نے فرمایا جو شخص اپنی زندگی میں لمبی اُمیدیں باندھتا ہے اس کا عمل

ضرور خراب ہو جاتا ہے۔ سیدنا ابو ذر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے، آپ نے خطبہ دیتے ہوئے دمشق والوں سے فرمایا کیا تم اپنے بھائی کی بات سنو گے، فرمایا تم سے پہلے بڑے بڑے لوگ گزر گئے جنہوں نے دنیا کا مال واسباب بہت جمع کیا محلات بنائے وہ سب ہلاک ہو گئے ان کے مکان ان کی قبریں ہیں، ان کی لمبی اُمیدیں فریب ثابت ہوئیں، قومِ عاد تمہارے قریب تھی مال و دولت کی مالک تھی مگر آج کوئی نام و نشان دکھائی نہیں دیتا اگر کوئی نشان ہے تو بربادی، تباہی کا ہے۔

دنیا میں مستغرق ہونے اور لمبی اُمیدیں رکھنے کی مذمت میں حضور ﷺ کے کئی ارشادات ملتے ہیں، سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا بوڑھے آدمی کا دل دو چیزوں سے جوان رہتا ہے دنیا کی محبت اور لمبی اُمیدیں۔ ایک اور ارشاد اس طرح ملتا ہے اس ارشاد کو حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں حضور ﷺ نے فرمایا ابنِ آدم بوڑھا ہو جاتا ہے اور اس میں دو چیزیں بڑھ جاتی ہیں، مال اور لمبی عمر کی محبت۔ اسی عنوان کو حضور ﷺ نے ایک اور مقام پر اس طرح ارشاد فرمایا ہے، اس ارشاد کو سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ حضور ﷺ نے میرے دونوں کندھوں کو پکڑ کر فرمایا، دنیا میں ایسی زندگی گزار جیسے مسافر کی زندگی ہوتی ہے یا راستہ عبور کرنے والے کی۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے تھے جب شام ہو تو صبح کا انتظار نہ کرو جب صبح ہو تو شام کا انتظار نہ کرو، فرماتے تھے اپنی صحت سے بیماری کا حصہ لو یعنی تندرستی اور صحت میں اللہ کی یاد کرو، عبادت میں مصروف رہو کہ تم بیماری کی حالت میں ایسا نہ کر سکو گے اور اپنی زندگی سے اپنی موت کا حصہ لو کہ زندگی کو غنیمت جانو اور موت سے پہلے پہلے اپنے لئے آخرت کا سامان بنا لو۔ زندگی میں انسان لمبے لمبے منصوبے بناتا ہے اپنے کاروبار کو فروغ دینے کی باتیں سوچتا ہے اولاد کی کامیابی کے راستے تلاش کرتے ہوئے جائز ناجائز، حلال و حرام کی پرواہ کئے بغیر حرص و ہوس میں بڑھتا رہتا ہے۔ بچوں کی خواہشات پر مر مٹتا ہے اور اس سے بے خبر ہوتا ہے کہ موت کس وقت آجائے اور اس کے سارے منصوبے برباد کر دے۔ آئیہ پاک میں حضور ﷺ سے فرمایا گیا تھا کہ آپ کفار کو چھوڑ دیں، کھائیں پیئیں یہ عنقریب جان لیں گے۔ آخر میں فرمایا گیا ہے کہ پہلے کفار کی بربادی کا وقت پہلے مقرر تھا بعد والوں کی بربادی کا وقت بعد میں، کوئی اپنے

مقررہ وقت سے نہ آگے بڑھ سکتا ہے نہ پیچھے ہٹ سکتا ہے۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد وعلی آلہ واصحابہ بعدد خلقہ
 وَاَقْلُوا يَا أَيُّهَا الَّذِينَ نَزَّلَ عَلَيْه
 الذِّكْرُ إِنَّكَ لَمَجْنُونٌ ۖ لَوْ مَا تَأْتِيَنَا
 بِالسَّلَاسِكَةِ إِنْ كُنْتَ مِنَ الصَّادِقِينَ ۖ
 مَا نُنَزِّلُ السَّلَاسِكَةَ إِلَّا بِالْحَقِّ وَمَا
 كَانُوا إِذًا مُنظَرِينَ ۖ إِنْ أَتَاكَ خَبْرٌ
 نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ ۖ

اور انہوں نے کہا اے وہ شخص جس پر قرآن
 نازل کیا گیا تو ضرور دیوانہ ہے (۶) اگر تم سچے
 ہو تو ہمارے پاس فرشتوں کو کیوں نہیں لاتے
 (۷) ہم فرشتوں کو صرف حق کے ساتھ نازل
 کرتے ہیں اور اُس وقت (جب وہ نازل ہوں
 گے) انہیں مہلت نہ دی جائے گی (۸) بے
 شک ہم نے ہی قرآن نازل کیا اور بے شک ہم
 ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں (۹)

صلی اللہ علیہ وسلم
 العظیم

تفسیر

کفار مکہ نے حضور ﷺ سے یوں کہا کہ تم نبوت کا دعویٰ غلط کرتے ہو، دیوانہ ہو اگر تم اپنے دعویٰ میں سچے
 ہو تو ہمارے پاس فرشتے کیوں نہیں آتے جو ہمارے پاس آ کر تمہاری تصدیق کریں ہم بارہا آپ سے
 مطالبہ کر چکے ہیں کہ اپنے رب سے کہو ”فرشتے اُتارے جو تمہاری تصدیق کریں“ چونکہ آپ کی تصدیق
 کیلئے کوئی فرشتہ نہیں آیا لہذا آپ اپنے دعویٰ میں سچے نہیں۔ رب قدوس کی طرف سے کفار کے اس جاہلانہ
 مطالبہ کا جواب دیا گیا ہے اگر تمہاری خواہش کے مطابق فرشتہ اتار دیا جاتا اور پھر بھی تم ایمان نہ لاتے تو
 تمہیں برباد کر دیا جاتا یہ تو ہمارا کرم ہے کہ ایسا نہیں کیا تا کہ تم غور و فکر کرو اور نور ایمان سے اپنے دلوں کو روشن
 کر لو۔ جب فرشتے آجائیں گے تو پھر کسی کو توبہ کرنے کی مہلت بھی نہیں دی جائیگی یہ فرشتہ آنے کی جلد
 بازی نہ کریں کیونکہ فرشتے کا آنا ان کے حق میں نہیں۔ کفار کا حضور ﷺ کو مجنون کہنا فرعونی روش ہے،

فرعون نے بھی موسیٰ علیہ السلام کے بارہ میں اپنی قوم سے یہی کہا تھا ”الذی ارسل الیکم لمجنون“ جسے تمہاری طرف بھیجا گیا ہے وہ دیوانہ ہے (معاذ اللہ) پتہ چلتا ہے کفار مکہ کا دماغ بھی فرعونی دماغ تھا۔ فرشتوں کے بھیجے کا مطالبہ اس طرح غلط ہے کہ فرشتے اس وقت بھیجے جاتے ہیں جب کسی قوم کی تباہی کا فیصلہ کر لیا جاتا ہے کفار نے حضور ﷺ کو مجنون اس لئے کہا کہ نزول وحی کے وقت آپ پر ایک کیفیت ہوتی تھی اس حالت کو دیوانگی کہا یا اس لئے کہا کہ آپ سے کہا گیا آپ نبوت کا دعویٰ چھوڑ دیں اور مال و دولت لے لیں، سرداری حاصل کریں کسی حسین لڑکی سے شادی کر لیں حضور ﷺ نے ان ساری پیش کشوں کو ٹھکرا دیا اور کفار کے مقابلہ میں مشکلات و مصائب کو ترجیح دی۔ یا اس لئے دیوانہ کہا کہ آپ رات دن صبح و شام اعلان حق، توحید خداوندی کیلئے کمر بستہ رہتے ہیں یا اس لئے دیوانہ کہا کہ آپ کفار کیلئے جہنم اور ایمانداروں کیلئے جنت کا ذکر کرتے ہیں اور کفار اس تصور کو دیوانگی کہتے تھے۔

کفار و مشرکین کی اسلام کے خلاف سازشوں اور قرآن مقدس پر الزام اور بیہودہ باتوں کا جواب اس طرح فرمایا گیا تم جو چاہو کرو، کہو اسلام و قرآن کا کچھ بگاڑ نہیں سکتے، قرآن ہم نے اُتارا ہے اور ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں۔ قرآن مقدس کو یہ شرف حاصل ہے کہ اس میں تبدل و تغیر نہیں، تحریف نہیں الفاظ، حروف، آیات کا بدلنا نہیں، اس کے تیس پارے ہیں تو دنیا کے ہر کونے میں تیس ہی ہیں، ابتداء و انتہا میں یکساں ہے اس کے برعکس بائبل دو گروہوں میں بدلی ہوئی ہے، پرنٹسٹ، رومن کیتھولک۔ اور بائبلوں میں کئی کتابوں کا فرق ہے۔

قرآن مقدس کی حفاظت یوں بھی ہے کہ لاکھوں کروڑوں حافظ ہیں، پوری دنیا میں بائبل کا حافظ ایک بھی نہیں، پوری دنیا میں لاکھوں مساجد و مدارس اس کی حفاظت کر رہے ہیں، چھوٹے چھوٹے بچے اس کے حافظ ہیں تمام آسمانی کتابیں صحیفے لکھے ہوئے آئے ہیں مگر قرآن مقدس پڑھی ہوئی نازل ہوئی، پڑھی ہوئی شی فنا نہیں ہوتی لکھی ہوئی شی خراب ہو جاتی ہے فنا ہو جاتی ہے، ٹی وی ریڈیو سے باتوں کا سننا بتانا ہے

کہ بڑھی گئی شی کو فنا نہیں۔

اسی مقام پر امام قرطبی نے ایک دلچسپ واقعہ بیان کیا ہے کہ مامون کے دربار میں علمی مسائل پر بحث ہوئی ایک یہودی بھی شامل ہو گیا مامون اس کے علمی مقام سے متاثر ہوا اور کہا کہ تو مسلمان ہو جا اس نے انکار کر دیا اور چلا گیا پھر ایک سال بعد مسلمان ہو کر آیا مامون نے پوچھا تو نے تو مسلمان ہونے سے انکار کر دیا تھا یہودی نے کہا یہاں سے واپس جا کر میں نے مذہب اسلام کے مطالعہ اور تحقیق کا فیصلہ کیا میں خوشنویس ہوں میں نے امتحان کرنے کیلئے توراۃ کے نسخے لکھے اور کئی مقامات پر کمی بیشی کر دی مگر یہودی نے ان نسخوں کو ہاتھوں ہاتھ لے لیا، ایسے ہی انجیل کو خوبصورت لکھا اور کئی مقامات پر کمی بیشی کی مگر عیسائیوں نے خوش ہو کر خرید لیے پھر میں نے قرآن کے ساتھ بھی ایسا ہی کیا تو مسلمانوں نے پہلے یہ دیکھا یہ نسخے صحیح ہیں یا نہیں، انہوں نے میری غلطیوں پر مطلع ہو کر خریدنے سے انکار کر دیا۔ میں نے اس واقعہ سے سبق لیا کہ قرآن محفوظ کتاب ہے اس میں تحریف نہیں، خود اللہ نے اس کی حفاظت کی ہے اس لئے میں مسلمان ہو گیا۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد وعلی آلہ واصحابہ بعدد خلقہ

بے شک ہم نے آپ سے پہلے اگلی امتوں میں رسول بھیجے (۱۰) اور ان کے پاس کوئی رسول نہیں آتا تھا مگر وہ مذاق کرتے تھے (۱۱) اسی طرح ہم مجرموں کے دلوں میں گمراہی کو داخل کرتے ہیں (۱۲) وہ اس پر ایمان نہیں لائیں گے اور پہلوں کی یہ روش گزر چکی ہے (۱۳)

وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ فِي شَتَّى الْأَوَّلِينَ ۖ وَمَا يَأْتِيهِمْ مِنْ رَسُولٍ إِلَّا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِءُونَ ۚ كَذَلِكَ نَسْلُكُ فِي قُلُوبِ الْمُجْرِمِينَ ۖ لَا يُؤْمِنُونَ بِهِ ۖ وَقَدْ خَلَتْ سُنَّةُ الْأَوَّلِينَ ۚ

صلی اللہ علیہ وسلم
العظیم

تفسیر

اس آیت مبارکہ میں حضور ﷺ سے فرمایا جا رہا ہے کہ محبوب کریم آپ کفار کی گستاخیوں سے پریشان نہ

ہوں، مطمئن رہیں کفار کا یہ طریقہ انداز نیا نہیں بلکہ پرانا ہے ہم نے آپ سے پہلے بھی رسول بھیجے پہلی قوموں میں جو لوگ چھوٹے چھوٹے گروہوں میں بٹ چکے تھے ان قوموں نے انبیاء علیہم السلام سے بھی برا سلوک کیا جب کوئی رسول ان کے پاس آیا تو ان کے ساتھ ہنسی مذاق کیا، نہ خدا کو مانا اور نہ رسول کا احترام کیا اسی قسم کے بے ننگے مطالبات کرتے رہے اگر یہ معجزہ دکھا دو گے تو ہم ایمان لے آئیں گے ان کی یہ سرکشی عذاب کا سبب بن گئی جیسے پہلے ہم نے ان کے دلوں میں کفر یہ حرکتیں ڈال دیں، اسی طرح کہ ان کفار کے دلوں میں بھی مذاق بازیاں ڈال دیں، اے محبوب کریم! یہ کافر لوگ اپنی گستاخیوں کی وجہ سے کبھی ایمان نہ لائیں گے، تاریخ گواہ ہے پہلے کفار کے اسی طرح طور طریقے تھے جو گزر گئے اور ان کے یہ انداز ان کیلئے عذاب کا سبب بن گئے اور وہ لوگ برباد ہو گئے اے گروہ کفار! تم نے بھی انہیں گستاخوں کا انداز اختیار کیا ہے، تمہارا مقدر بھی انہیں کی طرح بتا ہی ہوگا۔

آیہ مبارکہ کے آخر میں فرمایا گیا ہے ہم ان کے دلوں میں کفر کو داخل کرتے ہیں وہ ایمان نہیں لائیں گے اس معنی پر اشکال رہتا ہے قیامت کو کفار کہہ سکیں گے جب اللہ نے ہمارے دلوں میں کفر پیدا کر دیا تو ہمارا جرم کیا ہے لہذا اس کا یہ معنی کر لیا جائے کہ ہم ان کے دلوں میں قرآن داخل کرتے ہیں یعنی ہم نے قرآن سنوایا، قرآن کے معانی کی ہدایت دی، دل و دماغ کو سمجھنے کے لائق بنایا لیکن یہ لوگ اپنی ضد کے سبب قرآن مقدس کی ہدایت کو قبول نہیں کرتے اگر یہ معنی کیا جائے کہ ہم ان کے دلوں میں کفر پیدا کرتے ہیں تو معنی یہ ہوگا انہوں نے کفر کا ارادہ کیا اس لئے ان کے دلوں میں کفر پیدا کر دیا، کفار کے انکار کی وجوہات واضح ہیں، اپنے آباؤ اجداد کا دین چھوڑنا مشکل سمجھتے تھے، اسلام کے قوانین کو اپنے پر لاگو کرنا مصیبت جانتے تھے، کفر ان کے دلوں میں مضبوط گھر کر چکا تھا، ایمان کیلئے رسول کی اطاعت ضروری ہے یہ حضور ﷺ کی اطاعت کو گراں جانتے تھے، رسولوں کی اطاعت کو اس لئے عار سمجھتے تھے کہ ان کے پاس دولت کی فراوانی نہ تھی، رہا معجزات کا مسئلہ تو یہ اس قدر واضح تھا کہ انکار کی گنجائش ہی نہ تھی پتھروں کا کلمہ پڑھنا،

چاند کا ٹوٹنا، درختوں کا چل کر آنا، جانوروں کا سلام کرنا، ڈوبے سورج کا واپس ہونا، یہ ایسے کھلے معجزات تھے کہ کسی سلیم العقل کو انکار کی گنجائش نہ تھی مگر یہ اسے جادو کہتے رہے اور انکار کرتے رہے۔ (معاذ اللہ)

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی حَبِیْبِهِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی آلِهِ وَاصْحَابِهِ بِعَدَدِ خَلْقِهِ
وَلَوْ فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ بَابًا مِّنَ السَّمَاءِ
فَظَلُّوا فِيهِ يَعْرُجُونَ ﴿۱۴﴾ لَقَالُوا إِنَّمَا سُكَّرَتْ
أَبْصَارُنَا بَلْ نَحْنُ قَوْمٌ مَّسْحُورُونَ ﴿۱۵﴾
وَلَقَدْ جَعَلْنَا فِي السَّمَاءِ بُرُوجًا وَ
زَيَّجْنَاهَا لِلنَّظِيرِينَ ﴿۱۶﴾ وَحَفِظْنَاهَا مِنْ كُلِّ
شَيْطٰنٍ رَّجِیۡوٍ ﴿۱۷﴾ اِلَّا مِّنْ اَسْتَرَقَ السَّمْعَ
فَاتَّبَعْنَا بِثَبَاقٍ مُّبِیۡنٍ ﴿۱۸﴾ وَالْاَرْضَ
مَدَدْنَاهَا وَالْقِيٰنَا فِيْهَا رَاسِیَ وَاَنْبَتْنَاهَا
فِيْهَا مِنْ كُلِّ شَیْءٍ مَّوْزُونٍ ﴿۱۹﴾

اللہ
الصلوات
الکثیرہ

اور اگر ہم ان کیلئے آسمان میں کوئی دروازہ کھول
دیں اور وہ اس پر چڑھتے رہتے (۱۴) پھر بھی وہ
یہی کہتے کہ ہماری تو نظریں بند کر دی گئی ہیں بلکہ
ہم ایسی قوم ہیں جنہیں برباد کر دیا گیا ہے (۱۵)
اور بے شک ہم نے آسمان میں برج بنائے اور ہم
نے دیکھنے والوں کیلئے آسمان کو آراستہ کر دیا ہے
(۱۶) اور ہم نے آسمان کو ہر شیطان لعنتی سے محفوظ
کر دیا ہے (۱۷) مگر وہ جو چوری چھپے سن لے تو اس
صورت میں ایک روشن شعلہ اس کا تعاقب کرتا ہے
(۱۸) اور ہم نے زمین کو پھیلا دیا اور اس پر مضبوط
پھاڑ گاڑ دیئے اور ہم نے اس میں ہر شی
اندازے کے مطابق لگا دی (۱۹)

تفسیر

کفار کی ہٹ دھرمی کو بیان فرمایا جا رہا ہے اگر ہم ان کیلئے آسمان کی طرف کوئی دروازہ بھی کھول دیتے اور پھر
وہ دیکھ بھی لیتے اور چڑھ بھی جاتے تب بھی یہ ضدی لوگ ایمان نہ لاتے اور یہ کہتے کہ یہ تو سب کچھ نظر بندی
ہے اور ہمیں تو جادو زدہ کر دیا گیا ہے اور محمد (ﷺ) نے جادو کر دیا ہے یہ ان کی حماقت تھی کہ حضور کو مجنون

بھی کہتے تھے اور پھر جادو گر بھی۔ کیا ایک دیوانہ جادو گر ہو سکتا ہے؟ کفار یہ نہیں سوچتے کہ ہم نے آسمان بنائے ہیں ان کا شاندار نظام قائم کیا ہے اور کس طرح زینت سے نوازا ہے چاند، تارے، سورج حسن ہیں خوبصورتی ہے دیکھنے والے کس قدر متاثر ہیں اور آسمانوں کی حفاظت کی۔ کسی لعنتی شیطان، کسی کی مجال نہیں کہ گڑبڑ کر سکے جس طرح یہ نظام مقرر کر دیا گیا ہے کوئی تخریبی قوت ذرہ بھر بھی اس میں فساد پیدا نہیں کر سکتی اگر کوئی شیطان آگے جانے کی کوشش کرتا ہے تو شہاب ثاقب (آگ کے شعلے) سے اس کی مرمت کر دی جاتی ہے۔

اور ہم نے زمین کو بچھایا اس پر مضبوط پہاڑ گاڑ دیئے اُسے سبزہ پھولوں، درختوں، پھولوں سے خوبصورت کیا اور ہرشی کو اندازے کے مطابق اُگایا، اس سے پہلی آیات مبارکہ میں آسمانوں سے اپنی وحدانیت پر استدلال فرمایا گیا ان آیتوں سے زمین سے استدلال فرمایا جا رہا ہے۔

آیہ مبارکہ میں ستارے ٹوٹنے کا ذکر ہے کہ یہ شیطان کیلئے کوڑا ہے، علامہ آلوسی علیہ الرحمہ نے روح المعانی میں نقل کیا ہے کہ امام زہری سے کسی نے پوچھا، کیا رسول اللہ ﷺ کی بعثت سے پہلے بھی ستارے ٹوٹتے تھے؟ فرمایا ہاں شہاب ثاقب تو پہلے بھی تھے مگر حضور ﷺ کی تشریف آوری کے بعد جب شیاطین پر تشدد کیا گیا تو ان سے شیاطین کے دفع کرنے کا کام لیا گیا۔ سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے حضور ﷺ سے ایک روایت بیان کی ہے جسے صحیح مسلم نے نقل کیا ہے کہ ایک موقع پر حضور ﷺ صحابہ میں تشریف فرما تھے کہ ستارہ ٹوٹا آپ نے لوگوں سے دریافت فرمایا کہ اسلام سے قبل ستارہ ٹوٹنے کو لوگ کیا سمجھتے تھے؟ عرض کی لوگ کہتے تھے ستارہ ٹوٹنا کسی بڑے حادثہ کا پیش خیمہ ہے یا کوئی بڑا آدمی مرے گا، فرمایا نہیں اس سے کسی کے مرنے جینے کا تعلق نہیں یہ شعلے تو شیاطین کو دفع کرنے کیلئے پھینکے جاتے ہیں۔

اس ارشاد گرامی سے ایک غلط فہمی دور کی جا رہی ہے بعض لوگ کہتے ہیں شیطان اور اس کی اولاد کائنات میں ہر لحاظ سے کھلی ہے جو چاہے کرے جہاں چاہے جائے اس کا جواب ہے کہ شیاطین ایک خاص حد سے آگے نہیں جاسکتے ان کا راستہ بند کر دیا گیا ہے۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد وعلی آلہ واصحابہ بعدد خلقہ

وَجَعَلْنَا لَكُمْ فِيهَا مَعَايِشَ وَمَنْ لَسْتُمْ لَهُ بِرِزْقَيْنَ ۝ وَإِنْ مِنْ شَيْءٍ إِلَّا عِنْدَنَا خَزَائِنُهُ وَمَا نُنْزِلُ إِلَّا بِقَدَرٍ مَعْلُومٍ ۝ وَارْسَلْنَا الرِّيحَ لَوَاقِحَ فَاُنْزَلْنَا مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَاسْقَيْنَاكُمُوهُ وَمَا أَنْتُمْ لَهُ بِخَازِنِينَ ۝ وَإِنَّا لَنَذْحُ النُّحَىٰ وَنُحِيتُ النَّحْنَ النَّوْرَثُونَ ۝ وَلَقَدْ عَلِمْنَا الْمُسْتَقْبَلِينَ مِنْكُمْ وَلَقَدْ عَلِمْنَا الْمُسْتَأْخِرِينَ ۝ وَإِنَّ رَبَّكَ هُوَ يُحْشِرُهُمْ إِنَّهُ حَكِيمٌ عَلِيمٌ ۝

اللہ
صلی اللہ علیہ
وآلہٖ وسلم

اور ہم نے اس میں تمہارے لئے سامانِ معیشت پیدا کیا اور اُن کیلئے بھی جن کو تم رزق نہیں دیتے (۲۰) اور ہمارے ہی پاس ہیں ہر چیز کے خزانے اور ہم اُسے صرف خاص انداز کے مطابق ہی نازل کرتے ہیں (۲۱) اور ہم نے بادلوں کا بوجھ اٹھانے والی ہوائیں بھیجیں پھر ہم نے آسمان سے بارش برسائی ہم نے تمہیں وہ پانی پلایا اور تم اس پانی کا ذخیرہ کرنے والے نہ تھے (۲۲) اور بیشک ہم ہی زندہ کرتے ہیں اور ہم ہی روح قبض کرتے ہیں اور ہم ہی سب کے بعد باقی ہیں (۲۳) اور بے شک ہم ان لوگوں کو جانتے ہیں جو تم سے پہلے ہیں اور ہم ان کو (بھی) جانتے ہیں جو تم سے پیچھے ہیں (۲۴) اور بے شک آپ کا رب ہی ان سب کو جمع کرے گا اور بے شک وہ بہت حکمت والا اور علم والا ہے (۲۵)

تفسیر

پچھلی آیات مبارکہ میں انعاماتِ الہیہ کا ذکر تھا کہ ہم نے زمین کو بچھایا اس پر پہاڑ قائم کئے ان گوریاں اُگائیں اس میں بھی ایک اور نعمت کا ذکر فرمایا جا رہا ہے کہ ہم نے تمہارے لئے زندگی گزارنے کا سامان بھی پیدا کیا اور ان کیلئے بھی جنہیں تم رزق نہیں دے سکتے کہ حقیقت میں رزق دینے والے ہم ہی ہیں ہر شی کے بڑے خزانے بھرے پڑے ہیں اور ہر شی اندازے کے مطابق ہم ہی اُتارتے ہیں ہمارے علم میں ہے کسے کتنا دیا

جائے کسے کتنا۔ غریب و امیر بنانے کی حکمت بھی ہم ہی جانتے ہیں بے شمار ایسی مخلوقات ہیں جنہیں تم جانتے ہی نہیں ہم انہیں رزق دے رہے ہیں ہم نے ہی ہواؤں کو بھیجا ہے جنہوں نے بادلوں کو اٹھایا کوئی ہوا بادل بناتی ہے کسی سمت کی ہوا بادلوں کو چلاتی ہے کوئی ہوا بادلوں میں پانی بھرتی ہے کوئی برساتی ہے، یہ نظام ہم نے ہی بنایا ہے کوئی ہوا موسم خزاں لاتی ہے کوئی ہوا طوفان برپا کرتی ہے۔ لفظ ”ریاح“ میں ان سب ہواؤں کا ذکر ہے کوئی ہوا ٹھنڈی ہے کوئی گرم ہے۔

پھر ہم نے تمہیں پانی پلایا پینے کیلئے بہترین پانی بارش کا ہی ہے، پھر اس پانی کو زمین پر روکا کہ تم اس سے فائدہ اٹھاؤ ورنہ زمین تو پانی چوس جاتی ہے اور فرمایا زندگی موت کا نظام ہمارے ہی قبضہ میں ہے پوری مخلوق پر ہمارا ہی قبضہ ہے جسے جتنا چاہیں دیں، زندہ رکھیں جب چاہیں موت دے دیں اللہ کے بغیر نہ کوئی زندگی دے سکتا ہے نہ کوئی لے سکتا ہے، اور ہر شے کے وارث و نگہباں ہم ہی ہیں کہ ہمیشہ کی نگرانی حفاظت ہمارے ذمہ ہے۔ ہم سب کو جانتے ہیں پہلے ہوں یا بعد والے ہمارے علم سے کوئی شے باہر نہیں۔

آیہ مبارکہ میں ”من کل شیء موزون“ کے ارشاد سے واضح ہو رہا ہے کہ قدرت نے ہر شے کو ایک مقدار کے مطابق اُگایا اگر یہ سامان زندگی کم ہو جائے تو مصیبت ہے اگر زیادہ ہو جائے تو مشکلات کہ حفاظت کیسے ہو؟ پھل غلہ سامان حد سے بڑھ جائیں تو سڑیں گے خراب ہوں گے اور پھر انہیں پھینکنے کیلئے جگہ بھی نہ ملے گی۔ آیات مبارکہ میں انسانوں جانداروں، درندوں پرندوں کیلئے پانی ملنے کا نظام فرمایا گیا ہے ہر شخص ہر شے ہر حال میں اپنی ضرورت کے مطابق پانی لے رہا ہے۔ کھیتوں، درختوں کو پانی مل رہا ہے سمندر کے پانی کو پوری زمین پر پھیلانے کا کس قدر عظیم نظام فرمایا گیا ہے۔

سمندر میں بخارات پیدا فرمائے پھر اوپر سے ہوائیں چلائیں جو بادل کی شکل میں تبدیل کر کے ہر گوشے میں جہاں پہنچانا ہے پہنچا دیں اس طرح یہ سمندر کا پانی زمین کے ہر گوشے میں انسانوں جانوروں کو مل جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی اس قدرت کاملہ کا ذکر قرآن مقدس میں سورہ واقعہ کے اندر اس طرح ملتا ہے

”افرأیتم الماء الذی تشربون“ کیا تم نے دیکھا وہ پانی جو تم پیتے ہو اُسے تم اتارتے ہو یا ہم اتارنے والے ہیں؟ غرضیکہ پانی دینے کا عظیم نظام قدرت کا بہت بڑا کرم و فضل ہے، یہ نظام ہزاروں نعمتوں کو اپنے اندر سموئے ہوئے ہے۔

آیہ مقدسہ کے آخر میں فرمایا گیا ہے کہ ہم پہلے اور پچھلے لوگوں کو جانتے ہیں، مستفید مین اور مستأخرین کے کئی معنی کئے گئے ہیں، تاہم یہاں پر ہم امام قرطبی کے معنی کو پیش کرتے ہیں، مستفید مین سے مراد وہ لوگ ہیں جو نیکی میں پہل کرتے ہیں، نماز میں صف اول میں کھڑے ہوتے ہیں جیسے حدیث شریف میں ارشاد ہے اگر لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ اذان دینے میں اور صف اول میں کھڑے ہونے میں کتنا ثواب ہے تو تمام لوگ اس کی کوشش کرنے لگ جائیں اور سب کیلئے جگہ نہ ہو تو یہ کام قرعہ اندازی سے کریں۔ حضرت کعب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اس اُمت میں کچھ ایسے لوگ بھی ہیں جب وہ سجدے میں جاتے ہیں تو جتنے آدمی اُن کے پیچھے ہیں سب کی مغفرت ہو جاتی ہے۔

اس آیہ کریمہ کا یہ معنی بھی ہے کہ وہ انسانوں کی ہر حالت کو جانتا ہے، ہزاروں سال پہلے گزر گئے یا ہزاروں سال بعد ہوں گے مرنے کے بعد ان کے ذرات بکھر گئے انہیں جمع کر کے زندہ کرنے پر قادر ہے حساب کتاب ہو گا وہ بڑی حکمت والا ہے وہ علم والا ہے۔

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی حَبِیْبِهِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی آلِهِ وَاصْحَابِهِ بِعَدَدِ خَلْقِهِ
 وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ صَلْصَالٍ
 مِنْ حَمَإٍ مَّسْنُونٍ ۝ وَالْجَانَّ خَلَقْنَاهُ
 مِنْ قَبْلُ مِنْ نَّارِ السَّمُومِ ۝ وَاِذْ قَالَ
 رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّیْ خَالِقٌ بَشَرًا مِّنْ
 صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَإٍ مَّسْنُوْنٍ ۝ فَاِذَا

اور بے شک ہم نے انسان کو کھڑکتی ہوئی خشک مٹی سے پیدا کیا (۲۶) جو پہلے سیاہ گار تھی اور اس سے پہلے جنات کو بغیر دھوئیں کی آگ سے پیدا کیا (۲۷) اور یاد کیجئے جب آپ کے رب نے فرشتوں سے فرمایا کہ میں خشک مٹی سے سیاہ گارے

سَوَّيْتُهُ وَكَفَخْتُ فِيهِ مِنْ رُوحِي
فَقَعُوا لَهُ سَاجِدِينَ ۝ فَسَجَدَ الْمَلَائِكَةُ
كُلُّهُمْ أَجْمَعُونَ ۝ إِلَّا إِبْلِيسَ أَبَى أَنْ
يَكُونَ مَعَ السَّاجِدِينَ ۝

اللہ
عظیم

سے ایک بشر کو پیدا کرنے والا ہوں (۲۸) تو جب
میں اسے انسانی شکل میں ڈھال لوں اور اس میں
اپنی روح پھونک دوں تو تم سب اس کیلئے سجدہ میں
گر جانا (۲۹) پس تمام فرشتوں نے اکٹھے ہو کر سجدہ
کیا (۳۰) مگر ابلیس نے سجدہ کرنے والوں کے
ساتھ ہونے سے انکار کر دیا (۳۱)

تفسیر

پچھلی آیہ پاک میں انسانوں کی آخرت کا ذکر تھا، اللہ تعالیٰ سب کو قیامت کے دن جمع فرمائے گا، اس آیہ پاک میں انسانیت کے آغاز کا ذکر فرمایا جا رہا ہے آیہ مبارکہ میں متکبر اور سرکش انسان کو اپنی پیدائش کی طرف توجہ دلائی جا رہی ہے کہ آج وہ مال و دولت، اولاد اور حکومت کے بل بوتے پر خدا کا نافرمان بنا ہوا ہے اُسے چاہئے کہ وہ اپنے اصل کو دیکھے کہ پہلے انسان کی تخلیق کس طرح ہوئی۔ عزرائیل علیہ السلام نے زمین کے مختلف حصوں سے مٹی اٹھائی، انسانوں کے مختلف رنگ اسی وجہ سے ہیں پھر اس مٹی پر کئی قسم کی بارش ہوئی جس سے انسان کی مختلف عادات پیدا ہوئیں پھر ایک طویل عرصہ تک کچھ بنا رہا پھر اس مٹی کا انسانی شکل میں پتلا ڈھالا گیا پھر روح پھونکی گئی، آدم علیہ السلام کی اس پیدائشی کیفیت کو اس آیہ مبارکہ میں ذکر فرمایا گیا۔ محبوب اس وقت کو یاد کرو جب اللہ تعالیٰ نے انسانی سرفرازی کیلئے فرمایا تھا، اے فرشتو! میں کھڑکتی مٹی سے انسان بنانے والا ہوں جب بنالوں اور اس میں روح پھونک دوں تو تم سب اس کیلئے سجدہ ریز ہو جانا۔

”رُوحی“ کے ارشاد سے انسانی عظمت واضح ہو رہی ہے کہ جب میں اس میں اپنی روح پھونکوں۔ روح اور جسم دونوں اکٹھے ہوں تو حیات ہے، روح نکل جائے تو موت ہے روح کا مرکز دل کو بنایا گیا ہے، سجدہ کرنے کے حکم کو تمام فرشتوں نے مانا اور سر بسجود ہو گئے مگر ابلیس سجدہ کرنے والوں کے ساتھ نہ ہوا، انکار

کر دیا جب پوچھا گیا تو نے سجدہ کیوں نہیں کیا؟ تو اس نے تکبر و غرور سے کہا آدم مٹی سے بنایا گیا اور میں آگ سے۔ حکم خداوندی کا پہلا منکر یہی ابلیس ہے پہلا متکبر و مغرور یہی ہے، نبی کا پہلا گستاخ یہی ہے، کائنات میں پہلا حاسد یہی ہے، آدم علیہ السلام سے حسد کیا۔

آیہ مبارکہ کے آغاز میں انسان کی پیدائش کے ذکر فرمانے سے یہ واضح ہو رہا ہے کہ اس کی پیدائش انسانی نشوونما اور اسی شکل و صورت میں ہوئی، قرآن مقدس کا یہ انداز بعض جاہلوں کے نظریہ کو باطل قرار دے رہا ہے جنہوں نے کہا انسان کی ابتدائی شکل بندر کی تھی اور پھر آہستہ آہستہ ترقی کر کے انسان بنا، یہ نظریہ ڈارون جیسے جاہلوں کا ہے جس کا حقیقت سے رائی بھر کا بھی تعلق نہیں۔

ارشاد گرامی واضح ہے آدم کی تخلیق کھڑکنے والی مٹی سے ہوئی پھر اس میں روح پھونکی اور سر پر تاج خلافت رکھا گیا، فرشتوں کا آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنا عبادت کا سجدہ نہ تھا بلکہ تعظیم کا تھا پہلی اُمتوں میں سجدہ تعظیمی جائز تھا، عبادت کا سجدہ تو تمام انبیاء علیہم السلام کے ادیان میں صرف اللہ ہی کیلئے رہا ہے، البتہ سجدہ تعظیمی جائز رہا جیسے فرشتوں نے آدم علیہ السلام کو کیا، یوسف علیہ السلام کو ماں باپ نے سجدہ کیا، ہماری شریعت مطہرہ میں سجدہ تعظیمی بھی ناجائز قرار دے دیا گیا اگر یہ سجدہ آدم علیہ السلام کیلئے ہے تو پھر تعظیمی ہے اگر اللہ کیلئے ہے تو پھر آدم علیہ السلام کعبہ کی مانند ہوں گے اور سجدہ اللہ تعالیٰ کو ہوگا۔

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی حَبِیْبِهِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِهِ وَاصْحَابِهِ بَعْدَ دِ خَلْقِهِ
 قَالَ يَا بَلِیْسُ مَا لَكَ اَلَّا تَكُوْنَ مَعَ
 السَّجِدِیْنَ ۝۱۳۱ قَالَ لَمَّا اُكِّنْ لَاَسْجُدَ لِبَشَرٍ
 خَلَقْتَهُ مِنْ صَلَٰلٍ مِّنْ حَمَآءٍ نَّسُوْنُ ۝۱۳۲
 قَالَ فَاخْرُجْ مِنْهَا فَاِنَّكَ رَجِیْمٌ ۝۱۳۳
 اِنَّ عَلَیْكَ اللَّعْنَةَ اِلٰی یَوْمِ الدِّیْنِ ۝۱۳۴

فرمایا (اللہ نے) اے ابلیس! تجھے کیا ہوا کہ تو
 نے سجدہ کرنے والوں کا ساتھ نہیں دیا (۳۲)
 اس نے کہا میں اس بشر کو سجدہ کرنے والا نہیں
 ہوں جس کو تو نے کھڑکتی ہوئی خاک مٹی سے سیاہ
 سڑے ہوئے گارے سے پیدا کیا (۳۳) فرمایا

قَالَ رَبِّ فَأَنْظِرْنِي إِلَى يَوْمِ يُبْعَثُونَ ﴿٣٤﴾
 قَالَ فَإِنَّكَ مِنَ الْمُنْظَرِينَ ﴿٣٥﴾ إِلَى
 يَوْمِ الْوَقْتِ الْمَعْلُومِ ﴿٣٦﴾ قَالَ رَبِّ بِمَا
 أَغْوَيْتَنِي لَأُزَيِّنَنَّ لَهُمْ فِي الْأَرْضِ
 وَلَا أُغْوِيَنَّهُمْ أَجْمَعِينَ ﴿٣٧﴾ إِلَّا عِبَادَكَ
 مِنْهُمْ الْمُخْلِصِينَ ﴿٣٨﴾

اللہ
 العظیم

تو جنت سے نکل جا تو راندہ درگاہ ہے (۳۴) اور
 بے شک تجھ پر قیامت تک لعنت ہے (۳۵)
 اس نے کہا اے میرے رب! مجھے حشر تک
 مہلت دے (۳۶) فرمایا بے شک تو ان میں
 سے ہے جن کو مہلت دی گئی (۳۷) معین وقت
 کے دن تک (۳۸) اس نے کہا اے میرے رب!
 چونکہ تو نے مجھے گمراہ کر دیا ہے تو میں ضرور ان کیلئے
 (برے کاموں کو) زمین میں خوش نما بنادوں گا اور
 میں ضرور ان سب کو گمراہ کر دوں گا (۳۹) سوا
 تیرے ان بندوں کے جو مخلص ہیں (۴۰)

تفسیر

پہلی آیات مبارکہ میں شیطان کی سرکشی کا ذکر تھا کہ اس نے حکم خداوندی کے مطابق فرشتوں کے ساتھ مل کر آدم
 علیہ السلام کو سجدہ نہ کیا، اس آیت مبارکہ میں شیطان کے تکبر و غرور کی وجہ کا ذکر ہے کہ اس نے ایسا کیوں کیا جب وجہ
 پوچھی گئی تو بتایا تو نے اسے مٹی سے پیدا کیا ہے اور مجھے آگ سے۔ ابلیس شیطان کا نام ہے، اس کا معنی دھوکا باز اور
 مکار کا آتا ہے، ابلیس کے سجدہ سے انکار کرنے پر اسے حکم دیا گیا کہ تو نکل جا فرشتوں کی جماعت سے تو لعنتی ہے،
 مردود ہے، در بدر ذلیل و خوار ہوگا اور قیامت تک تجھ پر لعنت ہے تو نے تکبر کیا نافرمانی کی ابلیس نے کہا یا اللہ!
 تو نے مجھے مردود کیا، میں بھی تیرے بندوں کو مردود کروں گا، البتہ تیرے مخلص بندے میرے فریب میں نہیں
 آئیں گے جنہوں نے اپنے اندر خلوص پیدا کیا اور ریاکاری سے بچ رہے۔ مجھے قیامت تک مہلت دے، بارگاہ
 قدس سے حکم ہوا جا تجھے مہلت ہے۔ حضرت کعب احبار رضی اللہ عنہ سے ایک روایت ملتی ہے آدم علیہ السلام نے

اپنی موت کے وقت عرض کی یا اللہ! شیطان کو تو نے لمبی مہلت دی ہے وہ تو میری موت پر ہنسے گا، حکم ہوا آدم! تیرا دوبارہ جنت کو جانا ایسی سچ دھج کے ساتھ ہوگا کہ ابلیس سر پیٹے گا اور لمبی مہلت اس لئے مفید نہیں ہوگی۔ آئیے مبارکہ میں فرمایا گیا کہ شیطان کا مکرو فریب اللہ کے نیک پاکباز بندوں پر نہ چل سکے گا۔

امام قرطبی نے اس مقام پر حضور ﷺ کا ایک ارشاد نقل کیا ہے ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے روایت کیا ہے شیطان نے کہا اے اللہ! مجھے تیری عظمت و جلال کی قسم جب تک ان کی روحوں جسم میں رہیں گی میں گمراہ کرتا رہوں گا۔ بارگاہ قدس سے جواب ملا مجھے اپنی عزت و جلال کی قسم جب تک یہ بندے مجھ سے معافی مانگتے رہیں گے میں معاف کرتا رہوں گا، نیک بندوں پر شیطان کے تسلط نہ ہونے کا معنی یہ ہے کہ ان کے دلوں پر عقلوں پر ایسا غلبہ نہیں ہوتا کہ وہ اپنی غلطی پر کسی وقت متنبہ نہ ہوں جس کی وجہ سے توبہ نصیب نہ ہو۔ آدم و حوا نے توبہ کی جو قبول ہوئی، صحابہ کرام نے اپنی کوتاہیوں پر توبہ کی۔

آئیے مبارکہ میں صاحب اخلاص لوگوں کی عظمت کا ذکر ہے کہ انہیں شیطان گمراہ نہیں کر سکے گا اگر کبھی غلطی ہوئی تو وہ فوراً توبہ کر کے اصلاح کر لیں گے، مخلصین کا ذکر قرآن مقدس میں دوسری جگہ پر اس طرح ملتا ہے ”وَادْعُوهُ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ“ اس کی عبادت اس حالت میں کرو کہ اس میں اخلاص ہو، ریا کاری نہ ہو، کامل اخلاص یہ ہے کہ عبادت صرف اور صرف اللہ کی رضا کیلئے کرے اگرچہ جنت کے شوق اور جہنم کے ڈر سے عبادت کرنا بھی اخلاص کے منافی نہیں، یہ بھی اخلاص ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایمانداروں کو اعمال صالحہ کرنے کیلئے جہنم سے ڈرایا ہے اور جنت کی ترغیب دی ہے۔

اخلاص کی اہمیت کے بارہ میں حضور ﷺ کا ارشاد ملتا ہے جسے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے روایت کیا ہے آپ نے فرمایا جو شخص اس حالت میں دنیا سے رخصت ہوا کہ وہ اللہ کے ساتھ اخلاص پر تھا اور اس کی عبادت میں کسی کو شریک نہیں کرتا تھا اور نماز قائم کرتا تھا اور زکوٰۃ ادا کرتا تھا وہ اس حال میں مرا کہ اللہ اس پر راضی تھا، حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے عرض کی کہ حضور مجھے وصیت

فرمائیں تو فرمایا اخلاص کے ساتھ اللہ کی اطاعت کر، کم عمل بھی کافی ہوگا۔

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی حَبِیْبِهِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی آلِهِ وَاصْحَابِهِ بَعْدَ خَلْقِهِ
 قَالَ هَذَا صِرَاطٌ عَلٰی مُسْتَقِیْمٍ ۝۱۱۱ اِنَّ
 عِبَادِیْ لَیْسَ لَكَ عَلَیْهِمْ سُلْطٰنٌ
 اِلَّا مَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْغٰوِیِّنَ ۝۱۱۲
 وَاِنَّ جَهَنَّمَ لَمَوْعِدُهُمْ اَجْمَعِیْنَ ۝۱۱۳
 لَهَا سَبْعَةُ اَبْوَابٍ لِکُلِّ بَابٍ مِّنْهُمْ جُزْءٌ
 مَّقْسُوْمٌ ۝۱۱۴ اِنَّ الْمُتَّقِیْنَ فِیْ جَدَّتِ
 دُعُوْنٌ ۝۱۱۵ اَدْخُلُوْهَا بِسَلٰمٍ اٰمِنِیْنَ ۝۱۱۶
 وَنَزَعْنَا مَا فِیْ صُدُوْرِهِمْ مِّنْ غَلٍّ اِخْوَانًا
 عَلٰی سُرُرٍ مُّتَقٰبِلِیْنَ ۝۱۱۷ لَیْسَ لَهُمْ فِیْهَا
 نَصَبٌ وَّمَا لَهُمْ مِنْهَا بِمُخْرَجِیْنَ ۝۱۱۸

اللہ
 الصّٰلِحِ
 العظیم

فرمایا مجھ تک پہنچنے کا یہی سیدھا راستہ ہے (۱۱۱)
 بیشک میرے بندوں پر تیرا کوئی تسلط نہیں، سوا ان
 گمراہوں کے جو تیری پیروی کریں گے (۱۱۲)
 اور بے شک ان سب کے وعدہ کی جگہ جہنم ہے
 (۱۱۳) اس کے سات دروازے ہیں ہر دروازہ
 کیلئے ان گمراہوں میں سے تقسیم کیا ہوا حصہ ہے
 (۱۱۴) اور بے شک اللہ سے ڈرنے والے جنتوں
 اور چشموں میں ہوں گے (اُن سے کہا جائے گا)
 (۱۱۵) تم ان میں بے خوف ہو کر سلامتی کے ساتھ
 داخل ہو جاؤ (۱۱۶) ان کے دلوں میں جو رنجشیں
 ہوں گی ہم ان سب کو نکال لیں گے اور وہ ایک
 دوسرے کے بھائی ہو کر تخت نشین ہوں گے
 (۱۱۷) ان کو وہاں پر نہ کوئی تکلیف پہنچے گی اور نہ ہی
 وہ وہاں سے نکالے جائیں گے (۱۱۸)

تفسیر

ابلیس کے انکار کے بعد مخلصین کا ذکر فرمایا گیا کہ میرے مخلص بندوں پر شیطان کا غلبہ نہیں ہو سکتا، اب فرمایا
 جارہا ہے کہ یہی اطاعت و فرمانبرداری ادب و احترام میری طرف پہنچنے کا راستہ ہے یہی راستہ مضبوط ہے

سیدھا ہے اور نجات کی طرف لے جاتا ہے یا یہ معنی ہے کہ فرشتوں نے جو تعمیل حکم کی عجز و انکساری کا مظاہرہ کیا یہی میرا راستہ ہے، تکبر و غرور اکڑ بازی یہ شیطانی عمل ہے عبادت تو ابلیس بھی کر رہا تھا اور ہزاروں سالوں سے کر رہا تھا مگر وہ اس عبادت میں مخلص نہیں تھا مخلص وہی ہے جو فرشتوں کی طرح بلا چون و چرا بارگاہ قدس میں نیاز مندی اختیار کرے، ابلیس سے فرمایا گیا میرے بندوں پر تیرا غلبہ نہیں تو بس وسوسہ ڈال سکتا ہے، جس نے تیرے وسوسہ کو ٹھکرا دیا وہ نجات پا گیا جس نے تیری اتباع کی گمراہ ہوگا ایسے سب لوگوں کا ٹھکانہ جہنم ہے جس کے سات دروازے ہیں ہر دروازہ میں ان گمراہوں کیلئے تقسیم کیا ہوا حصہ ہے۔

اگلی آیت میں ابلیس سے فرمایا گیا یہ حال تو تیرے ماننے والوں کا ہوگا۔ مگر جن مخلصین کو تو گمراہ نہ کر سکے گا وہ مقام تقویٰ پر ہوں گے ان کا مقام یہ ہوگا کہ وہ سارے جنتوں اور باغوں کے چشموں میں ہوں گے جنت میں بالا خانے ہوں گے۔ یہ مقامات اولیاء، متقین، صالحین کیلئے ہوں گے اور انہیں اللہ کی طرف سے محبت بھرا پیغام ملے گا کہ تم سلامتی امن کے ساتھ جنتوں میں داخل ہو جاؤ۔ حدیث شریف میں آتا ہے جنت میں داخل ہوتے وقت مومنین کو کئی خوشخبریاں سنائی جائیں گی، ایک یہ کہ ہمیشہ زندہ رہو گے، دوسری یہ کہ ہمیشہ تندرست اور صحت مند رہو گے، تیسری یہ کہ ہمیشہ قائم رہو گے کبھی نکالے نہ جاؤ گے جنتیوں کے سینوں سے میل کچیل، تکبر و غرور، حسد، بغض ختم کر دیئے جائیں گے اور رحمت و سکون سے بھر دیئے جائیں گے۔ اور کسی کے دل میں کسی کے بارے میں کسی قسم کا حسد پیدا نہیں ہوگا، نور کے تختوں پر بیٹھیں گے یہ بیٹھنا اس طرح ہوگا کہ کسی کی پیٹھ کسی کی طرف نہیں ہوگی اور اس رحمت امن خیر کے مقام سے کبھی بھی نکالے نہیں جائیں گے۔

سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں جنتیوں کو داخل ہوتے ہی پانی پلایا جائے گا جس سے سب کے دلوں سے تمام قسم کی رنجشیں ختم ہو جائیں گی اور کسی جنتی کے دل میں کسی قسم کا انقباض نہیں رہے گا اس کی تائید میں سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا یہ ارشاد بھی ہے۔ آپ فرماتے ہیں مجھے اُمید ہے میں، طلحہ

اور زیر انہیں لوگوں سے ہوں گے جن کے دلوں کا غبار جنت میں داخل ہوتے وقت ختم کر دیا جائے گا۔ ایمان دار کہیں گے یہ (جنت) ہمارا رزق ہے جو کبھی ختم نہ ہوگا، اور اس آرام گاہ سے کبھی نکالے بھی نہ جائیں گے اور یہ لوگ خود بھی وہاں سے پلٹ کر آنے کی کبھی خواہش نہ کریں گے جیسے ارشاد خداوندی ہے ”لا یغون۔۔۔“ سے واضح ہے کہ وہ واپس آنا نہیں چاہیں گے۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد وعلی آلہ واصحابہ بعدد خلقہ
 نبی عبادی ائی انا الغفور الرحیم ﴿۵۹﴾
 وَاَنَّ عَذَابِيْ هُوَ الْعَذَابُ الْاَلِيْمُ ﴿۶۰﴾
 وَنَبِّئْهُمْ عَنْ ضَعِيفِ اِبْرٰهِيْمَ ﴿۶۱﴾ اِذْ
 دَخَلُوْا عَلَيْهِ فَقَالُوْا سَلٰمًا قَالِ اِنَّا
 مِنْكُمْ وَجَلُوْنَ ﴿۶۲﴾ قَالُوْا لَا تَوْجَلْ
 اِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلٰمٍ عَلِيْمٍ ﴿۶۳﴾ قَالِ
 اَبَشِّرْنِيْ عَلٰی اَنْ مَّسْنٰی الْكِبَرُ
 فَيَمُوتُ ﴿۶۴﴾

میرے بندوں کو بتا دو کہ میں بلاشبہ بہت بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہوں (۵۹) (یہ بھی بتا دو) کہ میرا عذاب بھی بہت دردناک ہے (۶۰) اور انہیں ابراہیم (علیہ السلام) کے مہمانوں کی خبر بھی بتا دیجئے (۶۱) جب وہ آپ کے پاس آئے تو انہوں نے کہا آپ پر سلام ہو (ابراہیم علیہ السلام نے کہا) ہم تو تم سے ڈر رہے ہیں (کہ اجنبی ہو) (۶۲) مہمانوں نے کہا آپ ڈریں مت ہم تو آپ کو ایک صاحب علم بیٹے کی خوشخبری سنائے ہیں (۶۳) آپ نے فرمایا تم مجھے اس وقت خوشخبری سنائے آئے ہو جب مجھے بڑھاپا آچکا ہے یہ کیسی خوشخبری ہے (۶۴)

صلی اللہ علیہ وسلم
 العظیم

تفسیر

پچھلی آیہ مبارکہ میں مومنین کے جنت میں جانے کا ذکر تھا نعمتوں سے نوازے جانے کا ارشاد تھا، اب ان

انعامات دیئے جانے کی وجہ فرمائی جا رہی ہے چونکہ اللہ غفور ہے رحیم ہے اس نے اپنی کمال محبت سے نوازا، جنت کے انعامات بخشے ساتھ ہی بدکردار لوگوں کو تنبیہ فرمادی گئی ہے کہ مجرموں کیلئے میرا عذاب بھی سخت ہے، دردناک ہے ”عبادی“ فرمانے میں کمال محبت کا اظہار ہے کہ میرے بندوں کو بتادو میں غفور ہوں رحیم ہوں۔ حضور ﷺ سے فرمایا جا رہا ہے کہ محبوب انہیں ابراہیم علیہ السلام کے مہمانوں کی بات بتادیں جب وہ آپ پر داخل ہوئے اور سلام کہا چونکہ یہ فرشتے جو مہمانوں کی شکل میں تھے بے وقت آئے تھے بلا اجازت آئے تھے، ابراہیم علیہ السلام پہچان نہ سکے، کھانا تیار تھا دسترخوان بچھا دیا گیا منچھڑے کا بھنا ہوا گوشت رکھا گیا کہ کھائیں مگر کسی نے ہاتھ نہ بڑھایا آپ اور سب گھر والے حیران ہوئے کہ یہ کھاتے کیوں نہیں، تو پوچھا کہ آپ ناراض تو نہیں؟ نہ کھانے کی وجہ کیا ہے؟

سیدنا ابراہیم علیہ السلام بہت مہمان نواز تھے آپ پر یہ کام گراں گزرا کہ کھاتے کیوں نہیں، جبریل علیہ السلام نے یاسب نے خلیل علیہ السلام کی پریشانی دیکھ کر فرمایا آپ کسی قسم کا فکر نہ کریں ہم آپ کے دشمن نہیں نہ ہی لڑنے آئے ہیں بلکہ دوست ہیں ”لا توجل“ فکر نہ کریں، ہم تو آپ کو ایک علم والے بچے کی خوشخبری سنانے آئے ہیں جو کچھ وقت بعد آپ کو ولادت میں عطا ہوگا وہ بارگاہ قدس سے ہی لکھا پڑھا آئے گا وہ بہت علم والا ہوگا آپ یہ خوشخبری سن کر بے حد خوش ہوئے اور جواب میں فرمایا کیا تم مجھے یہ بشارت اس وقت نہیں سنارہے جب مجھے بڑھاپا پہنچ چکا ہے اس وقت آپ کی عمر ۱۲۰ سال ہو چکی تھی یا ایک سو بارہ سال (یہ فرشتے قوم لوط کو عذاب دینے جا رہے تھے کہ راستہ میں ابراہیم علیہ السلام سے گزر رہا یہ خوشخبری سیدنا اسحاق علیہ السلام کی تھی، سیدنا ابراہیم علیہ السلام کا تعجب کرنا خدا پناہ رب سے مایوسی نہیں، جب مومن رب کی رحمت سے مایوس نہیں ہوتا تو نبی کیسے ہوگا؟)

آیہ مبارکہ میں اللہ تعالیٰ کے غفور و رحیم ہونے کا بھی اظہار ہے کہ ابراہیم علیہ السلام کو کس قدر فضل سے نوازا، بڑھاپے میں اولاد بخشی، سرکشوں کیلئے دردناک عذاب کا بھی ذکر ہے کہ یہ فرشتے لوط علیہ السلام

کی تباہی کیلئے آئے تھے۔ آیہ مبارکہ میں رحمت اور غضب دونوں کا ذکر فرمایا گیا ہے جس سے پتہ چلتا ہے کہ ایمان اس کا نام ہے کہ اللہ تعالیٰ کی مغفرت اور اس کے عذاب دونوں کو ملحوظ رکھا جائے ”الایمان بین الخوف والرجاء“ ایمان ڈر اور رحمت دونوں کے درمیان ہے کسی کو رحمت ربانی پر اس قدر دلیر بھی نہ ہونا چاہئے کہ دل سے خوف ختم ہی ہو جائے اور نہ ہی اس قدر ڈر کی حالت ہو کہ رب کی رحمت و مغفرت دل سے ختم ہو جائے اس کی رحمت کی امید کرے اور غضب سے ڈرے یہ ایمان کی نشانی ہے۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد وعلی آلہ واصحابہ بعدد خلقہ
 کہا (مہمانوں نے) ہم نے آپ کو سچی خوشخبری سنائی ہے آپ نا امید نہ ہوں (۵۵) فرمایا (ابراہیم علیہ السلام نے) اپنے رب کی رحمت سے نا امید صرف گمراہ لوگ ہوتے ہیں (۵۶) فرمایا (ابراہیم علیہ السلام نے) پھر تمہارا کیا کام ہے فرشتو؟ (۵۷) انہوں نے کہا ہم مجرم قوم کی طرف بھیجے گئے ہیں (۵۸) صرف لوط کے گھر والوں کو بچائیں گے (۵۹) مگر اس کی عورت جسے ہم نے جان لیا وہ پیچھے رہنے والوں میں ہے (۶۰)

قَالُوا بَشِّرْنَاكَ بِالْحَقِّ فَلَا تَكُن مِّنَ الْقَاطِئِينَ ۝ قَالَ وَمَنْ يَقْنَطُ مِن رَّحْمَةِ رَبِّهِ إِلَّا الضَّالُّونَ ۚ قَالَ فَمَا خَطْبُكُمْ أَيُّهَا الْمُرْسَلُونَ ۝ قَالُوا إِنَّا أُرْسِلْنَا إِلَىٰ قَوْمٍ مُّجْرِمِينَ ۚ إِلَّا آلَ لُوطٍ إِنَّا لَمُنَجِّيهِمْ أَجْمَعِينَ ۚ إِلَّا امْرَأَتَهُ قَدَّرْنَا ۚ إِنَّهَا لَمِنَ الْغَابِرِينَ ۚ

ﷺ
 الْعِطْفُ

تفسیر

پچھلی آیہ مبارکہ میں ابراہیم علیہ السلام کا فرمان تھا کہ فرشتو! تم مجھے بڑھاپے میں خوشخبری سنارہے ہو یہ کیسی بشارت ہے میری عمر ۱۲۰ سال ہو چکی ہے اولاد ہونے کے آثار ختم ہیں اس پر فرشتوں نے کہا اے خلیل! (علیہ السلام) یہ ٹھیک ہے آخری عمر میں اولاد کا ہونا مشکل سا کام ہے مگر آپ مایوس نہ ہوں ہم نے آپ کو

سچی خوشخبری دی ہے، آپ اور آپ کی اہلیہ اس حالت بڑھاپے میں رہیں گے اور بیٹا عطا ہوگا، فرشتوں نے کہا ابراہیم! آپ مایوس نہ ہوں مایوس تو اللہ کی رحمت سے گمراہ ہی ہوتے ہیں، آپ تو اللہ کے خلیل ہیں نبی ہیں۔ ابراہیم علیہ السلام کو یہ شرف حاصل ہے کہ سب قومیں انہیں اپنا بزرگ مانتی ہیں، یہود و نصاریٰ نے بھی کہا ابراہیم یہودی تھے، نصاریٰ تھے قرآن مقدس نے ان دونوں طبقوں کے دعویٰ کو غلط قرار دیا ہے ”ماکان ابراہیم یہودیا ولا نصرانیا ولكن کان حنفیا مسلما“ ابراہیم نہ یہودی تھے نہ عیسائی وہ تو مسلمان تھے سیدھی راہ پر چلنے والے تھے۔ ہندوؤں نے بھی ابراہیم علیہ السلام کو اپنا بزرگ کہا ہے وہ کہتے ہیں برہمن کا تعلق ابراہیم علیہ السلام سے ہی ہے۔ قرآن مقدس کا فیصلہ ملت اسلامیہ کے حق میں بھی ہے کہ وہ (ابراہیم علیہ السلام) مسلمان تھے، حنیف تھے۔

ابراہیم علیہ السلام نے اپنے نور نبوت اور بصارت سے دیکھا کہ یہ مہمان اس انداز میں آئے ہیں کہ کسی حکمت الہیہ کے تحت اپنے آپ کو راز میں رکھ رہے ہیں ان کا آنا یہ بشارت سنانے کیلئے ہی نہیں بلکہ مقصد کوئی اور ہے فرمایا فرشتو! تمہارے آنے کا اصل مقصد کیا ہے؟ مہمانوں نے کہا ہم قوم لوط کے مجرموں کی طرف بھیجے گئے ہیں سوائے لوط علیہ السلام کی آل کے، آل کو ہم بچالیں گے ایماندار ہماری گرفت سے محفوظ رہیں گے مگر اس کی عورت جسے ہم نے جان لیا ہے وہ پیچھے رہنے والوں میں ہوگی جب سیدنا لوط علیہ السلام اپنی قوم کو لے کر جا رہے تھے تو یہ مڑ مڑ کر اپنی قوم کی طرف دیکھتی تھی اور کہتی تھی ہائے میری قوم، حکم یہ تھا کہ پیچھے مڑ کر کوئی نہ دیکھے جب پتھر برسنے لگے تو اس کو بھی ایک پتھر لگا وہیں ڈھیر ہو گئی۔

سیدنا لوط علیہ السلام ابراہیم علیہ السلام کے چچا زاد بھائی تھے آپ کا نام لوط بن حاران بن تارخ تھا، لوط علیہ السلام دین ابراہیمی کے ہی پیروکار تھے، واقعہ کی تفصیل کیلئے روح البیاء کا مطالعہ مفید رہے گا۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد وعلی آلہ واصحابہ بعدد خلقہ

فَلَمَّا جَاءَ آلَ لُوطٍ الْمُرْسَلُونَ ۖ قَالَ
إِنَّكُمْ قَوْمٌ مُّتَكَبِّرُونَ ۖ قَالَوَا بَلْ
جِئْنَاكَ بِمَا كَانُوا فِيهِ يَمْتَرُونَ ۖ
وَآتَيْنَاكَ بِالْحَقِّ وَإِنَّا لَصَادِقُونَ ۖ
فَأَسْرِ بِأَهْلِكَ بِقِطْعٍ مِّنَ اللَّيْلِ
وَاتَّبِعْ أَدْبَارَهُمْ وَلَا يَلْتَفِتْ مِنْكُمْ
أَحَدٌ وَامْضُوا حَيْثُ تُؤْمَرُونَ ۖ
وَقَضَيْنَا إِلَيْهِ ذَٰلِكَ الْأَمْرَ أَنَّ
دَابِرَهُمْ لَئِمٌّ مَّقْطُوعٌ مُّصْبِحِينَ ۖ

اللہ
صَلَّى
عَلَيْهِ
وَاٰلِهٖ
سَلَامٌ

پھر جب فرشتے لوط کے گھر گئے (۶۱) لوط نے کہا
بیشک تم اجنبی ہو (۶۲) (فرشتوں نے) کہا ہم آپ
کے پاس اس عذاب کو لے کر آئے ہیں جس میں یہ
لوگ شک کرتے ہیں (۶۳) اور ہم آپ کے پاس
برحق عذاب لے کر آئے ہیں اور بے شک ہم
ضرور سچے ہیں (۶۴) آپ کچھ رات گزرنے
کے بعد اپنے گھر والوں کو لے کر روانہ ہوں اور
آپ اُن سب کے پیچھے چلیں اور آپ میں سے
کوئی شخص پیچھے مڑ کر نہ دیکھے اور آپ سب وہاں
جائیں جہاں کا آپ کو حکم دیا گیا ہے (۶۵) اور
ہم نے لوط کو اس فیصلہ سے آگاہ کر دیا کہ جس
وقت یہ لوگ صبح کر رہے ہوں گے تو ان کی جڑ
کاٹ دی جائے گی (۶۶)

تفسیر

پچھلی آیہ مبارکہ میں سیدنا ابراہیم علیہ السلام اور فرشتوں کی گفتگو کا ذکر تھا، اس آیہ مبارکہ میں سیدنا لوط علیہ
السلام اور فرشتوں کی گفتگو کا ذکر ہے، یہ فرشتے جو ابراہیم علیہ السلام کے پاس آئے کچھ وقت وہاں ٹھہرنے
کے بعد وادی سدوم میں حضرت لوط علیہ السلام کے پاس آئے، سیدنا لوط علیہ السلام نے انہیں مہمان ہی
سمجھا اور فرمایا تم اجنبی معلوم ہوتے ہو، پچپانے نہیں جاتے۔

”منکرون“ کا ایک معنی یہ بھی ہے کہ میری قوم نے مجھے مہمان رکھنے سے روکا ہوا ہے یہ فرشتے اس

وقت نہایت حسین شکلوں میں تھے، نوعمر معلوم ہوتے تھے فرمایا میں اپنی قوم سے پریشان ہوں ان کی عادات اچھی نہیں فرشتوں نے کہا ہم وہی (عذاب) لے کر آئے ہیں جس میں یہ شک کرتے ہیں۔ فرشتوں نے کہا آپ قوم کی بیہودہ حرکتوں سے پریشان نہ ہوں یہ ہمارا کچھ نہیں بگاڑ سکتے ہم اللہ کی طرف سے حق کے ساتھ آئے ہیں جو بات کر رہے ہیں سچ کے ساتھ کر رہے ہیں۔ آپ ہماری فکر نہ کریں ۲۵ سال سے قوم نے آپ کی تبلیغ کا اثر نہیں لیا، سرکشی میں ہی بڑھتی گئی جس عذاب کی خبر آپ انہیں سناتے تھے وہ آگیا ہے اب آپ ایسا کریں اپنے اہل خانہ کو لے کر تہجد کے وقت یہاں سے ہجرت کر جائیں آپ ان کے پیچھے چلیں کہ وہ آپ کی نگرانی میں رہیں، اگر کوئی بھول جائے تو آپ راہنمائی کر سکیں اور تم میں سے کوئی بھی آگے پیچھے، دائیں بائیں خیال نہ کرے، اس سے مراد ہے تیز چلیں سست چلنے سے رفتار کم ہو جاتی ہے ہم نے اپنا فیصلہ بھیج دیا ہے عذاب نازل ہو گیا ہے، بے غیرت لوگوں کی جڑیں کاٹ دی جائیں گی۔ کوئی شخص مُرد کر پیچھے نہ دیکھے کیونکہ ہو سکتا ہے کہ عذاب کو دیکھ کر اس پر دہشت طاری ہو جائے اور اُس کے ہوش و حواس جاتے رہیں اور آپ سب وہاں جائیں جہاں کا آپ کو حکم دیا گیا ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں اس سے مراد ملک شام ہے۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ سیدنا محمد وعلیٰ آلہ واصحابہ بعددِ خلقہ

وَجَاءَ أَهْلَ الْمَدِينَةِ يَسْتَبْشِرُونَ ﴿١٤﴾
 قَالَ إِنَّ هَؤُلَاءِ ضَلُّوا سَبِيلًا ﴿١٥﴾
 وَاتَّقُوا اللَّهَ وَلَا تُخْزَوْا ۖ قَالُوا أَوَلَمْ
 نَكُنْ مِنْكُمْ قَبْلَ هَؤُلَاءِ ﴿١٦﴾ قَالُوا هَؤُلَاءِ
 بَنَاتُكُمْ إِن كُنْتُمْ فَعِلِينَ ﴿١٧﴾ لَعَنَّكَ
 إِنَّهُمْ لَفِي سَكْرَتِهِمْ يَعْمَهُونَ ﴿١٨﴾ فَأَخَذَتْهُمُ
 الصَّيْحَةُ مُشْرِقِينَ ﴿١٩﴾ فَبَعَلْنَا عَلَيْهِمَا
 سَافِلًا وَمَافِرًا ۖ عَلَيْهِمْ جَارَةٌ مِّنْ يَّحْيِيلَ ﴿٢٠﴾
 إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَاتٍ لِّمَنْ تَوَسَّعَ عَيْنَاهُ ﴿٢١﴾

اللہ
 الصّٰدِقُ
 العَظِيمُ

اور شہر کے لوگ خوشی کرتے ہوئے آگئے (۶۷)
 لوط نے کہا یہ لوگ میرے مہمان ہیں تم مجھے
 شرمندہ نہ کرو (۶۸) اللہ سے ڈرو اور مجھے ذلیل
 نہ کرو (۶۹) ان لوگوں نے کہا کیا ہم نے آپ کو
 لوگوں کو ٹھہرانے سے روکا نہیں تھا (۷۰) لوط
 نے کہا یہ میری قوم کی بیٹیاں ہیں ان سے نکاح
 کر لو اگر تم کچھ کرنے والے ہو (۷۱) (اے محمد
 ﷺ) آپ کی زندگی کی قسم اور وہ اپنی مستی میں
 مدہوش ہو رہے تھے (۷۲) جب ان پر سورج
 چمک رہا تھا تو ان کو ایک زبردست چیخ نے پکڑ
 لیا (۷۳) اس نے ان کی بستیوں کو الٹا دیا اور ہر کا حصہ
 نیچے اور ہم نے ان پر پتھر برسائے (۷۴) بے شک ا
 س واقعہ میں اہل سمجھ کیلئے نشانیاں ہیں (۷۵)

تفسیر

سیدنا ابراہیم علیہ السلام کو بیٹے کی خوشخبریاں دینے کے بعد یہ فرشتے لوط علیہ السلام کی آل کے پاس آئے لوط
 علیہ السلام نے انہیں اجنبی شکلوں میں دیکھا تو فرمایا تم نا آشنا لوگ ہو، یہ معنی بھی کیا گیا ہے تم پر انکار کیا گیا
 ہے یہ فرشتے خوبصورت شکلوں میں آئے تھے اور قوم لوط خوبصورت لڑکوں سے بد فعلی کرتی تھی۔ سیدنا لوط
 علیہ السلام نے انکار کیا کہیں قوم کی بدکرداری کا نشانہ نہ بن جائیں۔ سیدنا لوط علیہ السلام نے فرمایا یہ میرے
 مہمان ہیں اللہ سے ڈرو مجھے شرمندہ نہ کرو مہمان کی عزت کی جاتی ہے اور تم ان کی بے عزتی کرنے پر تلے

ہوئے ہواور مہمان کی بے عزتی میزبان کی بے عزتی ہوتی ہے۔

ان لوگوں نے کہا ہم نے آپ کو پہلے روک رکھا ہے کہ مسافروں کو مہمان نہ بنایا کرو وہ لوگ مسافروں سے اجنبیوں سے برا کام کرتے تھے، حضرت لوط علیہ السلام نے فرمایا اگر تم پر شہوت کا غلبہ ہے تو یہ میری قوم کی بیٹیاں موجود ہیں ان سے نکاح کرلو۔ آپ نے اپنی قوم کی بیٹیوں کو اپنی بیٹیاں فرمایا کہ نبی قوم کیلئے باپ کے مرتبہ میں والد ہوتا ہے۔

آیہ مبارکہ میں نبی کریم ﷺ کی زندگی کی قسم اٹھائی گئی ہے، کہ وہ اپنی زندگی میں مدہوش ہو رہے تھے یعنی قوم لوط اپنی شہوت رانی کیلئے مدہوش ہو رہی تھی ایک معنی یہ بھی کیا گیا ہے کہ محبوب! مکہ کے لوگ کفر و شرک کے نشہ میں مدہوش ہیں، حضور ﷺ کی تبلیغ سے اثر نہیں لے رہے، معجزات دیکھنے کے باوجود ہدایت قبول نہیں کرتے۔ دونوں معنی میں یہ بات تو واضح ہو رہی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کی زندگی کی قسم اٹھائی ہے اس صورت میں حضور ﷺ کی بے حد تعظیم و تکریم ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں آپ کے سوا کسی نبی کی زندگی کی قسم نہیں کھائی گئی حضور ﷺ کی ذات والا صفات کے اندر کئی ایسے کمالات ہیں جو کسی اور نبی میں دکھائی نہیں دیتے۔

انبیاء علیہم السلام نے معجزات کے ذریعہ اپنی اپنی نبوت کو نمایاں فرمایا مگر حضور ﷺ کے بے شمار معجزات کے علاوہ آپ کی اپنی زندگی پاک بہت بڑی دلیل ہے۔ غار حرا سے واپسی پر اہل مکہ سے پہلے خطاب میں فرمایا ”یا اہل مکہ هل وجدتمونی صادقاً او کاذباً“ اے مکہ والو! بتاؤ مجھے سچا پاتے ہو یا جھوٹا سب نے کہا ”یا محمد بل وجدناک صادقاً“ اے محمد! ہم نے آپ کو ہمیشہ سچا پایا سیدہ خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا جو خواتین میں سب سے پہلے اسلام لائیں آپ کے اخلاق سے متاثر ہو کر ہی دامن گیر ہوئیں حضرت زید بن حارثہ کے واقعہ پر غور کیا جائے تو یہی بات واضح ہوتی ہے کہ حضور ﷺ کی شخصیت مقدسہ ہی زبردست معجزہ ہے، زید بن حارثہ کو حکیم بن حزام نے اپنی پھوپھی حضرت خدیجہ کیلئے

خرید لیا، حضرت زید کے والد اور ان کے چچا زید کو آزاد کرانے کیلئے فدیہ لے کر مکہ آئے، حضور ﷺ سے کہا زید کو آزاد کر دیں فدیہ لے لیں آپ نے فرمایا میں زید کو بلاتا ہوں اگر وہ آزاد ہونا چاہے تو ہمیں اعتراض نہیں زید کو بلایا گیا اور پوچھا گیا تم اپنے باپ اور چچا کے ساتھ جانا چاہتے ہو آپ نے انکار کر دیا اور کہا کہ میں حضور ﷺ کو نہیں چھوڑ سکتا یہی میرے باپ ہیں، چچا ہیں، مریبی ہیں۔ حضرت زید بن حارثہ نے آزادی کے مقابلہ میں غلامی میں رہنا پسند کر لیا، حضور ﷺ کی زندگی ایسی باکمال زندگی ہے جو کسی اور نبی و رسول کی نہ تھی۔

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی حَبِيبِهِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِهِ وَاصْحَابِهِ بَعْدَ خَلْقِهِ
 وَ اِنَّهَا لَبَسَبِيلٍ مُّقْبِلٍ ۝۵۰ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ
 لَاٰيَةً لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ۝۵۱ وَاِنْ كَانَ اَصْحَبُ
 الْاَيْكَةِ لَظٰلِمِيْنَ ۝۵۲ فَاَتَتْقُمْنَا مِنْهُمْ
 وَاَتَمَّا لِبَا مَامُؤْمِبِيْنَ ۝۵۳ وَلَقَدْ كَذَّبَ
 اَصْحٰبُ الْحَجْرِ الْمُرْسَلِيْنَ ۝۵۴ وَاَتَيْنَهُمُ
 الْاَيُّتُنَا فَكَانُوا عَنْهَا مُعْرِضِيْنَ ۝۵۵ وَكَانُوا
 يَحْتَسِبُوْنَ مِنَ الْجِبَالِ بُيُوتًا اَوْ مُنِيْنًا ۝۵۶
 فَاَخَذْنَاهُمُ الصَّيْحَةَ مُصْبِحِيْنَ ۝۵۷
 فَاَعْلٰى عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ۝۵۸

اور بے شک وہ بستیاں راستہ پر واقع ہیں (۷۶)
 اور بے شک اس میں ایمان لانے والوں کیلئے
 نشانی ہے (۷۷) اور بے شک ایکہ والے ظالم
 تھے (۷۸) تو ہم نے ان سے بدلہ لے لیا اور یہ
 دونوں بستیاں عام گزرگاہوں پر ہیں (۷۹) اور
 بیشک وادی حجر کے رہنے والوں نے رسولوں کی
 تکذیب کی (۸۰) اور ہم نے ان کو اپنی نشانیاں
 دیں تو وہ اُن سے روگردانی کرتے رہے (۸۱)
 اور وہ پہاڑوں کو تراش کر گھر بناتے کہ امن سے
 رہیں (۸۲) پس صبح ہوتے ہی انہیں ایک
 زبردست چیخ نے پکڑ لیا (۸۳) اور جو کچھ وہ
 کرتے رہے تھے وہ ان کو بچانہ سکا (۸۴)

اللہ
 صَدَقَ
 الْعَظَمٰی

تفسیر

پہلی آیات مبارکہ میں سیدنا لوط علیہ السلام کی قوم پر عذاب کا ذکر تھا بستی کی تباہی کا ذکر تھا اب اس آیہ پاک میں عذاب والی بستی کے محل وقوع کا ذکر ہے کہ وہ کہاں واقع ہے اس کی بربادی کو لوگ آتے جاتے دیکھتے تو ہیں مگر عبرت حاصل نہیں کرتے۔ کاروباری لوگ سفر کرنے والے آنے جانے والے وہیں سے گزرتے ہیں ان واقعات کا ذکر کرتے ہیں مگر نصیحت نہیں لیتے۔ قوم لوط کی بربادی سے نصیحت ایماندار ہی حاصل کرتے ہیں عبرت حاصل نہ کرنے والے لوگ اس بربادی کو محض اتفاقی معاملہ کہہ کر بات ختم کر دیتے ہیں جبکہ ایمان والے تہہ تک پہنچ جاتے ہیں ایمان سے بہرہ ور ہو جاتے ہیں۔

سیدنا شعیب علیہ السلام کی قوم کی بربادی تو دور کی بات نہیں، اصحاب ایکہ ان جھاڑیوں والوں نے کفر و شرک کیا، کم تولنے والی خیانتوں کا ذکر کیا، لوگوں پر مظالم ڈھائے، شعیب علیہ السلام نے بہت سمجھایا مگر دور ہوتے گئے تو ہم نے ان پر بھی عذاب بھیج دیا اور وہ برباد ہو گئے اور بے شک وہ دونوں شعیب اور لوط علیہما السلام بڑے تھے اور قانون خداوندی کو کھلا کھلا واضح کرنے والے تھے دونوں کا ایک معنی یہ بھی کیا گیا ہے کہ دونوں سے مراد دونوں بستیاں ہیں، شعیب علیہ السلام کی بستی اور لوط علیہ السلام کی بستی ایک بستی کا نام ایک تھا دوسری کا نام مدین تھا، یہ دونوں بستیاں قریب قریب ہی تھیں راستہ پر واقع تھیں یہ دونوں بستیاں ظلم میں پیش پیش تھیں۔ ایک بستی ایک تھی دوسری مدین جو عذاب الہی سے برباد ہو گئیں۔

حجر والوں نے بھی رسولوں کو جھٹلایا تھا اور برباد ہوئے، حجر والوں کو پتھر سازی پر ناز تھا پہاڑ کھودتے مکان بناتے تو ہم نے سیدنا صالح علیہ السلام کو پتھر کا ہی معجزہ عطا فرمایا کہ اس سے اونٹنی نکلی جس میں ہماری کئی نشانیاں تھیں۔ ایک نشانی یہ تھی کہ اونٹنی پتھر سے نکلی، ایک نشانی یہ تھی کہ ہر اتوار اتنا دودھ دیتی تھی کہ بستی کے لوگوں کو کافی ہوتا تھا یہ بھی نشانی تھی کہ اونٹنی کے پتھر سے نکلنے کے بعد اس نے ایک بچہ بھی جنا، یہ تمام آیات کو دیکھ کر بھی قوم صالح درست نہ ہوئی، پتھروں سے مکان سازی ان کا بڑا فن تھا، پہاڑوں کی چٹانیں کھود کر مکان بناتے تھے یہ

مکان اپنے فائدے کیلئے بنائے تھے یا عذاب الہی سے بچنے کیلئے، بالآخر یہ ہوا جب قوم کا ظلم حد سے بڑھ گیا تو ایک چیخ نے انہیں پکڑ لیا اور برباد ہو گئے تمام فن بے کار ثابت ہوئے اور عذاب الہی سے بچ نہ سکے۔

اس آیہ مبارکہ میں وادی حجر کا ذکر فرمایا گیا ہے، اس وادی کا ذکر حضور ﷺ کے ارشادات میں بھی واضح ہے حضرت جابر بن عبد اللہ فرماتے ہیں، حضور ﷺ وادی حجر میں ٹھہرے ہوئے تھے تو آپ نے فرمایا یہ حضرت صالح کی قوم ہے جسے اللہ نے ہلاک فرمادیا۔ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے ہے کہ حضور ﷺ نے اصحاب الحجر کے متعلق فرمایا جب تم اس قوم سے گزرو تو روتے ہوئے گزرنا اگر نہ رو سکو تو پھر نہ گزرنا، ورنہ تم پر بھی وہی عذاب نازل ہوگا یہی سیدنا عبد اللہ بن عمر ایک اور روایت فرماتے ہیں کہ صحابہ کا اس بستی سے گزر ہوا انہوں نے یہاں سے پانی لے کر آنا گوندھا، تو حضور ﷺ نے فرمایا یہ گوندھا ہوا آٹا اونٹوں کو کھلا دو واپانی انڈیل دو۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد وعلی آلہ واصحابہ بعدد خلقہ
اور نہیں پیدا کیا ہم نے آسمانوں اور زمین کو اور جو کچھ
ان کے درمیان ہے مگر حق کے ساتھ اور بے شک
قیامت آنے والی ہے (اے محبوب) آپ ان سے
اچھے طریقہ سے درگزر فرمایا کریں (۸۵) بیشک آپ
کا رب ہی خالق ہے اور سب کچھ جاننے والا ہے
(۸۶) اور بے شک ہم نے آپ کو سات آیات عطا
کیں جو بار بار پڑھی جاتی ہیں اور قرآن عظیم (۸۷)
اپنی آنکھ اٹھا کر بھی نہ دیکھئے (ان مالوں) کی طرف
جس سے ہم نے نفع دیا ہے ان کے مختلف طبقات کو
اور آپ ان پر غمگین بھی نہ ہوں اور ایمان والوں کیلئے
اپنے رحمت کے بازو جھکائے رکھیں (۸۸) اور آپ
کہیں میں ہی واضح ڈر سنانے والا ہوں (۸۹)

وَمَا خَلَقْنَا السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا
إِلَّا بِالْحَقِّ وَإِنَّ السَّاعَةَ لَآتِيَةٌ فَاصْفَحِ
الْصَّفْحَ الْجَمِيلَ ۝ إِنَّ رَبَّكَ هُوَ الْخَلْقُ
الْعَلِيمُ ۝ وَلَقَدْ آتَيْنَاكَ سَبْعًا مِّنَ
الْمَثَانِي وَالْقُرْآنَ الْعَظِيمَ ۝ لَا تَمُدَّنَّ
عَيْنَيْكَ إِلَى مَّا مَتَّعْنَاهُ أَزْوَاجًا مِّنْهُمْ
وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ وَخَفُضْ جَنَاحَكَ
لِلْمُؤْمِنِينَ ۝ وَقُلْ إِنِّي أَنَا النَّذِيرُ
الْبَشِيرُ ۝

صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم

تفسیر

اس سے پہلی آیہ مبارکہ میں گزشتہ قوم کا ذکر تھا کہ وہ قوم فن کاری میں بہت آگے تھی دولت مند تھی مگر انکی نافرمانی پر جب عذاب الہی آیا تو انہیں ان کی فن کاری دولت مندی، ہوشیاری بچانہ سکی، صرف وہی لوگ بچے جو نبوت کے دامن سے وابستہ ہو گئے تھے۔ اس آیہ مقدسہ میں فرمایا گیا ہے محبوب! آپ اپنی نگاہ کرم اس طرف نہ فرمائیں کہ یہ لوگ ایمان لے آئیں گے تو اسلام کو فائدہ ہو گا یا ان کی دولت اسلام کیلئے مفید ہو گی ان کی ناجائز و حرام دولت مفید نہیں ہو سکتی۔

ان آیات مبارکہ کے اُترنے کا سبب یہ بنا، ایک مرتبہ یہود کو تجارت سے مال ہاتھ آیا، صحابہ کرام نے ہیرے جواہرات دیکھے تو خیال پیدا ہوا کاش ہمارے پاس بھی ایسے مال ہوتا تو دین کے کام آتا صحابہ کرام کی یہ حسرت سن کر حضور ﷺ افسردہ ہوئے کہ یہ حسرت ان کو کیوں ہوئی؟ تو یہ آیات مبارکہ نازل ہوئیں کفار و مشرکین سے خطاب ہے کہ پہلی قوموں کی بربادی تم نے دیکھ لی انہیں ان کا مال نہ بچا سکا ہم نے زمین و آسمان اور جو کچھ ان کے درمیان ہے حق کے ساتھ بنایا اگر وہ لوگ حق کو جانتے پہچانتے تو کبھی فائدہ ہوتے نہ انہیں پتھروں کا عذاب آتا نہ پانی ڈبوتا، نہ آگ کے شعلے پکڑتے، نہ کسی قسم کی چیخ و پکار انہیں برباد کرتی۔ کائنات میں امن اُسی کو ہے جو انبیاء کے لائے ہوئے دین پر کار بند ہوگا۔

حضور ﷺ سے فرمایا گیا ہے محبوب! قیامت آنے والی ہے کفار و مشرکین سے حساب لیا جائے گا آپ اچھی طرح درگزر سے کام لیں آپ کا رب خالق ہے اور ہرشی کا عالم ہے ہم نے آپ پر یہ کرم کیا ہے آپ کو سبع مثانی دی ہے۔ ”سبع مثانی“ کی ایک تفسیر یہ ہے کہ سورہ فاتحہ دی، جو مرکز برکات ہے اور جامع کمالات ہے۔ حدیث شریف سے ثابت ہے سورہ فاتحہ کا نام سبع مثانی بھی ہے۔ سورہ فاتحہ کا ایک اور نام اُم الکتاب بھی ہے، اُم القرآن بھی ہے، اس کے ناموں میں ایک نام سورہ رحمت بھی ہے، سبع مثانی کہنے کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ یہ سورہ دو مرتبہ نازل ہوئی، ایک مرتبہ مکہ مکرمہ میں ایک مرتبہ مدینہ منورہ میں۔

اس سورت کی عظمت اس طرح بھی ثابت ہے کہ ہر مرتبہ ستر ہزار فرشتے لے کر آئے، ایک وجہ یہ بھی ہے کہ نماز میں بار بار پڑھی جاتی ہے، اس آیہ مبارکہ میں سبع مثنائی کے بعد القرآن العظیم فرمانا بھی اسی کی تشریح ہے، یہ بھی ہے کہ پورے قرآن پاک کا نام فاتحہ سبع مثنائی ہے، پورے قرآن پاک کو سبع مثنائی یوں بھی کہا گیا ہے کہ اس کی منزلیں سات ہیں، سورۃ فاتحہ کو قرآن عظیم فرمانے میں اس طرف اشارہ ہے کہ سورۃ فاتحہ ایک حیثیت سے پورا قرآن کریم ہے کہ اصول اسلام سارے اس میں سموئے ہوئے ہیں۔ ابوسعید بن معلی فرماتے ہیں حضور ﷺ نے فرمایا میں تمہیں قرآن کریم کی سب سے عظیم سورت بتاؤں گا، چنانچہ فرمایا ”الحمد لله رب العالمین“ یہ سبع مثنائی ہے، اور یہ وہ قرآن مجید ہے جو مجھے دیا گیا ایک روایت میں سبع مثنائی سے سات لمبی سورتیں بھی مراد لی گئی ہیں۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد وعلی آلہ واصحابہ بعدد خلقہ
 کَمَا أُنْزِلْنَا عَلَى الْمُقْتَسِبِينَ ۝۹۰ الَّذِينَ
 جَعَلُوا الْقُرْآنَ عِضِينَ ۝۹۱ فَوَرَّكَ
 لَنَسْتَلِفْهُمُ أَجْرَيْنَ ۝۹۲ عَمَّا كَانُوا يَعْمَلُونَ
 فَأَصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ وَأَعْرِضْ عَنِ
 الْمُشْرِكِينَ ۝۹۳ إِنَّا كَفَيْنَاكَ الْمُسْتَهْزِئِينَ
 الَّذِينَ يَجْعَلُونَ مَعَ اللَّهِ إِلَهًا آخَرَ
 فَسَوْفَ يَعْلَمُونَ ۝۹۴ وَلَقَدْ عَلِمُ الْأَكْ
 يَضِيقُ صَدْرُكَ بِمَا يَقُولُونَ ۝۹۵ فَسَبِّحْ
 بِحَمْدِ رَبِّكَ وَكُنْ مِنَ السَّاجِدِينَ ۝۹۶
 وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتَّىٰ يَأْتِيَكَ الْيَقِينُ ۝۹۷

جیسا کہ ہم نے ان پر عذاب نازل کیا جو اپنی
 کتاب کو تقسیم کرنے والے تھے (۹۰) جنہوں
 نے قرآن کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا (۹۱) (کچھ مان
 کر کچھ نہ مان کر) تیرے رب کی قسم ہم اُن
 سب سے ضرور سوال کریں گے (۹۲) جو کچھ وہ
 کر رہے تھے (۹۳) آپ واضح اعلان کر دیں
 جس کا آپ کو حکم دیا گیا ہے اور مشرکوں سے
 اعراض کیجئے (۹۴) ہم آپ کا مذاق اڑانے
 والوں سے بدلہ لینے کیلئے کافی ہیں (۹۵) جو اللہ
 کے ساتھ کسی اور کو بھی معبود قرار دیتے ہیں

صلی اللہ علیہ وسلم

قریب ہے وہ جان لیں گے (۹۶) اور بیشک ہم
 خوب جانتے ہیں کہ ان کی باتوں سے آپ کا
 دل تنگ ہوتا ہے (۹۷) آپ اپنے رب کی حمد
 کے ساتھ اس کی تسبیح بیان کیجئے اور سجدہ کرنے
 والوں میں سے رہئے (۹۸) اور اپنے رب کی
 عبادت کرتے رہئے حتیٰ کہ آپ کے پاس پیغام
 اجل آجائے (۹۹)

تفسیر

حضور ﷺ سے فرمایا جا رہا ہے کہ اے محبوب کریم! آپ دشمنان اسلام کی باتوں سے پریشان نہ ہوں ہم
 نے آپ کو اپنے فضل و کرم سے سیع مثانی عطا کی جیسے یہود و نصاریٰ کو تورات و انجیل عطا کیں۔ یہی لوگ ہیں
 جنہوں نے تورات و انجیل کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا یہ معنی بھی کیا گیا ہے ان لوگوں نے اسلام کے خلاف لوگوں
 کو گروہ در گروہ کیا، کسی کو کسی سمت، کسی کو کسی سمت بٹھایا کہ ادھر سے آنے والے لوگوں کو حضور کے خلاف
 باتیں بنائیں، مصنوعی کہانیاں سنائیں کہ اسلام کے قریب نہ ہوں، یہ بھی معنی ہے کہ کفار کے کئی گروہ ہو گئے
 کسی نے حضور ﷺ کو دیوانہ کہا کسی نے جادوگر بتایا کسی نے شاعر کہا یا یہ معنی کہ انہوں نے اپنی کتابوں کو
 ٹکڑے ٹکڑے کر دیا امیروں کیلئے الگ قانون، غریبوں کیلئے الگ۔

اے محبوب! ہم تجھے مذاق کرنے والوں پر عذاب بھیجیں گے، اے محبوب! تیرے رب کی قسم ہم ان
 گستاخوں سے ایک ایک چیز کا حساب لیں گے، اے حبیب کریم! چونکہ کفار مکہ کی سرکشی حد سے بڑھ گئی ہے
 اب آپ کسی کی مروت نہ فرمائیں اب آپ کھل کر تبلیغ فرمائیں جو کچھ آپ کو حکم دیا گیا ہے واضح اور کھلا بجا
 لائیں، مشرکین سے اعراض فرمائیے، اُن سے ایمان کی اُمید نہ رکھیں ان کی طرف سے پیدا کی جانے والی

مشکلات کا خیال بھی نہ کریں وہ آپ کا کچھ نہیں بگاڑ سکیں گے یہ لوگ جو آپ کا مذاق اڑا رہے ہیں جنہوں نے اللہ کے ساتھ دوسرا معبود بنا لیا یہ لوگ بہت جلد اپنے انجام کو پہنچ جائیں گے اور ہم آپ سے مذاق کرنے والوں کیلئے کافی ہیں۔ اے محبوب کریم! ہم جانتے ہیں ان کی سازشوں سے آپ کو تکلیف ہوتی ہے آپ کا سینہ تنگ ہوتا ہے محبوب اب اس کا یہ علاج ہے آپ اپنی زندگی کے ہر لمحہ میں اپنے رب کی حمد کیجئے یا یہ کہ ”سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم“ پڑھتے رہئے یا اللہ تعالیٰ کے انعامات پر شکر بجالاتے رہیں اور عابدین و ساجدین مسلمانوں کے ساتھ رہیں، آپ اپنے دینی معمولات کو بجالاتے رہیں اور یہ کام آپ اپنے وصال تک کرتے رہیں، ”یقین“ موت کے معنی میں ہے، ابو مسلم خولانی سے روایت ہے حضور ﷺ نے فرمایا مجھے حکم دیا گیا ہے میں سجدہ کرنے والوں سے ہوں میں اپنے رب کی عبادت کرتا رہوں حتیٰ کہ میرے پاس یقین آجائے۔ (پیغام اجل)

اس ارشاد سے پتہ چلتا ہے جب بندہ دشمنوں سے پریشان ہو مشکلات میں گھر جائے تو اس کا روحانی علاج یہ ہے کہ خدا کی یاد کرے، تسبیح پڑھے اللہ تعالیٰ اس تکلیف کو دور فرما دے گا۔ آیہ مبارکہ سے یہ بھی واضح ہو رہا ہے کہ محبوب تیرے ساتھ مذاق کرنے والوں کیلئے ہم کافی ہیں حضور کی مدد کا ذکر ہے، دینی کام میں آپ کی حوصلہ افزائی کا ذکر ہے، حضور ﷺ کو تنگ کرنے والے پانچ فرد تھے، عاص، اسود بن عبدالمطلب اسود بن یغوث، ولید بن مغیرہ، حارث۔ یہ گروہ مخالفت میں پیش تھا انہیں قدرت نے ہلاک کر دیا۔ آیہ مبارکہ میں فرمایا گیا کہ ہم تیرے مخالفین سے باز پرس کریں گے صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہ کس شی کا ان سے پوچھا جائے گا فرمایا ”لا الہ الا اللہ“ کے متعلق پوچھا جائے گا کہ اس کے متعلق عملی طور پر تم نے کیا کیا، زبانی طور پر تو منافقین بھی پڑھتے تھے، حدیث شریف میں ہے جو شخص اخلاص کے ساتھ لا الہ الا اللہ پڑھے گا جنت میں جائے گا عرض کی گئی اخلاص کیسے ہوگا فرمایا جب یہ کلمہ اللہ کے محارم اور ناجائز کاموں سے روک دے تو وہ اخلاص کے ساتھ ہے۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد وعلی آلہ واصحابہ بعدد خلقہ

سورة النحل

اس سورۃ کی ایک سواٹھائیس آیات ہیں اور سولہ رکوع ہیں اس سورۃ پاک میں یہ آیہ موجود ہے ”واوحی ربک الی النحل“ اسی لفظ ”النحل“ کی نسبت سے نام پاک النحل رکھا گیا، یہ سورۃ مبارکہ حضور ﷺ کی مکی زندگی کے آخری ایام میں نازل ہوئی۔

سورة النحل ۱۶
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان نہایت رحم فرمانے والا ہے

اللہ کا حکم آپہنچا (اے کافرو!) تم اس کی جلدی طلب نہ کرو اللہ ان چیزوں سے پاک اور بلند ہے جن کو وہ اس کا شریک قرار دیتے ہیں (۱) وہی جبریل کو وحی کے ساتھ اپنے حکم سے اپنے بندوں پر جس پر چاہے نازل فرماتا ہے، لوگوں کو ڈراؤ کہ میرے سوا عبادت کا کوئی مستحق نہیں سو تم مجھ سے ڈرو (۲) اس نے آسمانوں اور زمینوں کو برحق پیدا کیا وہ اُن سے بلند و بالاتر ہے جن کو وہ اس کا شریک ٹھہراتے ہیں (۳) اسی نے انسان کو نطفہ سے پیدا کیا تو وہ اعلانیہ جھگڑنے لگا (۴)

اَتٰی اَمْرُ اللّٰهِ فَلَا تَسْتَعْجِلُوْهُ سُبْحٰنَہٗ
وَتَعٰلٰی عَمَّا یُشْرٰکُوْنَ ۝۱ یُنَزِّلُ الْمَلَائِکَۃَ
بِالرُّوْحِ مِنْ اَمْرِہٖ عَلٰی مَنْ یَّشَآءُ مِنْ
عِبَادَہٗ اَنْ اَنْذِرُوْا اَنَّہٗ لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنَا
فَاَنْقُوْنَ ۝۲ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ
بِالْحَقِّ تَعٰلٰی عَمَّا یُشْرٰکُوْنَ ۝۳ خَلَقَ الْاِنْسَانَ
مِنْ نُّطْفَۃٍ فَاِذَا هُوَ خَصِیْمٌ مُّبِیْنٌ ۝۴

تفسیر

کفار مکہ ضد اور تکبر و غرور سے کہا کرتے کوئی کسی قسم کا عذاب نہیں آئے گا بلکہ یہ بھی مطالبہ کرتے اے محمد!

آپ جو کہتے ہیں ہم پر عذاب نازل ہوگا وہ کب آئے گا؟ ان آیات مقدسہ میں فرمایا گیا ہے کہ جلدی نہ کرو اللہ تعالیٰ کا فیصلہ اٹل ہے بس وہ آہی گیا جس رب کی طرف سے عذاب آئے گا وہ اللہ ہر کمزوری سے پاک ہے وہ اللہ اپنی قوت طاقت سے اُن سب سے بلند و بالا ہے جنہیں تم اس کا شریک ٹھہراتے ہو۔ وہی جبریل کو وحی کے ساتھ اپنے حکم سے اپنے بندوں میں سے جس پر چاہے نازل فرماتا ہے، لوگوں کو اس سے ڈراؤ کہ میرے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں سو تم مجھ سے ڈرو، فرشتوں کو روح کے ساتھ اتارتا ہے یعنی وحی کے ساتھ جس طرح روح سے حیات ہے ایسے ہی وحی الہی حیات بخش ہے، اسی وحی مقدس سے ہی حجاز پاک کے صحراؤں میں حیات پیدا ہوئی۔

کفار کا ایک اعتراض یہ بھی تھا نبوت عبدالمطلب کے یتیم پوتے پر کیوں؟ تو فرمایا یہ اس کے اختیار کی بات ہے جس پر چاہے اُتار دے، نبی کے انتخاب کیلئے تمہارا اختیار نہیں اللہ جسے چاہے نبی بنا دے، نبی آ کر لوگوں کو خبردار کرتا ہے کہ اللہ کے بغیر کوئی اور الہ نہیں، وہ ایک ہی خدا ہے اس کی نافرمانی سے ڈرنا چاہئے زمین و آسمانوں کی تخلیق کے ذکر سے اس کی وحدانیت کے دلائل کا ذکر ہے یہ اس قدر واضح اور کھلی دلیل ہے جس کا اقرار کئے بغیر چارہ نہیں، یہ عظیم کارخانہ کس قدر حسین انداز سے چل رہا ہے اس کے چلنے میں کسی قسم کی خرابی نہیں نہ کسی قسم کی رفتار میں کمی بیشی ہے اگر انسان اس عظیم کارخانے کو غور سے دیکھے تو حیران رہ جاتا ہے اور بے ساختہ منہ سے نکلتا ہے ”تبارک اللہ احسن الخالقین“

اس کے وحدہ لاشریک ہونے کی دوسری دلیل یہ فرمائی گئی ہے کہ انسان کی پیدائش پر غور کیا جائے کہ پانی کے ایک قطرہ سے تخلیق ہے مگر اس کی ہمت، قوت کو دیکھو کہاں کہاں کمند پھینک رہا ہے، حیرت انگیز کارنامے سرانجام دے رہا ہے بے شمار صلاحیتیں اپنے اندر سموئے ہوئے ہے مگر یہ انسان اپنی اصل پر غور نہیں کرتا، نہ ہی اپنے رب قدوس کے قریب ہوتا ہے، بات بات پر الجھتا ہے جھگڑتا ہے، انسان کا ایک قطرہ سے عجیب و غریب مخلوق بننا ماں کے پیٹ میں پرورش پانا اندھیروں میں رہنا، دنیا میں مختلف شکلیں اختیار

کرنا، مکمل ہونے پر اس میں روح پھونکنا پھر ایک مدت پوری ہونے پر دنیا میں آنا، یہ سب حیران کن کام ہیں چاہئے تھا کہ یہ دنیا میں آکر اپنے رب کی نعمتوں کا شکر ادا کرتا، تابع فرمان ہوتا مگر بات بات پر جھگڑے کرتا ہے۔ ایک دن ابی بن کعب بارگاہ رسالت میں آیا اور ایک بوسیدہ ہڈی کو ہاتھ میں لے کر کہا اے محمد! آپ اس ہڈی کے متعلق کیا کہتے ہیں کہ اسے پھر زندہ کیا جائے گا یہ کیسے ہو سکتا ہے، تو یہ آئیے مبارک نازل ہوئی۔

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی حَبِیْبِهِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی آلِهِ وَاصْحَابِهِ بِعَدَدِ خَلْقِهِ
اور اس نے تمہارے لئے جانوروں کو پیدا کیا ان میں گرم لباس بھی ہے اور دوسرے فوائد بھی اور انہیں کا تم گوشت کھاتے ہو (۵) اور ان میں تمہارے لئے زیب و زینت بھی ہے جب تم انہیں چرا کر شام کو گھبراتے ہو اور جب تم صبح کو چرانے لے جاتے ہو (۶) اور یہ جانور تمہارے بوجھ اٹھاتے ہیں ان شہروں تک جہاں تم نہیں پہنچ سکتے مگر مشقت کے ساتھ بے شک تمہارا رب بہت مہربان اور رحم فرمانے والا ہے (۷) اس لئے تمہارے لئے گھوڑے خچر اور گدھے پیدا کئے کہ تم ان پر سواری کرو اور تمہارے لئے ان میں زینت بھی ہے اور پیدا فرماتا ہے جو تم نہیں جانتے (۸) اور بیچ کی راہ ٹھیک اللہ تک ہے اور کوئی راہ ٹیڑھی ہے اور اگر وہ (اللہ) چاہتا تو تم سب کو ہدایت پر لاتا (۹)

وَالْاَنْعَامَ خَلَقَهَا لَكُمْ فِيْهَا دِفْءٌ وَمَنْافِعُ وَمِنْهَا تَاْكُلُوْنَ ۝ وَلَكُمْ فِيْهَا جَمَالٌ حٰیۡنَ تَرْجُوْنَ وَحِیۡنَ تَسْرَحُوْنَ ۝ وَتَحْمِلُ اَثْقَالَكُمْۢۤ اِلٰی بَلَدٍ لَّكُمْ تَكُوْلُوْنَ اِلَیْهِۦ ۙ اِلَّا نَفْسٌ اِنْ رَّیۡتُمْ لَرۡوُفٌ رَّحِیۡمٌ ۝ وَالْخِیۡلَ وَالْبِغَالَ وَالْحَمِیۡرَ لَتَرْكَبُوْهَا وَزِیۡنَةً وَّیَخْلُقُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ۝ وَعَلٰی اللّٰهِ قَصْدُ السَّبۡیۡلِ وَمِنْهَا جَاۤیِزٌ وَّكَوْشًا ۙ لَّهۡدَ لَكُمْ اَجْمَعِیۡنَ ۝

صَلَّى
اللَّهُ
عَلَيْهِ
وَالْآلِ
وَالصَّالِحِينَ

تفسیر

پہلی آیات مبارکہ میں وحدانیت کی دلیل کے طور پر انسان کے پیدا ہونے کا ذکر فرمایا گیا اب اسی سلسلہ میں جانوروں کی پیدائش کا ذکر فرمایا جا رہا ہے جو انسان کے فائدے کیلئے بنائے گئے، لوگو! پہچانو عبادت کے لائق وہی ذات والا صفات ہے جس نے تمہارے لئے جانور بنائے ان جانوروں کے جسموں میں سردی سے بچاؤ کیلئے تمہارے لباس بنے، یہاں پر ”أنعام“ سے مراد اونٹ، گائے، بکری، بھیڑ ہیں، جن کا گوشت بھی استعمال ہوتا ہے ان کی کھال بھی ان کے علاوہ حلال جانور بھی اسی زمرہ میں آتے ہیں ان جانوروں کے گوشت پوست ہڈی سے ہزار ہا اشیاء بنائی جا رہی ہیں جو انسانی فائدے کیلئے ہیں یہ جانور کھیتوں کی زینت ہیں گھر کا حسن ہیں کاروبار میں عظمت ہیں انہیں چرانے کیلئے جب باہر لے جاتے ہیں تو شاندار حسن ہے جب شام کو گھر واپس آتے ہیں تو ان کا عمدہ انداز حسن ہی حسن ہے یہ جانور ہر لمحہ تمہاری خدمت ہی انجام دے رہے ہیں ایک شہر سے دوسرے شہر میں سامان لے جانے کیلئے یہ جانور تمہاری خدمات کرتے ہیں جہاں پر تم سامان نہیں لے جا سکتے۔

لوگوں کو سمجھایا جا رہا ہے کہ سوچو یہ اتنا بڑا کرم ہے اور یہ کرم فرمانے والا اللہ تم پر مہربان بھی ہے رحیم بھی ہے کہ اتنے بڑے مضبوط طاقتور جانور تمہارے تابع کر دیئے ہیں، تمہارا حکم مانتے ہیں سرکشی نہیں کرتے پھر ان جانوروں کی خوراک کا انتظام اللہ نے کس طرح زمین پر رکھا ہے، جانوروں کی ایک قسم اونٹ، گائے، بکری، بھیڑ کا ذکر کرنے کے بعد دوسری قسم کے جانوروں کا ذکر فرمایا جا رہا ہے جو انسانی خدمات میں پیش پیش نظر آتے ہیں، گھوڑے، خچر، گدھے کا ذکر ہے جو سواری کا بہترین کام بھی دیتے ہیں اور حسن بھی ہیں۔

مزید کرم کا ذکر اس طرح فرمایا گیا کہ تمہارے لئے ایسی ایسی چیزیں پیدا کرتا ہے جن کا تمہیں علم ہی نہیں ان جانوروں کا ذکر کر کے فرمایا جا رہا ہے کہ دور دراز تک تمہیں پہنچانے کیلئے لمبے سفر کو آسانی سے

طے کرنے کیلئے کس قدر شاندار نظام بنایا، یہ جانور گھوڑا، خچر، گدھا تمہیں دور کی منزلیں آسانی سے طے کراتے ہیں۔ ”مالاتعلمون“ فرما کر دنیا میں انسان کیلئے نئی نئی آسانیاں، راحتیں، آرام پیدا کرنے کی طرف اشارہ ہے، زمین سے بے شمار چیزیں پیدا ہو رہی ہیں۔ آگ، گیس، پانی سے لاتعداد سہولتیں پیدا ہو رہی ہیں ”وعلى الله قصد السبيل“ فرما کر بتایا گیا کہ جیسے انسانیت کیلئے سہولتیں اللہ نے ہی دیں ایسے ہی اس ذات والا صفات تک پہنچنے کیلئے انبیاء علیہم السلام کو بھیجا، وہی راستے صحیح ہیں جو انبیاء بتاتے ہیں۔ اس عظیم شاہراہ سے ہٹانے کیلئے شیطان نے کئی راستے بنا رکھے ہیں کہیں ان پر نہ چل جانا وہ گمراہی اور بے ایمانی ہے۔

اگر اللہ چاہتا تو تمہیں ہدایت دے دیتا ایمان سے نوازتا اگر ایسا ہو جاتا تو تمہیں دنیا کی لذتیں ابھی نہ ملتیں قیامت کے دن جنت کی نعمت بھی نہ ملتی، سیدھی راہ پر چلنے، ہدایت حاصل کرنے، محنت کرنے، انبیاء کی اطاعت کرنے کا حکم ہے۔ ان طریقوں پر ہو گے تو انعامات سے بھی نوازا جائے گا۔

آیہ مبارکہ میں جانوروں کے کئی فوائد بیان کئے گئے، ایک یہ کہ ان کی کھال اون سے کپڑے بنانا ہے، کھالوں سے سردی سے بچنے کیلئے استعمال ہوتی ہیں، تیسرا فائدہ اُن کے گوشت سے خوراک حاصل کرنا، چوتھا فائدہ جانور حسن و جمال کا سبب ہیں، کچھ جانور تمہارے لئے سواری کا کام دیتے ہیں تمہارا سامان اٹھا کر لے جاتے ہیں۔ آیہ کریمہ کے آخر میں ”یخلق مالا تعلمون“ سے قیامت تک آنے والی سواریوں، سہولتوں کا ذکر فرما دیا گیا ہے۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد وعلی آلہ واصحابہ بعدد خلقہ

هُوَ الَّذِي أَنْزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً لَكُمْ
 مِنْهُ شَرَابٌ وَمِنْهُ شَجَرٌ فِيهِ تُسَيُّونَ
 يُنْبِتُ لَكُمْ بِهِ الزَّرْعَ وَالزَّيْتُونَ
 وَالنَّخِيلَ وَالْأَعْنَابَ وَمِنْ كُلِّ الثَّمَرَاتِ
 إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَةً لِقَوْمٍ يَتَفَكَّرُونَ ۝
 وَسَخَّرَ لَكُمْ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ
 وَالنُّجُومَ مُسَخَّرَاتٍ بِأَمْرِهِ إِنَّ
 فِي ذَلِكَ لَآيَاتٍ لِقَوْمٍ يَعْقِلُونَ ۝ وَمَا
 ذَرَأَكُمْ فِي الْأَرْضِ مُخْتَلِفًا أَلْوَانُهُ إِنَّ
 فِي ذَلِكَ لَآيَةً لِقَوْمٍ يَذَّكَّرُونَ ۝

الْحَقُّ
 الْعَظِيمُ

وہی ہے جس نے تمہارے لئے آسمان سے پانی
 نازل فرمایا جسے تم پیتے ہو اور اسی سے درخت بھی
 سیراب ہوتے ہیں جن میں تم مویشی چراتے ہو (۱۰)
 وہ تمہارے اس پانی سے فصل اُگاتا ہے اور
 زیتون اور کھجور اور انگور اور ہر قسم کے پھل بیشک
 اس میں نشانی ہے غور و فکر کرنے والوں کیلئے (۱۱)
 اور اس نے مسخر کیا تمہارے لئے رات اور دن
 اور سورج اور چاند اور ستارے اس کے حکم کے
 تابع ہیں بے شک اس میں عقل والوں کیلئے
 نشانیاں ہیں (۱۲) اور اس نے تمہارے لئے
 زمین میں رنگارنگ چیزیں پیدا کی ہیں بے شک
 اس میں نشانی ہے نصیحت حاصل کرنے والوں
 کیلئے (۱۳)

تفسیر

پچھلی آیہ مبارکہ میں تھا کہ ہم چاہیں تو تمہیں ہدایت دے دیں تمہیں کسی قسم کا غور و فکر کرنا بھی پڑے۔ اس
 آیہ پاک میں فرمایا جا رہا ہے کہ ہدایت کیلئے تمہیں عقل، شعور، غور و فکر سے کام لینا پڑے گا اسی محنت، ہمت
 پر اجر ملے گا۔ آیہ مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ کا ذکر فرمایا ہے کہ ہم نے آسمان سے پانی اُتارا
 جس سے تم پیاس بجھاتے ہو، اس عظیم نعمت سے تمہاری زندگی وابستہ ہے پھر اسی پانی سے تمہارے لئے
 انگوریاں، درخت، گھاس اُگاتے ہیں جو تمہارے کام آتے ہیں، درختوں کے پھل، لکڑیاں، پتے، شاخیں یہ

سب کچھ تمہارے فائدہ کیلئے ہے، یہ چیزیں تمہارے جانوروں کیلئے خوراک ہیں۔ اس پانی سے تمہارے لئے زیتون، کھجور، انگور اور ہر قسم کے پھل اگا دیتے ہیں۔ ہماری اس قدرت کاملہ پر غور و فکر کرنے والوں کیلئے نشانی ہے۔

عقل و فکر کرنے والوں کو یہ بھی سوچنا چاہئے کہ ہم نے کس طرح ان کیلئے رات دن سورج، چاند، ستارے اپنے حکم سے تابع کئے ہیں۔ ہماری اس قدرت میں بھی عقلمندوں کیلئے نشانی ہے، عقلمند ہی سوچ و فکر کے بعد ہماری قدرت کا پتہ لگا سکتے ہیں۔ ان کمالات کے ذکر سے انسانوں کو سمجھایا جا رہا ہے کہ وہ اپنی زندگی خدا آگاہی کیلئے وقف کریں، خدا تک پہنچنے کا راستہ بنائیں، عقل و فکر والے لوگ اس پر غور کریں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کیلئے زمین سے کس قدر رنگارنگ بیل بوٹے پھل انہیں کیلئے بنائے۔ اس میں غور و فکر والوں کیلئے نشانی ہے۔

آیہ مبارکہ کے شروع میں شجر کا لفظ ہے جس سے مراد درخت بھی ہیں اور زمین پر پیدا ہونے والا گھاس بھی کہ آگے ذکر ہے تم جانوروں کو چراتے ہو۔ ان آیات مبارکہ میں بار بار فرمایا جا رہا ہے کہ ان کمالات قدرت سے فائدہ اٹھانے کیلئے فکر عقل غور کا ہونا ضروری ہے۔ اہل اللہ ان میں غور و فکر کر کے خدا آگاہ بن گئے، اہل دنیا غور و فکر کر کے سائنس دان بن گئے اور چاند تاروں سورج سے بے شمار معلومات حاصل کر لیں۔ ان انعامات کا ذکر کرنے میں اللہ تعالیٰ کے وجود اور اس کی توحید کے دلائل ملتے ہیں۔

سورج چاند کے ذکر کرنے اور دن رات کے آنے جانے میں اللہ کی بے شمار نعمتوں کا اظہار ہوتا ہے سورج چاند، دن، رات کا باقاعدگی سے آنا جانا اللہ کے وحدہ لا شریک ہونے کی دلیل ہے۔ ان بے شمار نعمتوں کے ملنے پر بندے کو چاہئے وہ اپنے رب کا شکر ادا کرے، اس کی قدرت میں غور کرے، خود آگاہی میں ہی نہ پھنسا رہے، خدا آگاہی بھی حاصل کرے، ان تمام انعامات و اکرامات سے فائدہ اٹھانے کیلئے عقل فکر غور کی ضرورت ہے۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ سیدنا محمد وعلیٰ آلہ واصحابہ بعدد خلقہ

وَهُوَ الَّذِي سَخَّرَ الْبَحْرَ لَنَا كُلًّا مِنْهُ
لَحْمًا طَرِيًّا وَنَسَخَّرُ مِنْهُ حَلِيقًا
تَلْبَسُونَهَا وَتَكْرَى الْفُلُكَ مَوَاجِرُفِيهِ
وَلِتَبْتَغُوا مِنْ فَضْلِهِ وَلِعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ
وَالَّذِي فِي الْأَرْضِ رَوَاسِي أَنْ تَبِيدَ
بِكُمْ وَأَنْهَارًا وَسُبُلًا لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ ۝
وَعَلَمِيتٌ وَبِالنَّجْمِ هُمْ يَهْتَدُونَ ۝
أَفَمَنْ يَخْلُقُ كَمَنْ لَا يَخْلُقُ أَفَلَا
تَذَكَّرُونَ ۝ وَإِنْ تَعُدُّوا نِعْمَةَ اللَّهِ
لَا تُحْصَوْهَا إِنَّ اللَّهَ لَعَفُورٌ رَحِيمٌ ۝

اللہ
صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ
وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

اور وہی ہے جس نے سمندر کو تابع کر دیا تاکہ تم
اس سے تازہ گوشت کھاؤ اور تم اس میں سے
زیور نکالتے ہو جن کو تم پہنتے ہو اور تم اس میں
کشتیوں کو دیکھتے ہو جو پانی کو چیرتی ہوئی چلتی
ہیں تاکہ تم اللہ کا فضل تلاش کرو اور تاکہ تم شکر ادا
کرو (۱۴) اور اس نے زمین پر پہاڑوں کو گاڑ دیا
تاکہ زمین (ایک طرف) جھک نہ جائے اور اس
نے نہریں اور راستے بنائے تاکہ تم سفر کر سکو (۱۵)
اور نشانیاں بنائیں اور لوگ ستاروں سے سمت کا
تعیین کرتے ہیں (۱۶) وہ جو اتنی چیزوں کو پیدا
کرتا ہے کیا وہ اس کی مثل ہے جو کچھ بھی پیدا نہ
کر سکے کیا تم نصیحت حاصل نہیں کرتے (۱۷)
اور اگر تم اللہ کی نعمتوں کو شمار کرنا چاہو تو شمار نہ کر
سکو گے بے شک اللہ ضرور بخشنے والا ہے نہایت
رحم فرمانے والا ہے (۱۸)

تفسیر

پچھلی آیات مبارکہ میں انعامات الہیہ کا ذکر تھا ان آیات میں ان نعمتوں کو استعمال کرنے اور اس میں شکر
کرنے کا ذکر ہے، اپنی قدرت کاملہ کا ذکر اس طرح فرمایا، وہی اللہ ہے جس نے تمہارے لئے سمندر کو مسخر
کر دیا اس سے تم تازہ گوشت (مچھلی) کھاتے ہو یہ سوچو کہ مچھلی کا تازہ گوشت تمہیں اس پانی سے ملتا ہے

جونہایت کڑوائنمکین ہے اور پھر اس پانی سے گوشت تازہ ملتا ہے، یہ کرم نہیں تو اور کیا ہے؟

سمندر کا دوسرا فائدہ یہ فرمایا کہ تم اس سے کئی قسم کے موتی جواہرات مرجان ہیرے حاصل کرتے ہو جنہیں اپنی خواتین کیلئے بطور زیور استعمال کرتے ہو پھر فرمایا یہ بھی ہمارا کرم دیکھو، نہایت گہرے پانیوں میں دن رات کشتیوں میں سفر کرتے ہو اور اس طرح سے تجارت کے ذریعہ رزق حاصل کرتے ہو۔ یہ تمام قسم کے انعامات ہم نے عطا کئے کہ تم اس کے شکر گزار بندے بن جاؤ۔ تمہارے لئے سمندر کو مسخر کر دیا جسے چاہتے ہو اس سے فائدے اٹھاتے ہو اور سمندر تمہارے لئے کسی قسم کی رکاوٹ پیدا نہیں کر سکتا، جس اللہ کریم نے تمہیں ان انعامات سے نوازا اس نے تمہارے لئے یہ بھی کرم فرمایا کہ زمین میں پہاڑوں کو گاڑ دیا ہے کہ زمین حرکت نہ کرے۔

موجودہ سائنس زمین کی حرکت کی قائل ہے، قرآن کے ارشاد اور نظریہ سائنس کو اکٹھا کرنے کیلئے یہ کہہ دیا جائے کہ زمین پر پہاڑوں کا نصب کرنا زمین کی حرکت کے منافی نہیں تو بات بن سکتی ہے، فلاسفوں کے بھی دو گروہ ہیں ایک گروہ زمین کو ساکن مانتا ہے دوسرا متحرک۔ اسی رب نے تمہارے لئے نہریں چلا دی ہیں جدھر چاہتے ہو نہروں کو گھما پھیر دیتے ہو اپنی زمینوں کو سیراب کرنے کیلئے کام لیتے ہو۔

آیہ مبارکہ سے واضح ہو رہا ہے کہ زمین ساکن ہے گھوم نہیں رہی اسی رب قدوس نے تمہارے چلنے پھرنے گھومنے کیلئے راستے بنا دیے ہیں کہ تم ہدایت پاسکو چل سکو، اگر دریا نہریں مسخر نہ ہوتے تو پوری دنیا سیلاب میں ڈوبتی، یہ اس کا کرم ہے مخلوق کو محفوظ فرمایا ہوا ہے اور پھر زمین پر چلنے پھرنے کیلئے نشانات بنائے ہیں کہ لوگ چلنے پھرنے میں غلطی نہ کریں ان نشانات کے ذریعہ اپنے مقام کو پالیں، رات کے سفر کیلئے ستاروں کو نشان بنایا ہے جن کے ذریعہ طویل سفر مشکل راستے آسان ہو جاتے ہیں۔ انعامات کے ذکر کے بعد توجہ دلائی جا رہی ہے کیا وہ ذات جس نے بے شمار کائنات کو وجود بخشا، کیا اس کے برابر کوئی اور ہو سکتا ہے جس نے کچھ کیا ہی نہیں۔ معبودان باطل کو چھوڑو ایک خدا وحدہ لا شریک کی عبادت کرو وہی عبادت کے

لائق ہے اگر تم اللہ کی نعمتوں کو شمار کرنا چاہو تو شمار نہ کر سکو گے اور یہ یقین جانو اللہ معاف کرنے والا ہے اور بہت مہربان ہے۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد وعلی آلہ واصحابہ بعدد خلقہ
 اور اللہ جانتا ہے جو کچھ تم چھپاتے ہو اور جو کچھ تم
 ظاہر کرتے ہو (۱۹) اور وہ لوگ جو غیر اللہ کی
 عبادت کرتے ہیں وہ کسی چیز کو پیدا نہیں کر سکتے
 اور وہ خود پیدا کئے ہوئے ہیں (۲۰) وہ مردہ ہیں
 زندہ نہیں اور وہ نہیں جانتے کہ کب اٹھائے
 جائیں گے (۲۱) تمہارا الہ وہ ایک ہی ہے جو
 عبادت کا مستحق ہے جو لوگ آخرت پر ایمان
 نہیں لاتے اُن کے دل انکار کرنے والے ہیں
 اور وہ تکبر کرنے والے ہیں (۲۲) یقیناً اللہ ان
 چیزوں کو جانتا ہے جو وہ چھپاتے ہیں اور جن کو وہ
 ظاہر کرتے ہیں بیشک وہ تکبر کرنے والوں کو پسند
 نہیں کرتا (۲۳)

وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تُسْرُوْنَ وَمَا تُعْلِنُوْنَ ۝
 وَالَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ
 لَا يَخْلُقُوْنَ شَيْئًا وَهُمْ يُخْلَقُوْنَ ۝
 اَمْ وَاَنْتَ غَيْرُ اَحْيَاٍ وَمَا يَشْعُرُوْنَ
 اَيَّ اَنْ يُّبْعَثُوْنَ ۝ اِلَهُكُمْ اِلَهٌ وَّاحِدٌ
 فَالَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ قُلُوْبُهُمْ
 مُّكَرَّةٌ وَهُمْ مُّسْتَكْبِرُوْنَ ۝ لَا جَرَمَ
 اَنَّ اللّٰهُ يَعْلَمُ مَا يُسْرُوْنَ وَمَا يُعْلِنُوْنَ
 اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُسْتَكْبِرِيْنَ ۝

صلی اللہ علیہ
 و آلہ وسلم

تفسیر

پچھلی آیہ مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے حق و قیوم فرما کر شان خالقیت فرمائی گئی ہے اس آیہ پاک میں مشرکین کے
 جھوٹے معبودوں کے مردہ ہونے کا ذکر فرمایا جا رہا ہے کفار و مشرکین جو حضور ﷺ کے متعلق چھپ چھپ کر
 باتیں کرتے ہیں انہیں متنبہ کیا جا رہا ہے اللہ تمہارے خفیہ اور ظاہر سارے معاملات کو جانتا ہے تمہاری

سازشوں پر اپنے محبوب کو مطلع کر دیتا ہے اور تمہارے سارے منصوبے ناکام ہو جاتے ہیں اور تمہارے جھوٹے معبود جنہیں پکارتے ہو وہ تو کسی شی کو پیدا کر ہی نہیں سکتے وہ تو خود پیدا کئے گئے ہیں وہ مردہ ہیں ان میں زندگی نہیں انہیں یہ خبر بھی نہیں کہ وہ اٹھائے کب جائیں گے۔

کفار و مشرکین اچھی طرح جان لیں کہ معبود حقیقی ایک ہی ہے جو خالق بھی ہے مالک بھی علیم بھی ہے خبیر بھی۔ لیکن یہ لوگ معرفت الہیہ سے محروم ہو گئے کہ آخرت پر ایمان نہیں لائے ان کے دل نور سے محروم ہو گئے اس محرومی کے سبب حضور ﷺ کے منکر بن گئے تکبر و غرور کرنے لگے۔ اللہ تعالیٰ ان کے حاضر غیب کو اچھی طرح جانتا ہے، اور وہ ایسے متکبروں کو پسند نہیں فرماتا۔

آیہ مبارکہ میں لات و منات، عزی کو پکارنے والوں کی مذمت فرمائی گئی ہے بعض لوگوں نے یہاں انبیاء، اولیاء کو پکارنے والے مراد لئے جو سر اسر تحریف ہے تفسیر نہیں۔ ”یَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ“ کا مصداق اَصْنَام اور بُت ہیں، انبیاء اولیاء ہر گز نہیں۔ ”اموات غیر احیاء“ کا ارشاد واضح دلیل ہے کہ وہ تو بے جان مجسمے ہیں جن میں زندگی کا نام و نشان نہیں نہ وہ کچھ سنتے ہیں نہ دیکھتے ہیں۔ امام قرطبی نے بھی تفسیر کی ہے کہ بتوں میں نہ روح ہے نہ وہ سن سکتے ہیں نہ دیکھ سکتے ہیں۔

امام عبدالرحمان بن جوزی نے بھی یہی معنی کیا ہے یہاں مراد بت ہیں، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بھی یہاں مراد بت ہی لئے ہیں، امام فخر الدین شافعی بھی یہی معنی کرتے ہیں، علامہ ابو عبد اللہ مالکی بھی یہی فرماتے ہیں یہاں مَنْ دُونِ اللَّهِ سے مراد بت ہیں، حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں خوارج بدترین مخلوق ہیں جو آیات کافروں کے متعلق اُترتی ہیں وہ مومنین پر چسپاں کرتے ہیں۔ پچھلی آیات میں سمندروں، دریاؤں، پہاڑوں اور نعمتوں کا ذکر کر کے بتایا جا رہا ہے کیا اپنے خالق و مالک قادر کریم جس نے تمہیں اتنی نعمتیں دیں، شمار کرنا چاہو تو کر ہی نہیں سکتے اس کے مقابلہ میں بتوں کو خدا مانتے ہو؟ بتوں کو اس کے مقابل لاتے ہو؟ عقل و فکر سے کام لو، شرک سے بچو اتنا بھی نہیں سمجھتے کہ بت جو کچھ کر ہی نہیں سکتے اس

کے مقابل لا رہے ہو جو خالق و مالک ہے علیم ہے خبیر ہے۔

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی حَبِیْبِهِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِهِ وَاَصْحَابِهِ بَعْدَ خَلْقِهِ
وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ تَأَذَّأ أَنْزَلَ رَبُّكُمْ قَالُوا
أَسَاطِيرُ الْأَوَّلِينَ ۝ لِيَحْمِلُوا أَوْزَارَهُمْ
كَامَلَةٍ يَوْمَ الْقِيَمَةِ ۚ وَمَنْ أَوْزَارَ الَّذِينَ
يُضِلُّونَهُمْ يَغْيِرْ عَلَيْهِمُ السَّاءَ مَا يَزْمُرُونَ
قَدْ مَكَرَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَاَتَى اللّٰهُ
بُنْيَانَهُمْ مِنَ الْقَوَاعِدِ فَخَرَّ عَلَيْهِمُ
السَّقْفُ مِنْ فَوْقِهِمْ وَأَتَاهُمُ الْعَذَابُ
مِنْ حَيْثُ لَا يَشْعُرُونَ ۝

صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم

اور جب اُن سے کہا جاتا ہے کہ تمہارے رب نے
کیا نازل کیا ہے تو کہتے ہیں (کچھ نہیں) یہ تو پہلے
لوگوں کے من گھڑت قصے ہیں (۲۴) تاکہ (اس
گستاخی کے باعث) قیامت کے دن وہ اپنے
گناہوں کا مکمل طور پر بوجھ اٹھائیں اور ان لوگوں
کے بوجھ بھی اٹھائیں جنہیں وہ اپنی جہالت سے
گمراہ کرتے رہے اور یہ بہت بھاری بوجھ ہے جو
اٹھا رہے ہیں (۲۵) مکر و فریب کرتے تھے وہ
لوگ جو اُن سے پہلے گزرے اللہ تعالیٰ نے قریب
کی عمارت جڑوں سے اکھاڑ کر رکھ دی پس ان پر
چھت گر پڑی اوپر سے اور ان پر عذاب آ گیا
جہاں سے انہیں خیال و گمان بھی نہ تھا (۲۶)

تفسیر

اس آیہ کریمہ کے اترنے کا سبب یہ بنا: مکے کے مشہور کافر نضر بن حارث سے کسی صحابی نے پوچھا قرآن
پاک کے بارہ میں تیرا کیا نظریہ ہے؟ تو اس نے جواب دیا یہ کتاب محض بناوٹی کتاب ہے بس قصے کہانیاں
اس میں جو ہیں ایسی کہانیاں تو مجھے بھی بہت یاد ہیں۔ یہ آیات مقدسہ اس ظالم کی تردید میں نازل ہوئیں۔
اللہ تعالیٰ نے اپنی توحید کیلئے بے شمار دلائل فرمائے، قرآن مقدس کی صداقت پر واضح احکام آئے مگر سرکش

لوگوں سے جب بھی پوچھا گیا کہ قرآن کی صداقت پر کیا کہتے ہیں؟ جواب دیا گیا یہ کتاب پہلے لوگوں کی قصے کہانیاں ہیں ایسی کہانیاں تو وہ خود بھی جانتے ہیں ان لوگوں کی یہ بدکرداریاں اس لئے ہیں کہ قیامت کو اپنا بوجھ اٹھائیں اور ان لوگوں کا بوجھ بھی اٹھائیں جنہیں گمراہ کر رہے ہیں اور کس قدر بُرا ہے یہ بوجھ جسے اکٹھا کر رہے ہیں ان کی یہ خباثتیں قیامت کے دن ان کیلئے شدید عذاب کا سبب بنیں گی۔ قرآن مقدس تو اپنی صداقت کے بل بوتے پر قائم و دائم ہے اور رہے گا۔

حضور ﷺ سے فرمایا گیا محبوب! آپ ان کفار و مشرکین کی سازشوں سے پریشان نہ ہوں اس قسم کے مکرو فریب سازشیں ان کا پرانا طریقہ ہے ان سے پہلے بھی سمجھتے تھے کہ انبیاء علیہم السلام کے خلاف ان کے منصوبے کامیاب ہوں گے مگر اللہ تعالیٰ نے ان کے تمام فریبوں مکاریوں کو جڑ سے اکھاڑ دیا، ہوا یہ کہ ان کی چھتیں ان پر گر پڑیں اور وہ تباہ ہو گئے۔ محبوب! انہیں فرما دیجئے یہ لوگ بھی اپنی سازشوں پر خوش نہ ہوں آخر برباد ہوں گے جیسے وہ برباد ہوئے اور انہیں خبر ہی نہ ہوئی ایسے ہی ان کا انجام ہوگا۔

حضور ﷺ کی نبوت کا چرچا اور قرآن مقدس کی صداقت کا فروغ کفار کو پریشان کرنا اس فروغ کو کمزور کرنے کیلئے کہتے کہ قرآن تو پہلے لوگوں کی کہانیاں ہیں۔ مگر وہ اپنے منصوبوں میں ناکام ہو گئے۔ آیہ مبارکہ میں فرمایا گیا یہ لوگ قیامت کو اپنا بوجھ بھی اٹھائیں گے اور جنہیں گمراہ کیا ان کا بھی۔ ایسے ہی نیکی کا مسئلہ ہے نیک لوگوں کو اپنی نیکی کا بھی اجر ملے گا اور جن لوگوں کو نیکی کی راہ پر چلایا ان کا اجر بھی ملے گا جو شخص کوئی برا کام کرتا ہے اور اس کام سے لوگ برائی میں مبتلا ہوتے ہیں تو قیامت کو ان کی سزا بھی اسے ملے گی اور وہ بھی مبتلاء عذاب ہوں گے ایسے ہی کوئی نیک کام کرتا ہے تو اس کی جزائیک کام کرنے والے کو بھی ہو گی اور اس نیکی شروع کرنے والے کو بھی اجر ملے گا۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور ﷺ نے فرمایا جس شخص نے ہدایت کی دعوت دی اس کو اس کی اتباع کرنے والوں کے اجر کی مثل اجر ملے گا اور ان کے اجر میں کوئی کمی نہ ہوگی اور جس شخص نے

گمراہی کی دعوت دی اس کے اوپر اتباع کرنے والوں کے گناہ کی مثل گناہ ہوں گے اور ان کے گناہوں میں کمی نہ ہوگی۔ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جس کو ظلماً قتل کیا جائے گا آدم کے پہلے بیٹے پر اس کا خون ہوگا کہ وہ پہلا شخص تھا جس نے قتل کا طریقہ ایجاد کیا تھا۔

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی حَبِیْبِهِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی آلِهِ وَاصْحَابِهِ بِعَدَدِ خَلْقِهِ
پھر وہ انہیں قیامت کے دن بھی رُسا کرے گا اور فرمائے گا کہاں ہیں وہ میرے شریک جن کے متعلق تم جھگڑتے تھے اور علم والے کہیں گے آج ساری رسوائی اور برائی کفار پر ہے (۲۷) (ان کی حالت یہ ہے) جب فرشتے ان کی روحیں قبض کرتے ہیں تو اس وقت وہ اپنی جانوں پر ظلم کر رہے ہوتے ہیں اس وقت وہ فرمانبردار ثابت ہوتے ہیں اور کہتے ہیں ہم کوئی برائی نہیں کرتے تھے بے شک اللہ خوب جانتا ہے جو تم کرتے تھے (۲۸) اب تم دوزخ کے دروازوں میں داخل ہو جاؤ، ہمیشہ اس میں رہو گے تکبر کرنے والوں کا برا ٹھکانہ ہے

(۲۹)

ثُمَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يُخْزِيهِمْ وَيَقُولُ
اَيْنَ شُرَكَائِيَ الَّذِينَ كُنْتُمْ تُشَاقُّوْنَ
فِيْهِمْ قَالِ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ اِنَّ
الْخِزْيَ الْيَوْمَ وَالسُّوْءَ عَلٰى الْكَافِرِيْنَ ۝
الَّذِيْنَ تَتَوَفَّوْهُمْ الْمَلٰٓئِكَةُ ظَالِمِيْ
اَنْفُسِهِمْ قَالُوا لَوْلَا السَّلَامُ مَا كُنَّا نَعْمَلُ مِنْ
سُوْءٍ ۭ بَلٰٓ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِمَا كُنْتُمْ
تَعْمَلُوْنَ ۝ فَاَدْخُلُوْا اَبْوَابَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ
فِيْهَا ۚ فَلَئِنْ سَأَلْتُمْ مَّا تَكْبُرُوْنَ ۝

صَلَّى
الْحَقِّ
الْحَقِّ

تفسیر

پچھلی آیات مقدسہ میں کفار و مشرکین کے دنیوی عذابوں کا ذکر تھا ان آیات میں اُن کے آخرت میں عذابوں کا ذکر ہے کہ وہ ہمیشہ ہمیشہ جہنم میں رہیں گے کفار دنیا میں مختلف عذابوں میں گھرے رہے مگر پھر بھی

حق کی طرف مائل نہ ہوئے متکبر و سرکش رہے۔ اس آیہ پاک میں ارشاد ہے قیامت کے دن وہ رسوا ہوں گے جہنم میں جائیں، رب قدوس فرمائے گا کہاں ہیں وہ میرے شریک جو تم نے بنا رکھے تھے ان کی اس حالت کو دیکھ کر اہل علم مسلمان اور باقی امتیں کہیں گے۔ آج مصیبت عذاب کفار پر وارد ہو کر رہے گا، وہ لوگ مرتے دم تک اپنی جانوں پر ظلم ہی کرتے رہے، اپنے تکبر و غرور پر ڈٹے رہے کتنا اچھا تھا کہ وہ مرتے دم ہی کلمہ پڑھ لیتے اور کفر سے باز آجاتے مگر اڑے رہے جب موت کے فرشتے گلا دبائیں گے تو غرور ختم ہوگا پھر منت و سماجت کریں گے کہ ہم پر سختی کیوں کرتے ہو؟ ہمیں چھوڑ دو، ہم تو دنیا میں کوئی بُرا کام نہیں کرتے تھے یا یہ معنی ہے کہ ہم جو کچھ کرتے تھے وہ ٹھیک تھا بُرا نہ تھا یہ معنی بھی ہو سکتا ہے کہ ہم نے باطن میں جو کچھ کیا کہا مگر ظاہر تو درست تھا ہم نے کبھی کوئی بُرا کام نہیں کیا، فرشتے کہیں گے اللہ تمہارے سبھی اعمال کو جانتا ہے جو کچھ کرتے تھے اب تمہاری منت و سماجت، آہ و زاری کام نہ دے گی ہر شخص جہنم کے دروازوں میں سے اپنے اپنے دروازے سے داخل ہو جائے اور یہ متکبرین کا ٹھکانہ ہے۔

تکبر کی برائی میں بہت سے ارشادات ملتے ہیں، سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور ﷺ نے فرمایا جس کے دل میں رائی کے دانہ کے برابر بھی تکبر ہو گا وہ جنت میں داخل نہیں ہوگا۔ ”تکبر“ حق کے انکار کو کہتے ہیں، لوگوں کو حقیر جاننا بھی تکبر ہے، اچھا صاف ستھرا طیب و طاہر لباس پہننا تکبر نہیں ایک اور حدیث شریف میں تکبر کی مذمت اس طرح آئی ہے، اس حدیث کو امام ترمذی نے روایت کیا ہے، حضور ﷺ نے فرمایا قیامت کے دن تکبر کرنے والوں کو چیونٹیوں کی شکل میں اٹھایا جائے گا، انہیں ہر طرف سے رسوائی اور ذلت گھیرے گی انہیں دوزخ کے قید خانہ کی طرف ہانک کر لیجا یا جائے گا، اس حصہ میں اوپر نیچے ہر طرف سے آگ لگی ہوگی، انہیں پینے کو خون اور پیپ دیا جائے گا۔ (استغفر اللہ)

آیہ مبارکہ کے آخری حصہ سے ایک بات واضح ہو رہی ہے موت اور قیامت کے درمیان کی حالت ایک ہی نقشہ معلوم ہوتا ہے کہ موت محض جسم اور روح کی علیحدگی کا نام ہے جن لوگوں نے سمجھا موت بالکل فنا ہے

بربادی ہے صحیح نہیں اگر موت فنا اور بربادی ہو تو ثواب و عذاب کا مفہوم تو ختم ہو گیا (معاذ اللہ) خلق سے اٹھ کر
برزخ میں ڈیرہ لگا لینا موت ہے موت فنا اور بربادی ہو تو اہل قبور کو سلام کہنے کا مفہوم باقی نہیں رہ جاتا۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد وعلی آلہ واصحابہ بعدد خلقہ
وَقِيلَ لِلَّذِينَ اتَّقَوْا مَاذَا أَنْزَلَ رَبُّكُمْ
قَالُوا خَيْرًا لِلَّذِينَ أَحْسَنُوا فِي هَذِهِ
الدُّنْيَا حَسَنَةٌ وَلَدَارُ الْآخِرَةِ خَيْرٌ
وَلَنِعْمَ دَارُ الْمُتَّقِينَ ۝ جَنَّاتُ عَدْنٍ
يَدْخُلُونَهَا يُجْرَى مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ لَهُمْ
فِيهَا مَا يَشَاءُونَ ۖ وَكَذَلِكَ يُجْزَى
اللَّهُ الْمُتَّقِينَ ۝ الَّذِينَ تَتَوَفَّيهِمُ الْمَلَائِكَةُ
طَيِّبِينَ يَقُولُونَ سَلَامٌ عَلَيْكُمْ ادْخُلُوا
الْجَنَّةَ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ۝

اور ڈر والوں سے کہا گیا تمہارے رب نے کیا
اتارا ہے انہوں نے کہا بھلائی، جنہوں نے اس
دنیا میں بھلائی کی ان کیلئے بھلائی ہے اور بیشک
پچھلا گھر سب سے بہتر ہے اور کیا ہی اچھا گھر ہے
پرہیزگاروں کا (۳۰) بسنے کیلئے باغ ہیں جن میں
داخل ہوں گے ان کے نیچے نہریں جاری ہیں اور
وہاں جو چاہیں گے ملے گا اللہ تعالیٰ پرہیزگاروں کو
ایسا ہی صلہ دیتا ہے (۳۱) انہیں فرشتے اس حالت
میں فوت کرتے ہیں کہ طیب و طاہر ہوتے ہیں اور
یہ کہتے ہیں تم پر سلام ہو جنت میں داخل ہو جاؤ یہ
اس کا صلہ ہے جو کچھ تم کرتے تھے (۳۲)

صلی اللہ علیہ وسلم
العظیم

تفسیر

پچھلی آیات مبارکہ میں کفار کے جہنم میں داخلہ کا ذکر فرمایا گیا ان آیات مبارکہ میں مومنین کے جنت میں
جانے کا ذکر ہے، ان آیات مبارکہ کے اُترنے کا سبب یہ بنا، حج کے دنوں میں لوگ اپنے نمائندے حج
پر بھیجتے کہ حضور ﷺ کے پیغامات سنیں اور وہ آکر بتائیں، کفار کو یہ طریقہ شدید ناگوار گزرا، وہ مختلف
راستوں پر اپنے لوگ بٹھا دیتے اور آنے والے قاصدوں کو حضور ﷺ کے بارہ میں غلط باتیں سناتے اور

واپس جانے کی رغبت دیتے مگر آنے والے قاصد لوگ ان کی باتوں پر عمل نہ کرتے بلکہ صحابہ کرام سے ملتے اور حضور ﷺ کے متعلق صحیح معلومات حاصل کرتے اور واپس جا کر تبلیغ کرتے تب یہ آیات نازل ہوئیں۔

دنیا میں اچھائی برائی، سفیدی سیاہی انصاف، ظلم ایسے جذبات معاملات ملے جلے دکھائی دیتے ہیں کفار حضور ﷺ کی مخالفت کرتے تھے تو ایسے صالح لوگ بھی تھے جو تعریف کرتے، اگر کسی مومن سے حضور کے متعلق پوچھا جاتا تو وہ آپ کی رسالت نبوت کا ذکر خیر کرتا جب اُن سے پوچھا گیا تمہارے رب نے تم پر کیا اتارا؟ تو کہتے ہیں بھلائی اتاری ہے جن لوگوں نے دنیا میں اچھائی کی ہے ان کیلئے آخرت میں بھی اچھائی ہے اور متقین کیلئے جنت بہت اچھا ٹھکانہ ہے اس میں ہمیشہ رہیں گے، اور جو چاہیں گے پائیں گے اور اللہ متقین کو ایسے ہی جزا دیتا ہے اور فرشتے انہیں اس حالت میں فوت کرتے ہیں کہ ان کی حالت طیب و طاہر ہوتی ہے اور دنیا کی فکر سے پاک ہوتے ہیں ان کا دل صاف ہوتا ہے طیب و طاہر ہوتا ہے اور فرشتے انہیں سلام کہتے ہیں یا یہ معنی ہے کہ فرشتے کہتے ہیں خدا تمہیں سلام فرماتا ہے۔

مومن کیلئے یہ کس قدر خوشی اور راحت کا وقت ہوگا ان کی یہ موت تو ان کیلئے عید کا سماں ہوگا فرشتے اس بندہ مومن کو بارگاہ قدس میں لے جانے کی تیاری کرتے ہیں اور یہ خوش نصیب فرشتوں سے سنتا ہے جنت میں داخل ہو جاؤ کہ مومن کی قبر بھی جنت کی طرح اس کیلئے آرام دہ ہے، قبر میں اس کیلئے جنت کی کھڑکی کھول دی جاتی ہے جنت کا رزق پیش کیا جاتا ہے تمام انعامات و اکرامات سے بڑھ کر مومن کو قبر میں رسول اللہ ﷺ کی زیارت نصیب ہوتی ہے فرشتوں کے اس مبارک جھرمٹ میں خوشی خوشی جان دے دیتا ہے اور فرشتے کہتے ہیں آج کی ساری خوشیاں رحمتیں تیرے نیک اعمال کا نتیجہ ہیں جو تو کرتا تھا۔ ان آیات میں مومن کی موت کا ذکر ہے جو وصال یا رکا مژدہ لے کر آئی ہے، جس محبوب کی یاد میں انہوں نے زندگی گزاری آج وہ کریم خود جلوہ گری کرنے والا ہے، عزرائیل آئے گا تو کہے گا اے ولی اللہ تجھ پر سلام ہو اللہ بھی تم کو سلام فرماتا ہے کس قدر حسین منظر ہوگا اس بندہ مومن کیلئے کہ فرشتے استقبال کیلئے کھڑے ہوں

اور رحمت کے پھول نچھاور کر رہے ہوں۔

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی حَبِیْبِهِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی آلِهِ وَاصْحَابِهِ بَعْدَ خَلْقِهِ
 کیا وہ انتظار کرتے ہیں مگر اس کا کہ ان کے پاس
 فرشتے آجائیں یا آپ کے رب کا حکم (عذاب)
 اسی طرح ان سے پہلے لوگوں نے بھی کیا اور اللہ
 نے ان پر کچھ ظلم نہ کیا ہاں وہ خود ہی اپنی جانوں
 پر ظلم کرتے تھے (۳۳) پس انہیں پہنچی ان کی
 بُری کمائیاں اور انہیں گھیر لیا اس نے جس پر
 مذاق اڑاتے تھے (۳۴) اور مشرکوں نے کہا اگر
 اللہ چاہتا تو ہم اور ہمارے باپ دادے اس کے
 علاوہ کسی کو نہ پوجتے اور نہ ہی اس سے الگ ہو کر ہم
 کسی چیز کو حرام ٹھہراتے ایسا ہی ان سے پہلوں نے
 کیا، کیا رسولوں کے ذمہ اس کے علاوہ اور بھی کچھ
 ہے کہ وہ صاف صاف حکم الہی پہنچادیں؟ (۳۵)

هَلْ يَنْظُرُونَ إِلَّا أَنْ تَأْتِيَهُمُ الْمَلَائِكَةُ
 أَوْ يَأْتِيَ أَمْرٌ رَبِّكَ كَذَلِكَ فَعَلَ
 الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَمَا ظَلَمَهُمُ اللّٰهُ
 وَلَكِنْ كَانُوا أَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُونَ ﴿٣٣﴾
 فَاصْبِرْ لَهُمْ سَيِّئَاتٍ مَا عَمِلُوا وَحَاقَ
 بِهِمْ مَّا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِءُونَ ﴿٣٤﴾
 قَالَ الَّذِينَ أَشْرَكُوا لَوْ شَاءَ اللّٰهُ مَا
 عَبَدْنَا مِنْ دُونِهِ مِنْ شَيْءٍ لَّحُنَّ
 أَوَّلًا آبَاؤُنَا وَلَا حَرَمْنَا مِنْ دُونِهِ مِنْ
 شَيْءٍ كَذَلِكَ فَعَلَ الَّذِينَ مِنْ
 قَبْلِهِمْ فَهَلْ عَلَى الرُّسُلِ إِلَّا الْبَلَاغُ
 الْمُبِينُ ﴿٣٥﴾

ﷺ
 الْعَظِيمِ

تفسیر

پہلی آیات مبارکہ میں موت کے فرشتوں کی آمد کا ذکر تھا اس آیت مبارکہ میں کفار کا ذکر ہے کہ وہ عذاب کے
 فرشتوں کے اُترنے کی خواہش کرتے تھے۔ حضور ﷺ سے ارشاد ہے محبوب کریم! آپ نے کفار کو
 سمجھا دیا اخلاص اخلاق کے سارے اصول واضح کر دیے ان کفار نے اپنے پہلوں کا انجام دیکھ لیا اُجڑے
 بگڑے سارے مقامات انہوں نے مشاہدہ کر لئے پھر بھی بری حرکتوں سے نہیں رکتے، اب اس کے سوا اور

کیا انتظار کرتے ہیں کہ ان کے پاس ذلت آمیز عذاب آئے۔ ان کے پہلے بھی ایسا کرتے تھے جس قوم پر جو بھی عذاب آیا ان پر اللہ نے ظلم نہیں کیا وہ ان کا اپنا کردار تھا جس کا صلہ ملا، انہوں نے خود ہی اپنی جانوں پر ظلم کیا جس کی شرارتوں سے دوسرے کو نقصان پہنچے یہ بھی ظلم ہے اپنی خود غرضی پر نا انصافی کرنے والا بھی ظالم ہے، کسی پر حسد کرنے والا بھی ظالم۔ ان کفار میں ظلم کی یہ ساری صورتیں موجود تھیں۔ انہیں اپنے کئے کی سزا ملی اور انہیں اس عذاب نے گھیر لیا جس کے آنے پر مذاق اڑاتے تھے۔

کفار کی ہٹ دھرمیاں، گستاخیاں حد سے بڑھتی گئیں انبیاء علیہم السلام برداشت کرتے رہے اور تبلیغ کا اپنا فریضہ بجالاتے رہے کفار نے اس بد تمیزی کا بھی اظہار کیا اگر اللہ نہ چاہتا تو ہم بت پرستی نہ کرتے وہ سختی سے ہمیں روک دیتا اور نہ ہمارے باپ دادے ایسا کرتے نہ ہی ہم اپنی طرف سے کسی شی کو حرام ٹھہراتے۔ کفار کی اس دلیل میں یہ دعویٰ تھا کہ ان کا کفر و شرک بت پرستی سب کچھ اللہ کی رضا سے ہے (معاذ اللہ) یہ ان کی ضد تھی سرکشی تھی رسولوں نے تو اللہ کے احکام کھلے پہنچا دیئے کفار جب توحید کے واضح دلائل کے سامنے ناکام ہو گئے تو اس کمزور دلیل کا سہارا لیا کہ اللہ چاہتا تو ہمیں بت پرستی سے روک دیتا اور ہمیں شرک کرنے کی طاقت ہی نہ دیتا۔ قرآن مقدس نے فرمایا یہ بے ہودہ بات تمہاری ہی نہیں تمہارے باپ دادے بھی ایسا ہی کہتے تھے، انسان کو یہ شرف دیا گیا ہے کہ وہ حق و باطل کو سمجھے عقل و انصاف سے کام لے کر حق کی اتباع کرے اگر اسے مجبور کیا جاتا تو انسان اور جانوروں میں فرق کیا رہ جاتا۔

اللہ تعالیٰ نے انسان کو اختیار دے کر بھیجا ہے اگر وہ اس اختیار کو اللہ کی اطاعت میں استعمال کرے تو ثواب ہے اور نافرمانی میں استعمال کرے تو عذاب ہے، اس کے نتیجہ میں قیامت کے سارے ہنگامے ہیں اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو سب کو مجبور کر کے اپنی اطاعت کرا لیتا تو کس کی مجال تھی کہ اطاعت سے انکار کرتا مگر یہ تقاضائے حکمت مجبور کر دینا درست نہ تھا اس لئے انسان کو اختیار دے دیا گیا۔

اب کفار کا یہ کہنا کہ اگر اللہ کو ہمارا طریقہ پسند نہ ہوتا تو ہمیں مجبور کیوں نہ کر دیتا؟ یہ جاہلانہ سوال ہے

اسی طرح یہ سوال بھی غلط ہے کہ اس کے دیئے گئے اختیار کو استعمال کیا ہے تو پھر سزا کیوں؟ والد عید کے دن اپنے دو بچوں کو دس دس روپے دیتا ہے کہ خرچ کر لو، ایک بچہ صحیح خرچ کرتا ہے دوسرا جو اکیل کر یا شراب پی کر ضائع کر دیتا ہے اب والد غلط خرچ کرنے والے کو سزا دے تو وہ کہے آپ نے دیئے کیوں تھے اب مارتے ہو۔ اس غلط بچے کا یہ کہنا سراسر غلط ہوگا۔ ایسے ہی قیامت کے دن اختیارات کو غلط استعمال کرنے والے کو سزا ہوگی، صحیح کرنے والے کو جزا ہوگی۔

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی حَبِیْبِهِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی آلِهِ وَاصْحَابِهِ بِعَدَدِ خَلْقِهِ
وَلَقَدْ بَعَدْنَا فِي كُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوْلًا اَنْ
اَعْبُدُوا اللّٰهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوْتَ
فَمِنْهُمْ مَّنْ هَدٰی اللّٰهُ وَمِنْهُمْ مَّنْ
حَقَّقَتْ عَلَیْهِ الضَّلٰلَةُ فَنَسُوا فِی الْاَرْضِ
فَاَنْظُرُوْا كَیْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُکَذِّبِیْنَ
اِنْ تَحَرَّصْ عَلٰی هٰذِهِمْ فَاِنَّ اللّٰهَ
لَا یَهْدِیْ مَنْ یُّضِلُّ وَمَا لَهُمْ مِّنْ
نَّصِرِیْنَ ۝۴۷

اور بے شک بھیجا ہم نے ہر امت میں رسول کہ
اللہ کی عبادت کرو اور شیطان سے بچو ان میں
سے کسی کو اللہ نے راہ دکھا دی اور کسی پر گمراہی
لازم کر دی تو زمین میں چل پھر کر دیکھو جھوٹوں کا
کیا انجام ہوا (۳۶) اگر تم ان کی ہدایت کی حرص
کرو تو بے شک اللہ کسی گمراہ کو ہدایت نہیں دیتا
اور ان کیلئے کوئی مددگار نہیں (۳۷)

صلی اللہ علیہ وسلم
الحطیم

تفسیر

پچھلی آیات مبارکہ میں انبیاء علیہم السلام کے احکام الہی پہنچانے کا ذکر تھا ان آیات مقدسہ میں فرمایا جا رہا ہے محبوب کفار کے ایمان لانے پر آپ اس قدر حرص نہ کریں کہ آپ اپنے کو مغموم کر لیں اور پریشانی میں مبتلا ہوں، اللہ آپ کے گستاخوں کو ہدایت نہیں دے گا اور ایسے لوگوں کا دنیا و آخرت میں کوئی مددگار نہیں۔

ان آیات مبارکہ میں کفار کو اس بد تمیزی کا جواب دیا گیا ہے جو انہوں نے کہا کہ بت پرستی کا دین بہت پرانا دین ہے، ہمارے آباؤ اجداد یہ کرتے چلے آئے نہ وہ رکے نہ کسی نے روکا اگر یہ کام بت پرستی کرنا

مُرا ہوتا تو اللہ ہمیں روک دیتا اس کا جواب فرمایا گیا ہے کہ ہم نے ہر قوم میں رسول بھیجا اس نے ہمارے پیغام پہنچائے شیطان سے بچنے کا حکم دیا کچھ لوگ راہ پر آ گئے، انہوں نے انبیاء علیہم السلام کی تعلیم کو مان لیا کچھ لوگ سرکش ہو گئے انہوں نے انکار کر دیا یہی وہ لوگ تھے جن پر گمراہی لازم ہو گئی، وہ مار کھا گئے تم سوچو اور زمین میں چل پھر کر دیکھو۔ ان گمراہوں کا انجام کیسا ہوا۔ ”طاغوت“ ہر وہ شی ہے جو بندے کو خدا سے دور کر دے۔ شیطان، بت، کافر، مشرک جو اللہ سے دور کر دیں وہ نسب طاغوت ہیں۔

انبیاء علیہم السلام کی تبلیغ کو بعض عقل سلیم سے سوچتے ہیں جب انہیں واضح ہو جاتا ہے کہ فلاں شی بُری ہے اس کے کنارہ کش ہو جاتے ہیں ایسے لوگوں کو اللہ تعالیٰ رُشد و ہدایت سے نواز دیتا ہے جو لوگ انبیاء کی تبلیغ کا مذاق اڑاتے ہیں، حق کی روشن دلیلیں دیکھ کر بھی آنکھیں بند کر لیتے ہیں ایسے لوگوں کے مقدر میں گمراہی لکھ دی جاتی ہے، یہ ہدایت اور گمراہی اُن کے اعمال و کردار کے مطابق ہی ہوتی ہے جسے اللہ تعالیٰ نے اپنی طرف منسوب فرمایا۔ انبیاء علیہم السلام کو جھٹلانے والوں کو فرمایا گیا تم ہمارے رسولوں کو جھٹلانے والوں کا انجام دیکھو ان کے شہر محلات کس طرح کھنڈرات میں بدل گئے ہیں، عقل و فکر سے کام لو اور سوچو کہیں تم بھی اپنے باپ دادوں کی طرح برباد نہ ہو جاؤ۔ کفار و مشرکین نے اپنے لئے کفر اور گمراہی کو اختیار کر لیا تو اللہ تعالیٰ نے ان کیلئے کفر و گمراہی کو پیدا کر دیا اب جب ان کیلئے گمراہی پیدا ہو گئی ہے تو اب ان کیلئے ہدایت پیدا نہیں کرے گا۔ بندہ اپنے لئے جس کو اختیار کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کیلئے اسی چیز کو پیدا کر دیتا ہے اللہ تعالیٰ نے ان کے اختیار کے مطابق ان میں گمراہی کو پیدا کر دیا اور اللہ تعالیٰ نے اپنے علم کے مطابق خبر دے دی کہ ان پر گمراہی ثابت ہو چکی ہے اور اللہ تعالیٰ نے جو خبر دی اس کا واقع ہونا ضروری ہے۔

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی حَبِیْبِهِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی آلِهِ وَاصْحَابِهِ بِعَدَدِ خَلْقِهِ

وَأَقْسُوا بِاللهِ جَهْدَ أَيْمَانِهِمْ لَا يَبْعَثُ
اللهُ مَنْ يَمُوتُ بَلَى وَعَدًّا عَلَيْهِ
حَقًّا وَلَكِنْ أَكْثَرُ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ ﴿٣٨﴾
لِيَبَيِّنَ لَهُمُ الَّذِي يُخْتَلَفُونَ فِيهِ
وَلِيَعْلَمَ الَّذِينَ كَفَرُوا أَنَّهُمْ كَانُوا كَذِبِينَ ﴿٣٩﴾
إِنَّمَا قَوْلُنَا لِشَيْءٍ إِذَا أَرَدْنَاهُ أَنْ نَقُولَ
لَهُ كُنْ فَيَكُونُ ﴿٤٠﴾ وَالَّذِينَ هَاجَرُوا
فِي اللهِ مِنْ بَعْدِ مَا ظَلَمُوا لَنَنْبُوَنَّهُمْ
فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَلَا جَزَاءَ الْآخِرَةِ أَكْبَرُ
لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ ﴿٤١﴾ الَّذِينَ صَبَرُوا
وَعَلَى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُونَ ﴿٤٢﴾

صَلَّى
الْعَظِيمِ

بڑی سختی سے انہوں نے اللہ کی قسمیں اٹھائیں
کہ اللہ اُسے (دوبارہ) نہیں اٹھائے گا جو مرجاتا
ہے ہاں ضرور زندہ کرے گا یہ اس کا وعدہ ہے لیکن
اکثر لوگ جانتے نہیں (۳۸) (کہ وہ دوبارہ
زندہ کرے گا) تاکہ واضح کر دے ان پر وہ بات
جس میں اختلاف کیا کرتے تھے تاکہ کفار اچھی
طرح جان لیں وہی جھوٹے تھے (۳۹) ہمارا
حکم کسی شی کیلئے جب ہم ارادہ کرتے ہیں (اس
کے پیدا کرنے کا) تو حکم دیتے ہیں ”ہو جا“ تو وہ
شی ہو جاتی ہے (۴۰) جن لوگوں نے اللہ کی راہ
میں ہجرت کی اس کے بعد کہ ان پر مظالم کئے
گئے ہم انہیں ضرور دنیا میں بہتر ٹھکانا دیں گے
اور آخرت میں تو بہت بڑا اجر ہوگا کاش یہ جان
لیتے (۴۱) جنہوں نے مشکلات پر صبر کیا اور
اپنے رب پر بھروسہ کرتے ہیں (۴۲)

تفسیر

پچھلی آیہ مبارکہ میں حضور ﷺ سے ارشاد تھا کہ آپ کفار کے ایمان لانے پر حرص نہ کریں، ان آیات
میں ”والذین ہاجروا“ فرما کر بتایا جا رہا ہے کہ محبوب! ایمان انہیں نصیب ہوگا جو تیری محبت میں تیری
اتباع میں گھر بار چھوڑ کر ہجرت کر گئے۔

ان آیات مبارکہ کے اترنے کا سبب یہ بنا: کفار مکہ نے مسلمانوں کو بے حد ستایا تو ایمان دار مکہ سے ہجرت کر کے حبشہ چلے گئے، یہ صحابہ اسی (۸۰) افراد تھے، انتہائی تکلیف میں آٹھ ماہ تک حبشہ رہے پھر جب نبی کریم ﷺ ہجرت فرما کر مدینہ منورہ کو گئے، تو یہ لوگ حبشہ سے ہجرت کر کے مدینہ منورہ آ گئے تو یہ چار آیات مبارکہ نازل ہوئیں۔ پہلی آیہ مبارکہ میں کفار کی سرکشی کا ذکر فرمایا گیا کہ بڑی سخت قسمیں اٹھا کر کہتے ہیں کہ مرنے کے بعد اٹھنے کا کوئی مسئلہ نہیں جو مر گیا بس فنا ہو گیا، مشرکین مکہ اور ہر یہ نظریہ کے لوگ اس مسئلہ پر اکٹھے تھے کہ موت کے بعد حیات نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی تردید فرمائی ہے کہ یہ نظریہ باطل ہے اللہ کا وعدہ حق ہے وہ اٹھائے گا مگر اکثر لوگ یہ مانتے نہیں۔ قیامت ضرور واقع ہوگی نیک کو اس کی نیکی کی جزا دی جائے گی اور ظالم کو اس کے ظلم کی سزا ملے گی اگر ایسا نہ ہو تو پھر انبیاء علیہم السلام کا بھیجنا، ان کا تبلیغ کرنا مصائب برداشت کرنا ایک ایسا عمل ہوگا جس کا کوئی نتیجہ نہ ہوگا، ظالم کو اس کی سزا نہ ملے نیک کو جزا نہ ملے تو یہ سارا نظام بے معنی ہوگا۔ قیامت کا وقوع ہوگا کہ اختلاف کرنے والوں پر ظاہر ہو جائے کہ وہ جھوٹ بولتے تھے کہ قیامت قائم نہیں ہوگی۔

وہ لوگ جو دنیا میں کفار و مشرکین کی طرف سے مظالم سہتے، گھر بار چھوڑ کر ہجرت کی، دکھ سہے بے وطن ہوئے انہیں دنیا میں ہی بہت اچھا صلہ دیں گے اور پھر آخرت میں بہترین بڑا اجر ہوگا، دنیا اور آخرت کی عظیم نعمتیں ان کیلئے ہیں جنہوں نے مشکلات پر صبر کیا اور اپنے رب پر بھروسہ کرتے رہے۔ آیہ مبارکہ میں کفار و مشرکین کے اس قول کی تردید کی گئی ہے کہ مرنے کے بعد جی اٹھنا ہرگز نہیں ہوگا جواب فرمایا ہمارے لئے ایسا کرنا کوئی مشکل نہیں جب کسی شے کا ارادہ کرتے ہیں تو فوراً ہو جاتی ہے ”کن“ کہنے کی بھی محتاجی نہیں ”کن“ کہنے کا ارادہ ہی ہوتا ہے تو شے ہو جاتی ہے۔

آیہ مبارکہ سے مہاجرین کی عظمت کا پتہ چل رہا ہے کہ یہ لوگ اللہ تعالیٰ کو کس قدر پیارے ہیں، ان مظلومین صحابہ میں حضرت بلال، حضرت صہیب، حضرت خباب، حضرت عمار، حضرت ابو جندل بن سہیل

رضی اللہ عنہم سرفہرست نظر آتے ہیں۔ مشرکین مکہ نے انہیں پکڑ رکھا تھا اور سخت سزائیں دیں پھر اللہ تعالیٰ نے انہیں مدینہ منورہ نصیب فرمایا اور سکون بخشا۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی ہجرت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے اسلام کو فروغ بخشا۔ آیہ مبارکہ میں ایمانداروں کی دو صفات مقدسہ کا بھی ذکر فرمایا گیا ہے کہ وہ مشکلات پر صبر کرتے ہیں اور ہر حالت میں اپنے رب پر بھروسہ کرتے ہیں، صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی اتباع میں یہ مقدس صفات ہر مومن کا زیور ہونی چاہئیں۔ امام قرطبی نے ابن عربی کے حوالہ سے ہجرت کی کئی قسمیں بیان کی ہیں مگر آیہ مبارکہ میں اس ہجرت کا ذکر ہے جو صرف اور صرف اللہ کی رضا اور غلبہ دین کیلئے ہو۔

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی حَبِیْبِهِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِهِ وَاَصْحَابِهِ بَعْدَ خَلْقِهِ

وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ إِلَّا رَجُلًا نُوحِيْ
إِلَيْهِمْ فَسَئَلُوا أَهْلَ الذِّكْرِ إِنْ كُنْتُمْ
لَا تَعْلَمُونَ ۖ بِالْبَيِّنَاتِ وَالزُّبُرِ وَأَنْزَلْنَا
إِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ
إِلَيْهِمْ وَلَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُونَ ۚ أَفَأَمِنَ
الَّذِينَ مَكَرُوا السَّيِّئَاتِ أَنْ يَخْسِفَ
اللَّهُ بِهِمُ الْأَرْضَ أَوْ يَأْتِيَهُمُ
الْعَذَابُ مِنْ حَيْثُ لَا يَشْعُرُونَ ۚ
أَوْ يَأْخُذَهُمْ فِي تَقْلِبِهِمْ فَمَا هُمْ بِمُعْجِزِينَ
أَوْ يَأْخُذَهُمْ عَلَى تَخَوُّفٍ فَإِنَّ رَبَّكُمْ
لَرَءُوفٌ رَّحِيمٌ ۝

اللہ
صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم

اور ہم نے آپ سے پہلے صرف مردوں کو ہی رسول بنایا تھا جن کی طرف ہم وحی کرتے تھے اگر تم لوگ نہیں جانتے تو اہل ذکر (اہل کتاب) سے پوچھ لو (۴۳) ان رسولوں کو واضح دلائل اور کتابوں کے ساتھ بھیجا تھا اور ہم نے آپ کی طرف ذکر (قرآن) اس لئے نازل کیا ہے کہ آپ لوگوں کو وضاحت سے بتادیں کہ ان کی طرف نازل کیا گیا ہے اور تا کہ لوگ غور و فکر کریں (۴۴) جو لوگ یہی سازشیں کرتے ہیں کیا وہ اس بات سے بے خوف ہیں کہ اللہ انہیں زمین میں دھنسا دے یا ان پر عذاب آئے جہاں سے آنے کا انہیں وہم و گمان بھی نہ ہو (۴۵)

یا انہیں چلتے پھرتے پکڑ لے اور وہ خدا کو عاجز
 نہیں کر سکتے (۴۶) یا انہیں حالت خوف میں
 پکڑے بے شک تمہارا رب بہت مہربان اور رحم
 فرمانے والا ہے (۴۷)

تفسیر

پچھلی آیات مبارکہ میں ارشاد تھا ہم نے ہر قوم میں رسول بھیجے مگر کفار و مشرکین نے سرکشی کی ان کی اطاعت
 نہ کی۔ ان آیات میں فرمایا جا رہا ہے کہ کفار کا نہ ماننا ان کی اپنی کوتاہی اور محرومی ہے، جو رسول ہم نے بھیجے وہ
 نہ تو جن تھے نہ فرشتے تھے کہ ان سے فائدہ نہ اٹھا سکیں نہ وہ ان کی جنس تھے، نہ وہ رسول خواتین میں سے
 تھے کہ فائدہ نہ اٹھا سکیں وہ رسول مرد تھے، کفار قیامت کے انکار کے ساتھ اسی بات کے بھی منکر تھے کہ اللہ
 تعالیٰ انسان کو رسول نہیں بنا سکتا، ان کا کہنا تھا کہ اگر رسول بھیجنا ہوتا تو کسی فرشتے کو بھیجتا۔ اس کی تردید
 فرمائی جا رہی ہے، یہ تمہاری غلطی ہے ہم نے اب تک جنہیں رسول بنا کر بھیجا انسانوں سے بھیجا اور مردوں
 سے بھیجا نہ کوئی غیر انسان رسول بھیجا نہ کسی خاتون کو رسول بنا کر بھیجا اگر تمہیں اس میں شک ہے کہ انسان
 رسول نہیں ہو سکتا تو کسی علم والے تورات، انجیل کے ماہر کسی راہب سے پوچھ لو، وہ تمہیں بتائیں گے جس
 قدر رسول آئے انسانوں میں سے آئے وہ سب مرد ہی تھے اور وہ سارے انبیاء علیہم السلام دلائل اور معجزات
 لے کر آئے حضور ﷺ سے فرمایا گیا وہ نبی معجزات لے کر آئے، محبوب ہم نے تجھے قرآن پاک بھی ساتھ
 عطا کیا جو بہت بڑا معجزہ ہے اور یہ ایسا معجزہ ہے جو ہمیشہ ہمیشہ رہے گا اور پوری انسانیت اس سے فائدہ
 اٹھاتی رہے گی ہم نے آپ پر یہ کرم کیا کہ دنیا والے غور و فکر کر لیں اور قرآن مقدس کی عظمت کو جان لیں۔
 کیا کفار و مشرکین جو برائی کا ارتکاب کر رہے ہیں یہ لوگ اس سے بے خوف ہو گئے ہیں کہ اللہ انہیں
 زمین میں دھنسا دے یا ان پر عذاب اس طرح مسلط ہو کہ انہیں پتہ ہی نہ چلے، اپنے سے پہلے لوگوں کی

بربادی دیکھ چکے ہیں کہ پتھر برسائے گئے، زمین میں دھنسے آگ برسائی گئی اور وہ لوگ ہنستے کھیلتے برباد ہو گئے، سنبھل بھی نہ سکے، تھقلب کا یہ معنی بھی کیا گیا ہے کہ وہ اپنے بستروں میں کروٹیں بدل رہے ہوں اور ان پر عذاب مسلط ہو جائے اور پھر وہ بچ نہ سکیں۔ کیا وہ اس سے بے خبر ہو گئے ہیں کہ اللہ انہیں خوف کی حالت میں پکڑے وہ بچیں اور توبہ کریں اللہ اپنے بندوں پر مہربان ہے اور رحیم ہے۔

آیہ مبارکہ میں کفار و مشرکین کو متنبہ کیا گیا ہے کہ وہ دنیوی عیش و عشرت میں رہ کر متکبر نہ ہوں ایسا بھی ہو سکتا ہے ان پر زمین شق ہو جائے اور غرق ہو جائیں یا جب وہ امن و سکون سے رہ رہے ہوں تو عذاب الہی پکڑ لے انہیں عذاب الہی سے بے پرواہ اور غافل نہیں ہونا چاہئے۔ آیہ مبارکہ میں ”تخوف“ کا لفظ ہے کہ ایسا بھی ہو سکتا ہے انہیں عذاب کی علامات ظاہر ہوں اور خوف زدہ ہو جائیں اور ان پر عذاب نازل ہو جائے۔

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی حَبِیْبِهِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِهِ وَاَصْحَابِهِ بَعْدَ خَلْقِهِ
 اَوَلَمْ يَرَوْا اِلٰی مَا خَلَقَ اللّٰهُ مِنْ شَیْءٍ
 يَّتَفَتَّحُوا ظِلَّهُ عَنْ الْيَمِیْنِ وَالشَّمَالِ
 سُجَّدًا لِلّٰهِ وَهُمْ ذٰخِرُونَ ۝۸۰ وَ لِلّٰهِ یَسْجُدُ مَا
 فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ مِنْ
 دَابَّةٍ وَّ الْمَلَائِكَةُ وَهُمْ لَا یَسْتَكْبِرُوْنَ ۝۸۱
 یَخَافُوْنَ رَبَّهُمْ مِّنْ فَوْقِهِمْ وَیَفْعَلُوْنَ
 مَا یُؤْمَرُوْنَ ۝۸۲ وَقَالَ اللّٰهُ لَا تَتَّخِذْ وَا
 الْهِنِ اٰثِنِیْنَ اِنَّمَا هُوَ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ فَاٰتٰی
 فَاَرْهَبُوْنَ ۝۸۳

کیا انہوں نے یہ نہیں دیکھا کہ اللہ نے جو چیز بھی پیدا کی ہے اس کا سایہ اللہ کو سجدہ کرتے ہوئے دائیں اور بائیں جھکتا ہے اور اس وقت وہ اللہ کے حضور عاجزی کرتے ہیں (۴۸) اور جو چیزیں آسمانوں میں ہیں اور جو چیزیں زمینوں میں ہیں زمین پر چلنے والے اور فرشتے سب اللہ ہی کو سجدہ کرتے ہیں اور تکبر نہیں کرتے (۴۹) وہ اپنے اوپر اپنے رب کے عذاب سے ڈرتے ہیں اور وہ وہی کام کرتے ہیں جن کا انہیں حکم دیا

اللہ
 العظیم

جاتا ہے (۵۰) اور اللہ نے فرمایا دو کو عبادت کا مستحق نہ بناؤ وہ صرف ایک ہی عبادت کا مستحق ہے سو مجھ سے ہی ڈرو (۵۱)

تفسیر

اس سے پہلی آیات مبارکہ میں مختلف عذابوں سے کفار مکہ کو ڈرایا گیا ان آیات مقدسہ میں اللہ تعالیٰ نے اپنی عظمت کا اظہار فرمایا ہے کہ اللہ کو زمین و آسمانوں کی اشیاء بجز واکساری سے ہی سجدہ کرتی ہیں۔ فرمایا گیا ہے ہر شے کا سایہ اللہ کو سجدہ کرتے ہوئے دائیں بائیں جھکتا ہے ہر کثیف شے کا سایہ جھکتا ہے جو اشیاء لطیف ہیں جن کا سایہ ہے ہی نہیں وہ اس ضابطہ سے خارج ہیں، ہر شے کے سجدہ کرنے سے مراد یہ بھی ہے کہ ہر شی اطاعت کرتی ہے۔ حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اے ابن آدم! تیرا سایہ اللہ کو سجدہ کرتا ہے اور تو اللہ کو سجدہ نہیں کرتا، یہ بہت بُرا فعل ہے۔ ایک سجدہ عبادت ہے جیسے مسلمان اللہ کے حضور سجدہ ریز ہوتے ہیں ایک بمعنی اطاعت ہے عاجزی ہے اس مقام پر سجدہ اسی معنی میں ہے کہ کائنات کی ہر شی اسی کے تابع فرمان ہے اطاعت گزار ہے چاند تارے سورج اسی نظام کے تحت چل رہے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے ان کیلئے بنا دیا ہے، دریاؤں سمندروں کی روانیاں اسی کے حکم کے مطابق کائنات کی ہر شے اللہ کے حضور سجدہ ریز ہے۔

آیہ مبارکہ میں فرمایا گیا ہے کہ زمین پر چلنے والے اور فرشتے اللہ کے حضور سجدہ ریز ہیں یعنی ہر شے تابع ہے وہ ادنیٰ ہے یا اعلیٰ، حیوانات ہیں یا فرشتے تابع فرمان ہیں۔ آیہ مبارکہ میں فرشتوں کے متعلق فرمایا گیا کہ وہ تکبر نہیں کرتے، خدا کے کسی حکم کی نافرمانی نہیں کرتے جس سے واضح ہوتا ہے فرشتے اللہ کی اطاعت گزار مخلوق ہیں اور گناہوں سے پاک ہیں۔ اللہ کے کسی حکم کی نافرمانی نہیں کرتے انہیں سیدنا آدم علیہ السلام کو سجدے کا حکم دیا گیا تو فوراً تعمیل کی، فرشتوں کی عظمت کو قرآن مقدس نے ایک دوسرے مقام پر اس طرح ارشاد فرمایا ہے ”ہل ہم عباد مکرمون“ وہ اللہ کے عزت والے بندے ہیں۔

آیہ مبارکہ میں فرمایا گیا ہے، دو معبود نہ بناؤ صرف اللہ کو ہی عبادت کے لائق مانو اُس سے ڈرو شرک سے باز رہنے کا حکم دیا گیا ہے، صرف ایک ہی خدا کو مانو، دو خداؤں کی عبادت کو شرک کہا گیا ہے، خدا کے ایک ہونے کا ذکر دوسرے مقام پر اس طرح سے ملتا ہے ”لو کان فیہما آلہۃ الا اللہ لفسدتا“ اگر زمین آسمان میں دو خدا بنائے جائیں تو نظام بگڑ جائے گا ایک خدا کچھ چاہے دوسرا کچھ تو واضح فساد ہے۔ دنیا کے معاملات پر دیکھ لیں تو بھی حقیقت واضح ہو جاتی ہے ایک گاؤں، ایک شہر پر ایک ہی حکمران ہے دو ہوں گے تو فساد ہوگا پوری کائنات ایک اصول ایک طریقے پر چل رہی ہے، چاند تارے سورج، دریا سمندر ایک نہج پر چل رہے ہیں، یہ انداز مخلوق بتاتا ہے خدا ایک ہے جو کائنات کو ایک ضابطہ کے تحت چلا رہا ہے۔

آیہ مبارکہ میں دو خداؤں کی نفی کی گئی ہے اس کا معنی یہ نہیں کہ تین چار ہو سکتے ہیں، معنی یہ ہے کہ خدا ایک ہی ہے متعدد نہیں، جب دو نہیں ہو سکتے تو زیادہ کیسے ہوں گے۔ آیہ کریمہ کے آخر میں فرمایا گیا مجھ ہی سے ڈرو ڈر ایک ایسی شئی ہے جو نافرمانی سے روکتی ہے برائی سے باز رکھتی ہے حق کی طرف متوجہ کرتی ہے انسانی کمزوری کو ظاہر کرتی ہے اور خدائی عظمت کو نمایاں کرتی ہے۔

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی حَبِیْبِهِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِهِ وَاَصْحَابِهِ بَعْدَ خَلْقِهِ
 وَلَهُ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلَهُ
 الدِّیْنُ وَاٰصِبًاۗۙ اَفَغَیْرَ اللّٰهِ تَتَّقُوْنَ ﴿۵۲﴾
 وَمَا یَكُم مِّنْ نَّعْمَةٍ فَمِنَ اللّٰهِ ثُمَّ اِذَا
 مَسَّكُمُ الضَّرَفُ فَاَلِیْہِ تَجْرُوْنَ ﴿۵۳﴾ ثُمَّ اِذَا
 كُشِفَ الضَّرَعُ عَنْكُمْ اِذَا فَرِیْقٌ مِّنْكُمْ
 بِرَبِّہُمْ یُشْرِكُوْنَ ﴿۵۴﴾ لَیْكَفِّرُنَّ بِمَا
 اور اُسی کے ملک میں ہے جو کچھ آسمانوں اور
 زمین میں ہے اور اُسی کی اطاعت لازم ہے کیا
 اللہ کے سوا غیروں سے ڈرتے ہو (۵۲)
 تمہارے پاس جو بھی نعمت ہے وہ اللہ کی طرف
 سے ہے پھر جب تمہیں کوئی مصیبت پہنچتی ہے تو
 اُسی سے فریاد کرتے ہو (۵۳) پھر جب وہ تم سے
 مصیبت کو دور کر دیتا ہے تو تم میں سے ایک گروہ

اَتَيْنَهُمْ فَتَتَعَوَّاتٌ فَسَوْفَ يَعْلَمُونَ ﴿۵۴﴾
وَيَجْعَلُونَ لِمَا لَا يَعْلَمُونَ نَصِيبًا مِّمَّا
رَزَقْنَاهُمْ تَاللّٰهُ لَتَسْلُكُنَّ عَمَّا كُنْتُمْ
تَقْتَرُونَ ﴿۵۵﴾

ﷺ
العظمیٰ

اپنے رب کے ساتھ شریک بنا لیتا ہے (۵۴)
تاکہ وہ ہماری دی ہوئی نعمتوں کی ناشکری کریں
پس تم عارضی فائدہ اٹھا لو پھر تم عنقریب جان لو
گے (۵۵) اور وہ ہماری دی ہوئی چیزوں میں
سے ان کا حصہ مقرر کرتے ہیں جن کو وہ جانتے
ہی نہیں اللہ کی قسم تم سے پوچھا جائے گا جو کچھ
افتراء کرتے ہو (۵۶)

تفسیر

پہلی آیات مبارکہ میں ذکر تھا کہ فرشتے اللہ سے ڈرتے ہیں اور اطاعت بجالاتے ہیں، ان آیات میں بندوں سے ارشاد ہے کہ تم اللہ سے ڈرو، اللہ تعالیٰ جل مجدہ کے وحدہ لا شریک ہونے کے بے شمار دلائل کے علاوہ یہ بھی ایک بڑی دلیل ہے کہ تمام آسمانوں، زمینوں کی اشیاء اُسی کی ہیں اسی کے تابع ہیں اُسی کا مکمل قبضہ ہے، کائنات پر قبضہ اس صورت میں ہے کہ وہ خالق ہے یہ ایسی صفت ہے جو کسی دوسری جگہ نہیں پائی جا سکتی۔ بعض دفعہ قبضہ کسی کی شی پر ہو جاتا ہے یہاں وہ بھی قطعی نہیں یہ سب کچھ اسی کا ہے اسی کی ملکیت ہے وہ خالق ہے، حکم فرمایا جا رہا ہے کہ اللہ کے غیر سے مت ڈرو، حقیقی ڈر اللہ کا ہی ہے، اسی کو دل میں رکھو جب اُسی کا ڈر مسلط ہو جائے گا تو تمام قسم کے ڈر، خوف ختم ہو جائیں گے۔ کائنات بھر میں اسی کا ضابطہ ہے اسی کا قانون ہے پھر غیر سے ڈر کیوں؟

تم پر تمام قسم کے انعامات، کرم، احسان سب اللہ کی طرف سے ہیں تو غیر سے ڈر کیوں، اُسی کی طرف سے تم پر انعامات ہیں جو شمار میں ہی نہیں آسکتے، فضل و کرم کی موج میں زندگی گزار رہے ہو تو وہ خدا تمہیں یاد ہی نہیں آتا، ہاں جب کسی مصیبت میں پھنس جاؤ تو پھر اسی کی طرف تکتے ہو، اسی ذات کو ہی اپنی مشکلات کا

حل سمجھتے ہو جب وہ تمہاری عاجزی گڑ گڑا ہٹ پر رحم کر دیتا ہے تمہیں مصیبت سے نکال دیتا ہے تو تم میں سے ایک گروہ پھر اُسی کفر و شرک میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ کچھ لوگ بت پرستی سے توبہ جاتے ہیں مگر مال، اولاد، جائیداد، دنیا کی لگن اس قدر غالب ہو جاتی ہے کہ ان کی توجہ خالق حقیقی سے ہٹ جاتی ہے، اور شیطانی حرکات سے رب سے دور ہو جاتے ہیں یہ بھی ایک قسم کی بت پرستی ہے انہوں نے بتوں کے سامنے سر جھکائے، انہوں نے مال و دولت، اولاد اور مفاد کو ہی سب کچھ جانا اور حق سے دور ہو گئے۔ انہیں کہہ دیں دنیا سے عارضی فائدہ اٹھالیں۔ اُن کے شرکیہ نظریات سے ایک یہ بھی ہے کہ ہمارے دیئے ہوئے رزق سے بتوں کا حصہ مقرر کرتے ہیں جنہیں وہ جانتے ہی نہیں، اللہ کی قسم انہیں ان کی افترا بازیوں کے متعلق پوچھا جائے گا۔ آیہ مبارکہ کے آغاز میں غیر اللہ سے ڈرنے سے منع کیا گیا ہے اس کا ایک مفہوم یہ بھی ہے کہ ہم کسی برے کام کو اپنے اعزاء، اقربا یا دوستوں، شاگردوں کے سامنے تو نہیں کرتے مگر تنہائی میں کر لیتے ہیں ایسی حرکات سے بھی روکا جا رہا ہے۔

آیہ مبارکہ میں فرمایا گیا ہے کہ جب تم سے مصیبت اٹھالی جاتی ہے تو شرک میں مبتلا ہو جاتے ہو کہ ہماری نعمتوں کی ناشکری کرو، شکر کرنا تو اللہ کی عظیم نعمت ہے، جسے نصیب ہونا شکری عذاب ہے جس سے اللہ ہمیں بچائے، انعامات الہیہ کو اپنے پر بڑھانے کا بہترین نسخہ شکر ہے، ارشاد ہوتا ہے اگر شکر کرو گے تو بڑھا دوں گا۔ آیہ مبارکہ میں فرمایا گیا ہے مصیبت پہنچنے پر اللہ کو پکارنا اور دور ہو جانے پر خدا کی نافرمانی یہ بری عادت کفار کی ہے، ایماندار کو اس بُری عادت سے بچنا چاہئے۔

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی حَبِیْبِهِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی آلِهِ وَاصْحَابِهِ بَعْدَ خَلْقِهِ

وَيَجْعَلُونَ لِلَّهِ الْبَنَاتِ سُبْحَنَهُ وَلَهُمْ
تَأْسِيتُهُمْ وَإِذَا بُشِّرَ أَحَدُهُمْ بِالْأُنْثَىٰ
ظَلَّ وَجْهُهُ مُسْوَدًّا وَهُوَ كَظِيمٌ ۝
يَتَوَارَىٰ مِنَ الْقَوْمِ مِنْ سُوءِ مَا
بُشِّرَ بِهِ ۖ أَيَسْكُنُ عَلَىٰ هُنَّ أَمْ يَكْدُسُ
فِي الثَّرَابِ ۖ أَلَسَاءَ مَا يَحْكُمُونَ ۝
لِلَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ مَثَلُ السَّوْءِ
وَلِلَّهِ الْمَثَلُ الْأَعْلَىٰ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ۝

للہ
صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم

اور وہ اللہ کے لئے بیٹیاں بناتے ہیں (فرشتوں کو) اللہ اس سے پاک ہے اور اپنے لئے جسے وہ پسند کرتے ہیں (۵۷) (بیٹی) اور جب اُن میں سے کسی کو بیٹی کی بشارت دی جاتی ہے تو اس کا منہ سیاہ ہو جاتا ہے (افسوس سے) اور غم زدہ رہتا ہے (۵۸) وہ اس بشارت کی وجہ سے لوگوں سے چھپا رہتا ہے وہ سوچتا ہے ذلت کے ساتھ اسے رکھ لے یا زندہ درگور کر دے وہ کس قدر رُافِصلہ ہے (۵۹) جو لوگ آخرت پر ایمان نہیں رکھتے وہ بُری صفات والے ہیں اور اللہ کی بہت بلند صفات ہیں اور وہی بڑے غلبہ والا ہے بڑی حکمت والا ہے (۶۰)

تفسیر

پہلی آیات مبارکہ میں مشرکین مکہ کی بد عقیدگیوں کا ذکر تھا ان آیات میں ان کی ایک اور برائی کا ذکر فرمایا جا رہا ہے کہ وہ فرشتوں کو خدا کی بیٹیاں کہتے ہیں اور اپنے لئے بیٹوں کو پسند کرتے ہیں ان کے اس برے نظریہ کی مذمت فرمائی جا رہی ہے کہ وہ خدا کیلئے اولاد ماننے ہیں اور وہ بھی بیٹیاں۔ اللہ اس سے پاک ہے اس کی شان ”لم یلد و لم یولد“ خدا کیلئے بیٹیاں مانتے مگر ان کی اپنی یہ حالت ہے اگر بیٹی پیدا ہوگئی تو ان کا چہرہ غم سے سیاہی مائل ہو جاتا ہے اور پریشان ہو جاتے ہیں اور بیٹی کی خوشخبری کو اپنے لئے طعنہ سمجھتے ہیں، اس بیٹی کے سلسلہ میں طرح طرح کی باتیں سوچنے لگ جاتے ہیں کہ اسے رکھیں یا زندہ درگور کر دیں اور

اپنے باپ دادا کے رواج کے مطابق کریں۔

یہ لوگ بیٹیوں کی پیدائش کو عار سمجھتے تھے، جس شی کو وہ اپنے لئے شرم سمجھتے تھے اسی کو خدا کیلئے ثابت کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ فرشتے اس کی بیٹیاں ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ اس لئے بیٹیاں کہتے ہوں جیسے عورتیں مردوں کی نظروں سے چھپی ہوتی ہیں ایسے ہی فرشتے بھی چھپے ہوتے ہیں۔

قرآن مقدس میں ایک اور مقام پر ان کے اس نظریہ کی اس طرح مذمت کی ہے ”ام لہ البنات و لکم البنون“ کہ اللہ کیلئے بیٹیاں اور تمہارے لئے بیٹے۔ مشرکین کی حالت یہ تھی بچے کی پیدائش کے وقت وہ گھر سے دور رہتے لڑکا ہوتا تو خوش ہوتے، بیٹی ہوتی تو پریشان اور غم زدہ ہوتے اس کے ٹھکانے لگانے کی تجویز کرتے کیسے کریں، آخر زندہ درگور کر دیتے۔ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ایک شخص قیس بن عاصم حضور ﷺ کے دربار میں حاضر ہوا، عرض کی حضور میں نے اپنے جاہلیت کے زمانہ میں آٹھ بیٹیوں کو زندہ درگور کیا ہے فرمایا ہر بیٹی کی طرف سے ایک غلام آزاد کر، عرض کی حضور غلام تو ہے نہیں، فرمایا ہر بیٹی کی طرف سے ایک اونٹ ذبح کرو۔ ایک اور شخص آیا دربار رسالت میں حاضر ہوا، عرض کی حضور میں نے زمانہ جاہلیت میں اپنی بیوی سے کہا میری بیٹی کو نہلا دھلا کر تیار کرو اس نے ایسا کر دیا میں اپنی بیٹی کو دور علاقہ میں لے گیا اُسے ایک گہرے کنوئیں میں ڈالا، بچی نے رو کر کہا بابا مجھے قتل کر رہے ہو اس کی وہ درد بھری بات جب بھی مجھے یاد آ جاتی ہے پریشان کر دیتی ہے، حضور ﷺ نے فرمایا اسلام قبول کرنے سے دور جاہلیت کے گناہ ختم ہو جاتے ہیں اسلام میں گناہ کئے تو توبہ استغفار اس کو مٹا دیتی ہے۔

آیہ مبارکہ کے آخر میں ہیں ”مثل السوء“ فرمایا گیا یہ کفر شرک فرشتوں کو خدا کی بیٹیاں ماننا بچیوں کو زندہ درگور کرنا سنگدلی جہالت ایسی سب صورتیں مثل السوء میں شامل ہیں اور ”مثل الاعلیٰ“ اور علم قدرت، رحم کرم، مالک ہونا، رازق ہونا، غالب ہونا ایسی سب صورتیں مثل الاعلیٰ میں شامل ہیں۔

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی حَبِیْبِهِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی آلِهِ وَاصْحَابِهِ بَعْدَ خَلْقِهِ

وَلَوْ يُؤَاخِذُ اللَّهُ النَّاسَ بِظُلْمِهِمْ مَا تَرَكَ عَلَيْهِمْ مِنْ دَابَّةٍ وَلَكِنْ يُؤَخِّرُهُمْ إِلَىٰ أَجَلٍ مُّسَمًّى ۖ فَإِذَا جَاءَ أَجَلُهُمْ لَا يَسْتَخِرُونَ سَاعَةً وَلَا يَسْتَقْدِرُونَ ﴿۵۱﴾
وَيَجْعَلُونَ لِلَّهِ مَا يَكْرَهُونَ وَتَصِفُ أَلْسِنَتُهُمُ الْكُذْبَ أَنَّ لَهُمُ الْحُسْنَىٰ لَا جَرَمَ أَنَّ لَهُمُ النَّارَ وَأَنَّهُمْ مُّفْرَطُونَ ﴿۵۲﴾
ثُمَّ لَئِنْ لَقَدْ أَرْسَلْنَا إِلَىٰ أُمَمٍ مِنْ قَبْلِكَ فَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطَانُ أَعْمَالَهُمْ فَهُمْ وَآلِهِمُ الْيَوْمَ وَالْهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴿۵۳﴾

اللَّهُ
صَدَقَ
الْحَقُّ

اگر اللہ لوگوں کو ان کے ظلم کے باعث (فوراً) پکڑ لیتا تو زمین پر کوئی جاندار نہ رہتا لیکن وہ انہیں مہلت دیتا ہے ایک مقررہ وقت تک پس جب ان کا مقررہ وقت آجاتا ہے تو ایک لمحہ بھی آگے پیچھے نہیں ہو سکتے (۶۱) اور اللہ کیلئے ایسی تجویز کرتے ہیں جن کو وہ اپنے لئے ناپسند کرتے ہیں اور ان کی زبانیں جھوٹ کہتی ہیں کہ ان کیلئے بھلائی ہے بے شک ان کیلئے دوزخ کی آگ ہے وہ اس میں بھیجے جائیں گے (۶۲) اللہ کی قسم ہم نے آپ سے پہلے بھی کئی امتوں کی طرف رسول بھیجے پس شیطان نے ان کے اعمال کو مزین کر دیا لو آج وہی ان کا دوست ہے اور ان کیلئے دردناک عذاب ہے (۶۳)

تفسیر

پہلی آیات مبارکہ میں کفار کی بد عقیدگی کا ذکر تھا جس کا تقاضا تھا کہ انہیں جلد سے جلد سزا دی جاتی۔ ان آیات میں اللہ تعالیٰ کے رحمان و رحیم کا ذکر ہے کہ وہ انہیں مہلت دیتا ہے کہ تائب ہو جائیں اور جب مہلت ختم ہو جائے گی تو ایک لمحہ بھی آگے پیچھے نہیں ہوگا، فرمایا جا رہا ہے اگر اللہ ان کے ظلموں کے پیش نظر انہیں پکڑتا تو روئے زمین پر کوئی بھی جاندار نہ بچتا، عذاب انہیں ملتا مارے وہ بھی جاتے مگر ایک معین وقت تک انہیں مہلت دے دی گئی ہے۔

زمین پر رہنے والے حیوانات اس لئے ہلاک کر دئے جاتے کہ ان سے فائدہ اٹھانے والے انسان ہی باقی نہ رہے، مہلت کا وقت ختم ہونے پر عذاب آجائے گا اور ایک لمحہ بھی آگے پیچھے نہ ہوگا۔ اے محبوب کریم! ہماری نرمی اور ڈھیل سے فائدہ اٹھاتے ہوئے یہ لوگ اللہ تعالیٰ کیلئے اولاد ثابت کرنے، فرشتوں کو بیٹیاں بنانے کی غلط باتیں بناتے ہیں، حالانکہ وہ اللہ اولاد سے پاک ہے ان برے نظریات بیان کرنے میں وہ جھوٹے ہیں۔ کفار کا یہ وطیرہ آج کا نہیں محبوب! آپ سے پہلے بھی ہم نے رسول بھیجے اور ہر نبی نے قوم کو سمجھایا سنایا مگر ان کیلئے شیطان نے انہیں کے بُرے عقائد کو اچھا کر کے دکھایا اور ان کے دلوں میں یہ بات ڈال دی کہ جو کچھ کر رہے ہو ٹھیک کر رہے ہو، آج وہی شیطان ان کا دوست ہے اور انہیں ان برے عقائد اپنانے کے سلسلہ میں دردناک عذاب ہوگا۔

بھپلی آیہ کریمہ میں کفار کی بد عقیدگی کا ذکر تھا اشکال تھا کہ اللہ تعالیٰ انہیں اس بد عقیدگی کی سزایوں نہیں دیتا، اس کا جواب اس آیہ پاک میں موجود ہے کہ ہم کریم ہیں رحیم ہیں مہلت دیتے ہیں کہ تائب ہو جائیں اور ہمارا رحم و کرم دینا اُن پر واضح ہو جائے۔ جیسے لوگ گناہ کرتے ہیں اگر اللہ تعالیٰ بھی اتنی جلدی گرفت فرمائے، عذاب میں مبتلا کر دے تو زندگی کا نام و نشان ختم ہو جائے گا یہ ساری دنیا برباد ہو جائے گی وہ کریم ہے رحیم ہے مہلت دیتا ہے۔ ہاں جب وہ مقرر وقت آجائے گا تو سزا آگے پیچھے نہیں ہوگی، وہ آج غلط کہہ رہے ہیں کہ قیامت کے دن انہیں جنت ملے گی، یہ سب جھوٹ ہے وہ سزا پائیں گے دوزخ جائیں گے۔

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی حَبِیْبِهِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی آلِهِ وَاصْحَابِهِ بَعْدَ خَلْقِهِ

وَمَا أُنْزِلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ إِلَّا تِبْيَانًا
لِّحُكُمِ الَّذِي اخْتَلَفُوا فِيهِ وَهُدًى
وَرَحْمَةً لِّقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ ۝۱۴۰
مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَأَحْيَا بِهِ الْأَرْضَ بَعْدَ
مَوْتِهَا إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَةً لِّقَوْمٍ يَسْمَعُونَ ۝۱۴۱
وَأَنَّ لَكُمْ فِي الْأَنْعَامِ لَعِبْرَةً لِّتُسْقُوا
مِمَّا فِي بُطُونِهِ مِنْ بَيْنِ فَرْثٍ
وَدَمٍ لَبَنًا خَالِصًا سَائِغًا لِلشَّارِبِينَ ۝۱۴۲
وَمِنْ ثَمَرَاتِ النَّخِيلِ وَالْأَعْنَابِ تُتَّخَذُونَ
مِنْهُ سَكْرًا وَرِزْقًا حَسَنًا إِنَّ فِي
ذَلِكَ لَآيَةً لِّقَوْمٍ يَعْقِلُونَ ۝۱۴۳

صَلَّى
الْعِطِيمِ

اور نہیں اُتاری ہم نے آپ پر کتاب مگر اس لئے
کہ آپ کھول کر بیان کر دیں ان کیلئے وہ بات
جس میں اختلاف کرتے ہیں اور یہ کتاب
ہدایت ہے اور رحمت ہے اس قوم کیلئے جو ایمان
دار ہے (۶۴) اور اللہ تعالیٰ نے آسمان سے پانی
اُتارا پھر اُس سے بنجر زمین کو زندگی بخشی، بے
شک اس میں نشانی ہے ایسی قوم کیلئے جو سنتے
ہیں (۶۵) اور بے شک تمہارے لئے چوپایوں
میں عبرت ہے ہم تمہیں ان کے پیٹوں میں سے
خون اور گوبر کے درمیان سے خالص دودھ پلاتے
ہیں جو پینے والوں کیلئے خوش ذائقہ ہیں (۶۶)
کھجور اور انگور سے (پلاتے ہیں) تم اس سے
مٹھاس اور اچھا رزق حاصل کرتے ہو بیشک اس
میں نشانی ہے عقل مند قوم کیلئے (۶۷)

تفسیر

پہلی آیہ مبارکہ میں ذکر تھا کہ اللہ تعالیٰ چاہتا تو ظالموں کو جلد ہی پکڑ لیتا، اس آیہ کریمہ میں جلدی نہ پکڑنے کی
وجہ فرمائی گئی کہ ہم نے اس ڈھیل میں اپنی رحمت اور ہدایت کا ہی ارادہ فرمایا ہے۔ حضور ﷺ سے فرمایا جا
رہا ہے اے محبوب کریم! ہم نے آپ پر یہ کتاب اس لئے اُتاری ہے کہ آپ لوگوں کیلئے اسلام کے تمام
بنیادی اصول واضح طور پر بیان فرمادیں تاکہ وہ لوگ جو محض عقل کے اندازوں سے دین بنائے پھر رہے

ہیں پھر سمجھ لیں اور وہم و گمان کی دلدل سے نکل کر تیرے دامن رحمت میں آجائیں جو سراسر ہدایت ہے اور رحمت ہے مگر اس رحمت و ہدایت سے فائدہ وہی لوگ اٹھائیں گے جو دولت ایمان سے بہرہ ور ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ کا ذکر فرمایا کہ اللہ آسمان سے پانی اتارتا ہے اور مردہ زمین کو حیات بخشتا ہے وہ بنجر زمین پانی سے گل و گلزار بن جاتی ہے اس میں نشانی ہے مگر ایسی قوم کیلئے جو غور سے سنتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی اس قدرت کو جانتے ہو دیکھتے ہو کہ بنجر زمین آباد ہو جاتی ہے تو مان لو کہ وحی الہی کی بارش جو قرآن مقدس کی صورت میں تم پر نازل ہوئی اس سے مردہ دل بھی باغ و بہار ہو جاتے ہیں۔

بہکے ہوئے لوگوں کو اپنے قریب لانے کیلئے ایک اور عظیم کرم کا ذکر فرمایا کہ دیکھو چار پانیوں میں تمہارے لئے کس قدر عبرت ہے تم ہماری قدرت کو نہیں دیکھتے کہ چوپائیوں کے پیٹوں سے ہم تمہیں دودھ پلاتے ہیں۔ اور یہ دودھ کی نہریں گوبر اور خون کے درمیان سے آتی ہیں مگر آمیزش ملاوٹ کا نام و نشان نہیں۔ اس پیٹ میں گوبر ہے اسی میں خون ہے، اسی پیٹ میں ہی دودھ کی تخلیق ہے یہ حیران کن کرم تقاضا کرتا ہے لوگ سمجھیں اور ایمان لائیں۔ دودھ بھی اسی پیٹ سے آتا ہے مگر دودھ گوبر کی بو اور خون کے رنگ کا نام و نشان نہیں۔ سوچو! وہ کون ہے جو تمہارے لئے حسین رزق پیدا کرتا ہے دودھ بناتا ہے طاقت بخشتا ہے، حیوانات سے فائدہ اٹھانے کے بعد نباتات سے فائدہ کا ذکر فرمایا گیا ہے۔ تمہیں چاہئے ہمارے اس انعام و کرم سے عبرت حاصل کرو اور دولت ایمان سے بہرہ ور ہو جاؤ۔ لوگوں کو اپنے قریب کرنے کیلئے ایک تیسرے انعام کا ذکر اس طرح فرمایا کہ سوچو کھجوروں، انگوروں سے تم کس طرح مٹھاس حاصل کرتے ہو اور اچھا رزق لیتے ہو ہمارے اس کرم میں بھی زبردست نشانی ہے مگر عقلمند قوم کیلئے۔

کھجور اور انگور سے مختلف چیزیں بنائی جاتی ہیں یہ پھل تروتازہ رکھے جاتے ہیں، خشک کر کے بھی فائدہ اٹھایا جاتا ہے۔ لوگ ان پھلوں سے اپنی غذا تیار کرتے ہیں اگر کوئی شخص ان پھلوں سے غلط فائدہ اٹھاتا ہے کوئی نشہ آورشی بناتا ہے تو یہ پھل نعمت خداوندی سے نہیں نکلے، یہ اس کی نااہلی ہے کہ نعمت خداوندی

کو غلط استعمال کر رہا ہے۔

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی حَبِیْبِهِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی آلِهِ وَاصْحَابِهِ بَعْدَ خَلْقِهِ
 وَأَوْحٰی رُبُّكَ اِلٰی التَّحْلِ اَنْ اَتَّخِذَیْ
 مِنَ الْجِبَالِ بُیُوتًا وَمِنَ الشَّجَرِ وَمِمَّا
 یَعْرِشُونَ ۝ ثُمَّ کُلِّیْ مِنْ کُلِّ الثَّمَرَاتِ
 فَاسْلُکِیْ سُبُلَ رَبِّکِ ذُلُلًا یَخْرُجُ مِنْ
 بُطُونِهَا شَرَابٌ مُّخْتَلِفٌ اَلْوَانُ فِیْهِ
 شِفَآءٌ لِلنَّاسِ ۚ اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَآیٰةً
 لِّقَوْمٍ یَّتَفَكَّرُوْنَ ۝ وَاللّٰهُ خَلَقَکُمْ ثُمَّ
 یَتَوَفَّکُمْ ۚ وَمِنْکُمْ مَنْ یُّرَدُّ اِلٰی اَرْضِ
 الْعَمْرِ لَکِیْ لَا یَعْلَمَ بَعْدَ عِلْمٍ شَیْئًا
 اِنَّ اللّٰهَ عَلِیْمٌ قَدِیْرٌ ۝

اور تیرے رب نے شہد کی مکھی کو الہام کیا کہ وہ
 پہاڑوں میں اور درختوں اور چھتوں میں گھر بنائے
 (۶۸) پھر ہر قسم کے پھلوں سے رس چوس کر پھر
 اپنے رب کے بنائے ہوئے آسان راستوں پر
 لوگوں کیلئے شفا ہے بیشک اس میں غور و فکر کرنے
 والوں کیلئے پریشانی ہے (۶۹) اور اللہ نے تمہیں
 پیدا کیا پھر وہی تمہیں وفات دے گا اور تم سے
 بعض کو ناکارہ عمر کی طرف لوٹا دیا جاتا ہے تاکہ وہ
 حصول علم کے بعد کچھ بھی نہ جانتا ہے بیشک اللہ
 نہایت علم والا ہے اور قدرت والا ہے، (۷۰)

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

تفسیر

پچھلی آیات مبارکہ میں اُن بڑے چوپائیوں کا ذکر تھا جن کے تھنوں سے دودھ کی نہریں بہتی ہیں، ان
 آیات میں چھوٹے جانور مکھی کا ذکر ہے، جو پھلوں سے رس چوستی ہے اور شہد بناتی ہے۔ حضور ﷺ سے
 فرمایا جا رہا ہے محبوب کریم جانوروں کے پیٹوں سے گوبر اور خون کے درمیان سے کس قدر حفاظت اور
 پاکیزگی کے ساتھ دودھ نکلتا ہے، اس کا ذکر تو ہوا محبوب ہمارے دوسرے ایک عظیم کرم کا بھی ملاحظہ کریں،
 معمولی مکھی سے شہد پیدا کرتے ہیں۔ دودھ کا تصور تو ذہن میں آتا ہے مگر مکھی سے شہد کی پیداوار عقل و فکر
 سے باہر ہے۔

رب قدوس نے اس چھوٹے سے جانور کو الہام فرمایا کہ تو پہاڑوں کی چٹانوں، درختوں کی شاخوں پر اپنے چھتے بنا اور پھر ان عجیب و غریب کمروں میں دور دراز سے رس چوس کر شہد بھر، دور دراز سے اڑ کر آ، تیری آمد کی جگہ سے کسی کو تکلیف بھی نہ ہو پھر شہد کی چاشنی، مزہ، ذائقہ اگرچہ ایک جیسا ہوتا ہے مگر شہد کی رنگت میں فرق ہوتا ہے بڑی مکھی کا رنگ چھوٹی مکھی کے شہد سے مختلف ہوتا ہے۔ پھر ہم نے اپنی قدرت کاملہ سے اس شہد میں بیماریوں سے شفا رکھی ہے۔

انبیاء علیہم السلام کی طرف وحی کا لفظ استعمال ہوا، وہاں لفظ وحی کا مفہوم اور ہے یہاں وحی بمعنی الہام ہے، لفظ وحی کئی معنوں میں آیا ہے، یہ قدرت کی طرف سے مخلوق کو تعلیم کا ایک ذریعہ ہے جسے إلقاء بھی کہا جاتا ہے جو اہل اللہ اور اولیاء بلکہ عام لوگوں کو بھی ہو جاتا ہے۔ پرندے جو اپنے گھونسلے تیار کرتے ہیں یہ بھی انہیں تعلیم دی جاتی ہے طریقہ سکھایا جاتا ہے، اسے الہام کہہ لیں نبی کی وحی اس سے افضل اور اعلیٰ ہے نبی کی خواب بھی وحی ہوتی ہے۔ سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے بیٹے سے فرمایا میں نے خواب دیکھی ہے تجھے ذبح کر رہا ہوں، بیٹے نے جواب دیا، ابا جی جو آپ کو حکم ہوا وہ کر لیجئے۔ اس جواب سے واضح ہے نبی کی خواب وحی ہے اور حکم الہی ہے۔

مکھی کے شہد کا ذکر کرنے میں کس قدر کمالات قدرت کا اظہار ہے اُسے گھر بنانے کا طریقہ سکھایا، دور دراز سے رس چوسنے کا ڈھنگ اور واپس لانے کا انداز بتایا، پھر اس عجیب و غریب قدرت میں اس رس کو رکھنے کا انداز سکھایا۔ اس چھتہ میں کئی کمرے ہوتے ہیں۔ ملکہ کا کمرہ اور بچوں کے کمرے اور ہیں، شہد کے کمرے اور ہیں یہ سارا حیران کن نظام ہے اگر کوئی مکھی کڑوا رس لے آتی ہے تو اس کی چیکنگ ہوتی ہے اور اُسے مار دیا جاتا ہے، چھتوں کے نیچے کٹے سر پڑے نظر آتے ہیں، کڑوا رس لانے والی مکھی کو سزا دی جاتا ہے کہ اس نے انسانوں کیلئے پیدا ہونے والی حیران کن مٹھاس میں زہریلی رس کیوں ملائی۔ ایسی مجرم مکھیوں کو سزا ملتی ہے جو رس دیر سے لائے وہ بھی مجرم ہے جو دوسرے خانہ میں ڈالے وہ بھی مجرم ہے یہ بھی

عجیب قدرت ہے چھتے کو نہ آندھی نقصان پہنچا سکتی ہے نہ بارش نہ گرد و غبار۔ یہ ساری باتیں نشانات قدرت سے ہیں مگر علم عقل فکر والوں کیلئے ان حیران کن کمالات قدرت کی طرف توجہ دلانے کے بعد انسانوں کو اپنی حقیقت پر غور کرنے کا سبق دیا گیا ہے کہ وہ سوچیں، کس حقیر نطفے سے اس کی پیدائش ہے پھر منجمد خون ہے لوتھڑا ہے حمل ہے جوانی ہے پھر بڑھا پے کی طرف لوٹا دیا جاتا ہے، یہ حالت ہو جاتی ہے اُسے کسی قسم کی خبر ہی نہیں ہوتی جاننے کے بعد بے خبر ہو جاتا ہے بے شک اللہ علم والا ہے قدرت والا ہے۔ حضور ﷺ ارزل العمر سے پناہ مانگتے تھے۔ اللہ تعالیٰ ارزل العمر سے بچائے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ فرماتے تھے اے اللہ! میں سستی سے تیری پناہ میں آتا ہوں اور میں بُردلی سے تیری پناہ میں آتا ہوں اور میں ارزل العمر سے تیری پناہ میں آتا ہوں اور میں بجل سے تیری پناہ میں آتا ہوں۔

وَصَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَى حَبِيبِهِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِهِ وَاصْحَابِهِ بَعْدَ خَلْقِهِ
 وَاللَّهُ فَضَّلَ بَعْضَكُمْ عَلَى بَعْضٍ
 فِي الرِّزْقِ فَمَا الَّذِينَ فُضِّلُوا
 بِرِزْقِي رَسْمَهُمْ عَلَى مَا مَلَكَتْ
 أَيْمَانُهُمْ فَهُمْ فِيهِ سَوَاءٌ أَفَبِنِعْمَةِ
 اللَّهِ يَجْحَدُونَ ④ وَاللَّهُ جَعَلَ لَكُمْ
 مِنْ أَنْفُسِكُمْ أَزْوَاجًا وَجَعَلَ لَكُمْ
 مِنْ أَزْوَاجِكُمْ بَيْنًا وَحَفَظَةً وَرَزَقَكُمْ
 مِنَ الطَّيِّبَاتِ أَفَبِالْبَاطِلِ يُؤْمِنُونَ
 وَبِنِعْمَتِ اللَّهِ هُمْ يَكْفُرُونَ ⑤

اور اللہ نے تم میں سے بعض کو بعض پر فضیلت دی
 ہے سو جن کو رزق میں فضیلت دی گئی ہے وہ اپنا
 رزق ان غلاموں کو دینے والے نہیں ہیں جو ان
 کی ملکیت میں ہیں تاکہ وہ رزق میں برابر ہو
 جائیں کیا وہ اللہ کی نعمت کا انکار کریں گے (۷۱)
 اور اللہ نے تم میں سے تمہارے لئے بیویاں
 بنائیں اور تمہارے لئے تمہاری بیویوں سے بیٹے
 اور پوتے بنائے اور تمہیں پاکیزہ چیزوں سے
 رزق دیا تو کیا وہ باطل پر ایمان لاتے ہیں اور

وَيَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ مَا لَا يَمْلِكُ لَهُمْ رِزْقًا مِنَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ شَيْئًا وَلَا يَسْتَطِيعُونَ ۝

اللَّهُ
الْعَظِيمُ

اللہ کی نعمتوں کا وہی کفر کرتے ہیں (۷۲) اور وہ اللہ کے سوا ان چیزوں کی عبادت کرتے ہیں جو ان کیلئے آسمانوں اور زمینوں میں سے کسی بھی رزق کے مالک نہیں اور نہ کسی چیز کی طاقت رکھتے ہیں (۷۳)

تفسیر

پہلی آیہ مبارکہ میں انسان کے بڑھاپے والی زندگی کا ذکر تھا جس میں وہ بہت سی چیزوں کا محتاج ہو جاتا ہے اس آیہ پاک میں بندے پر احسان عظیم کا ذکر ہے کہ اس حالت میں اللہ اپنے بندے کی مدد کیلئے بیوی اولاد مددگار بنا دیتا ہے۔ انسانوں کو فرمایا جا رہا ہے کہ لوگو! تمہاری زندگی کی مختلف حالتیں وہ ہمارے قبضہ قدرت میں ہیں ان پر تمہیں کوئی اختیار نہیں۔

تمہاری زندگی کے مختلف درجے ہیں ہم نے بعض کو بعض پر اپنے فضل و کرم سے رزق میں فضیلت دے رکھی ہے، ان پڑھ، کم عقل، بے ہنر لوگوں کو وہ ایسے طریقہ سے رزق عطا فرماتا ہے کہ علم والے حیران رہ جاتے ہیں، بڑے بڑے اہل علم حصول رزق کیلئے ان پڑھوں کے دروازوں پر کھڑے نظر آتے ہیں۔ ایک دوسرے سے بڑھ چڑھ کر انعامات کی بات اس طرح بھی نظر آتی ہے کہ بڑا مال دار امیر صاحب حیثیت لاکھوں نعمتوں کے ہوتے ہوئے بیماری سے پریشان ہے نعمت کے استعمال سے محروم ہے، پانی جیسی نعمت اس کیلئے مصیبت بن جاتی ہے ایک غریب مزدور صحت مند ہے اللہ کی دی ہوئی نعمتوں سے فائدہ اٹھا رہا ہے۔ ایک دوسرے پر فضیلت کا یہ انداز واضح طور پر نظر آتا ہے یہ لوگ جو مال و دولت سے نوازے گئے ہیں کیا اپنے غلاموں، فقیروں کو رزق لوٹا رہے ہیں؟ کیا فقراء سے ہمدردی کے طور پر انہیں اپنی دولت میں حصہ دار بنا رہے ہیں؟ اگرچہ یہ خادم علم و عقل کے سبب اپنے مالک سے زیادہ ہی کیوں نہ ہو مالدار یہ

نہیں سمجھتے کہ عزت، ذلت قدرت کے اختیار میں ہے جسے چاہے جو چاہے دے دے۔ امیر کو چاہئے تھا کہ وہ سوچتا یہ دولت اُسے کس لئے دی گئی ہے۔ چاہئے تھا کہ یہ دولت فقیروں، غریبوں، مسافروں پر صرف کرتا اور اس سے غرباء، فقراء کے حق ادا کرتا۔

رزق کے انعام کے بعد انسانوں پر دوسری نعمت کا ذکر فرمایا گیا کہ تمہارے سکون، راحت کیلئے تم میں سے تمہاری بیویاں بنادیں، جو تمہارے لئے مفید آرام دہ ہیں، گھر کی نگرانی، بچوں کی پرورش تمہارے دکھ سکھ کی ساتھی، تمہارے زندگی گزارنے میں نظم و ضبط کی ساتھی پھر تمہارے بیٹے تمہارے پوتے تمہارا آرام و سکون کا باعث بنتے ہیں۔ اور اس نے تمہیں پاکیزہ رزق سے نوازا ایسے کریم و رحیم کو چھوڑ کر بتوں کی محبت کو دل میں بساتے ہو؟ کیا حال ہے تمہارا کہ تم باطل پر یقین رکھتے ہو اور اللہ کی نعمتوں کا انکار کرتے ہو، بندوں کو چاہئے کہ وہ ہر وقت اپنے رب کا شکر ادا کریں مگر منکر لوگ اللہ کو چھوڑ کر بتوں کی پرستش میں لگ گئے، جو نہ انہیں رزق دے سکتے ہیں نہ ہی طاقت رکھتے ہیں۔

آیہ مبارکہ میں مال داروں، مالکوں کا ذکر فرمایا گیا ہے کہ امیر کب گوارہ کرتا ہے کہ غریب مزدور اس کا نوکر اس کے مد مقابل ہو جائے، تو لوگو! سوچو اللہ کو کب پسند ہے کہ اس کی مخلوق اس کے مقابل ہو اور عبادت کروائے سوچو سمجھو، اور بتوں کو رب کا شریک ٹھہرانے سے بچو۔

معاش کا دوبار میں مختلف درجات کوئی امیر ہے کوئی غریب ہے یہ قدرت کا نظام ہے اگر لوگ سارے ہی امیر ہوتے تو کام کرنے کیلئے کوئی محتاج غریب ملتا ہی نہ تو یہ نظام کائنات کیسے چلتا، مال دار لوگوں نے ظلم سے تنگ آ کر کچھ لوگوں نے یہ نعرہ لگایا کہ دنیا میں امیر و غریب کا فرق بتایا جائے سبھی ایک انداز میں رہیں، یہ سوشلزم کا نعرہ تھا جو بہت جلدی اپنی موت مر گیا یہ نعرہ بظاہر اچھا لگتا تھا کہ سب برابر ہوں اسلام نے اس درس برابری کو یوں فرمایا کہ قانون کے سامنے سب امیر، غریب، عالم، ان پڑھ یکساں ہیں قانون میں جو سزا غریب کی ہے وہی امیر کی ہو، اسلامی تاریخ بتاتی ہے خلفاء راشدین قاضیوں کے سامنے

پیش ہوئے ہیں اور قانون کا احترام کیا ہے یہی حقیقی مساوات ہے۔

آیہ مبارکہ آخری حصہ میں انعامات کا ذکر فرمایا گیا تمہاری بیویوں سے تمہیں بیٹے، پوتے بخشے اولاد تو ماں باپ دونوں سے ہوتی ہے مگر یہاں صرف بیویوں کا ذکر ہے جس سے پتہ چلتا ہے بچے کی تخلیق، پرورش خدمت میں ماں کا زیادہ دخل ہے، اسی باعث ہی حکم ہے کہ جنت تمہاری ماؤں کے قدموں میں ہے بہر حال آیہ مبارکہ سے ماں کی عظمت ظاہر ہوتی ہے۔

تیسرے انعام کا ذکر اس طرح فرمایا گیا کہ تمہیں پاک چیزوں سے رزق دیا، پتہ چلتا ہے حلال پاک اور طیب رزق اللہ کی عظیم نعمت ہے جیسے نعمت رزق تو حرام بھی ہے مگر باعث عذاب ہے اور رزق حلال باعث نجات ہے۔

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی حَبِیْبِهِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِهِ وَاصْحَابِهِ بَعْدَ خَلْقِهِ
(اے جاہلو!) اللہ کیلئے مثالیں بیان نہ کرو بیشک
اللہ تعالیٰ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے (۷۴) اللہ
تعالیٰ نے ایک مثال بیان فرمائی ہے ایک بندہ
ہے جو مملوک ہے اور کسی چیز پر طاقت نہیں رکھتا
(اس کے مقابلہ میں) ایک وہ بندہ ہے جسے ہم
نے رزق دیا ہے اور اچھا رزق دیا ہے اور وہ اس
میں سے پوشیدہ طور پر اور اعلانیہ طور پر خرچ
کرتا ہے کیا یہ برابر ہیں، الحمد للہ (صورت واضح
ہوگئی) بلکہ اکثر لوگ اس حقیقت کو نہیں جانتے
(۷۵) اور اللہ تعالیٰ نے ایک اور مثال

فَلَا تَقْرُبُوا اللّٰهَ الْاَمْثَالَ اِنَّ اللّٰهَ
يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۷۴﴾ ضَرَبَ اللّٰهُ
مَثَلًا عَبْدًا مَّمْلُوكًا لَا يَقْدِرُ عَلٰی شَيْءٍ
وَمَنْ رَزَقْنَاهُ مِمَّا رَزَقْنَا حَسَنًا فَيَهُوَّ
نُفْسٌ مِّنْهُ سِرًّا وَجَهْرًا هَلْ يَسْتَوِیٰ
الْحَمْدُ لِلّٰهِ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۷۵﴾
وَضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا جُلَيْنِ اَحَدُهُمَا اَبْكُمُ
لَا يَقْدِرُ عَلٰی شَيْءٍ وَهُوَ كَلٌّ عَلٰی
قَوْلِهِ اَيْنَمَا یُوْجَّهْهُ لَا یَاْتِ بِخَيْرٍ هَلْ

يَسْتَوِي هُوَ وَمَنْ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ
وَهُوَ عَلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ ۝

اللَّهُ
صَلَّى
الْعَظِيمِ

بیان فرمائی ہے دو آدمی ہیں ان میں سے ایک تو
گوٹکا ہے کسی شی کی طاقت ہی نہیں رکھتا اور وہ
اپنے آقا پر بوجھ ہے جہاں کہیں وہ اسے بھیجتا
ہے کسی اچھائی کے ساتھ واپس نہیں آتا کیا برابر
ہو سکتا ہے وہ شخص جو انصاف کا حکم دیتا ہے اور وہ
سیدھی راہ پر گامزن ہے (۷۶)

تفسیر

پچھلی آیات مبارکہ میں کفار کی نالائقی اور حماقت کا ذکر تھا کہ وہ اللہ کے مقابلہ میں بتوں کو شریک ٹھہراتے
ہیں۔ ان آیات مبارکہ میں کم عقل لوگوں کی مثال بیان فرمائی جا رہی ہے انسانو! تمہیں روکا جا رہا ہے کہ اپنی
عقل و فکر کے مطابق اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات کیلئے مثالیں نہ بناتے پھرو، وہ اللہ تعالیٰ اپنے کمالات کو بھی
جانتا ہے اور مخلوق کے معاملات کو بھی اچھی طرح جانتا ہے اور تم کچھ جانتے ہی نہیں یا یہ معنی ہے کہ اللہ تعالیٰ
جانتا ہے جو کچھ تم نے مثالیں بنا رکھی ہیں وہ سب تمہارے وہم و گمان ہیں یہ بھی معنی ہے کہ اللہ جانتا ہے وہی
معبود حقیقی ہے وہی کائنات کی حقیقت کو جانتا ہے چونکہ اللہ تعالیٰ اپنی ذات و صفات میں بے مثل ہے، اس
کی مثال ممکن ہے ہی نہیں اس لئے فرمایا گیا کہ اے لوگو! تم ہرگز اس کی مثالیں نہ دو۔ تمام کفار و مشرکین نے
اپنے اپنے ذہن کے مطابق اللہ کیلئے نظریات قائم کر رکھے ہیں، اللہ ان کے تمام باطل نظریات سے پاک
ہے۔ آیہ مبارکہ میں دو غلاموں کی مثال دی گئی ہے ایک وہ ہے جو کچھ کر ہی نہیں سکتا، ایک وہ ہے جسے ہم نے
اپنی طرف سے رزق عطا کیا ہے اور وہ خفیہ، اعلانیہ خرچ کرتا ہے کیا یہ برابر ہو سکتے ہیں؟ حضور ﷺ وہ
انسان ہیں جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے دیئے گئے بے شمار کمالات کے مالک ہیں اور مخلوق کی راہنمائی فرما
رہے ہیں کیا ان کے مقابلہ میں کوئی دوسرا ہو سکتا ہے؟

آیہ مبارکہ میں حق پرستوں اور باطل پرستوں کی مثال بیان فرمائی گئی ہے کیا پیدائشی گونگا جو قطعی کسی شی پر قادر ہی نہیں اور اپنے مالک پر بوجھ ہے اور وہ کسی خیر بہتری کے ساتھ مالک کے پاس آتا ہی نہیں کیا وہ اس کے برابر ہو سکتا ہے؟ جو حق پر قائم ہے اور حق و انصاف کا حکم دیتا ہے۔ ان آیات مبارکہ کے آخر میں دو مثالیں دے کر فرمایا گیا ہے پہلی مثال میں آقا اور غلام کی مثال فرمائی گئی ہے کہ دونوں ایک ہی جنس سے ہیں مگر آپس میں برابر نہیں ہو سکتے۔ لوگو! تم بتوں کو خدا کے برابر کیسے ٹھہراتے ہو؟

دوسری مثال میں فرمایا گیا ہے کہ ایک انسان جو عدل و انصاف سے کام کرتا ہے سیدھی راہ پر قائم ہے دوسرا وہ قطعی اس کے خلاف ہے نہ علم ہے نہ عقل ہے کیا یہ دونوں انسان برابر ہو سکتے ہیں؟ ہرگز نہیں حالانکہ دونوں ایک جنس سے ہیں، انسان ہیں مگر برابر نہیں تو تم اپنی جہالت سے خالق اور مخلوق کو برابر کیسے ٹھہرا رہے ہو؟ عقل سے کام لو اور ان برے عقیدوں سے باز آؤ۔ ابراہیم ابن یعلیٰ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں یہ آخری آیہ مبارکہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ اور ان کے غلام کے متعلق نازل ہوئی غلام کافر تھا اسلام کو ناپسند کرتا تھا، سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کو اللہ کی راہ میں خرچ کرنے سے روکتا تھا چونکہ وہ کلمہ حق نہیں کہتا تھا اس لئے اسے گونگا کہا گیا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ حق پر تھے اور نیکی کا حکم دیتے تھے۔

اس آیہ کریمہ میں گونگے سے مراد بت ہیں وہ بول نہ سکتے تھے اور اپنے ماننے والوں پر بوجھ تھے، ایک روایت یہ بھی ہے کہ گونگے اور عاجز سے مراد ابی بن خلف ہے اور نیکی کا حکم دینے والے سے مراد عثمان بن عفان اور حضرت عثمان بن مظعون ہیں۔

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی حَبِیْبِهِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِهِ وَاصْحَابِهِ بِعَدَدِ خَلْقِهِ

آسمانوں اور زمینوں کے غیب کا علم اللہ ہی کیلئے ہے اور قیامت کا واقع ہونا آنکھ جھپکنے یا اس سے بھی جلد ہوگا بیشک اللہ ہر شے پر قادر ہے (۷۷) اللہ تعالیٰ نے تمہیں تمہاری ماؤں کے پیٹوں سے پیدا کیا تم کچھ نہ جانتے تھے اور اس نے تمہارے لئے تمہارے کان اور تمہاری آنکھیں اور دل بنائے تاکہ تم اللہ کا شکر ادا کرو (۷۸) کیا ان لوگوں نے فضا میں پرندے نہیں دیکھے جو اللہ کے نظام کے تابع ہیں اور انہیں اللہ کے سوا کوئی کرنے سے نہیں روک سکتا بے شک اس میں ایمان لانے والوں کیلئے نشانات ہیں (۷۹)

وَاللَّهُ غَيْبُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَا أَمْرُ السَّاعَةِ إِلَّا كَنَفٍ مِّنَ الْبَصَرِ أَوْ هُوَ أَقْرَبُ إِنَّ اللَّهَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ۝۷۷
وَاللَّهُ أَخْرَجَكُمْ مِّن بُطُونِ أُمَّهَاتِكُمْ لَا تَعْلَمُونَ شَيْئًا وَجَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْأَبْصَارَ وَالْأَفْئِدَةَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ ۝۷۸
أَلَمْ يَرَوْا إِلَى الطَّيْرِ مُسَخَّرَاتٍ فِي جَوْاءِ السَّمَاءِ مَا يُمْسِكُهُنَّ إِلَّا اللَّهُ ۝۷۹
إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَاتٍ لِّقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ

اللہ
صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم

تفسیر

پہلی آیات مبارکہ میں بتوں کی بے بسی اور رب قدوس کی عظمت و قدرت کا ذکر فرمایا گیا اس آیت مبارکہ میں اللہ تعالیٰ کی قدرت و علم کی دلیل پیش کی جا رہی ہے کہ اللہ تعالیٰ وہ ذات بابرکات ہے جو آسمان و زمینوں کے غیب کو جانتا ہے اس کے علاوہ کسی کو بھی اس کے بتائے بغیر علوم غیبیہ کی خبر نہیں ہو سکتی، ہاں جسے چاہے جو چاہے جتنا چاہے عطا کر دے جتنی بھی علوم غیبیہ پر آیات و احادیث وارد ہیں کسی جگہ بھی ذکر نہیں کہ وہ علوم غیبیہ کسی کو بتاتا بھی نہیں۔

آیت مبارکہ میں وضاحت موجود ہے ”وَلَكِنْ تَكْتُمُونَ رِسَالَةَ اللَّهِ“ اللہ تعالیٰ کسی کو غیب نہیں بتاتا لیکن جسے چاہے اپنے رسولوں سے منتخب کر لے۔ آیت مبارکہ کے دوسرے حصہ میں قدرت کاملہ کا اس طرح ذکر

فرمایا گیا کہ قیامت قائم کرنے میں سالوں مہینوں کا مسئلہ نہیں کہ کائنات کو درہم برہم کرنے میں عرصہ لگ جائیگا وہ مرحلہ تو آنکھ جھپکنے یا اس سے بھی جلدی وارد ہو جائے گا۔ بیشک اللہ تعالیٰ ہر شے پر قادر ہے۔

یہ آیہ مبارکہ اللہ تعالیٰ کی قدرت پر دلیل ہے کہ آنکھ جھپکنے سے پہلے کائنات کو برباد کر دے گا اور قیامت واقع ہو جائے گی۔ اگلی آیہ مبارکہ میں اپنی قدرت کی ایک اور دلیل فرمائی کہ اللہ نے تمہیں ماؤں کے پیٹوں سے پیدا فرمایا اس وقت تمہیں کسی شے کا علم نہ تھا پھر اللہ تعالیٰ نے تمہیں عقل عطا فرمائی جس سے تم نے چیزوں کو جاننا پہچانا، کان دیئے آنکھیں دیں دل دیا کہ تم اس کے شکر گزار بندے بنو۔ آنکھیں اور کان تمہارے لئے علم کے دروازے ہیں بے شمار علوم سننے سے حاصل ہوئے اور بے شمار علوم دیکھنے سے ملے۔ پھر ان علوم پر سوچ غور و فکر کیلئے دل و دماغ عطا کئے اور سوچ و بچار کے راستے واضح ہوتے چلے گئے۔

شکر ایک ایسا عمل ہے جس سے علم عمل سمجھ سوچ و فکر میں اضافہ ہوتا ہے۔ قرآن مقدس نے اسی عنوان شکر کو دوسری جگہ پر اس طرح ارشاد فرمایا ہے ”لئن شکرتم لازیدنکم ولن کفرتم ان عذابى لشدید“ اگر تم شکر کرو گے تو میں انعامات میں زیادتی کروں گا اگر انعامات الہیہ پر شکر نہیں کرو گے تو پھر سمجھ لو میری گرفت بڑی سخت ہے۔

کانوں کا شکریہ ہے کہ انسان ایسی آوازیں سنے جن کے سننے کا اللہ نے حکم دیا ہے اور ان کے سننے سے وہ راضی ہوتا ہے اور ایسی آوازیں نہ سنے جن کے سننے سے خدا ناراض ہوتا ہے۔ قرآن وحدیث اور دینی محفلوں میں دلچسپی لے اور ایسی محفلوں سے بچے جن میں اسلام کے خلاف باتیں ہوں جس میں رسول اللہ ﷺ کے ناموس پر اعتراضات ہوں آپ کی شان والاصفات پر تنقید ہو (معاذ اللہ)

آنکھوں کا شکریہ ہے کہ ان سے وہی چیزیں دیکھے جن کا دیکھنا جائز ہے، قرآن مقدس حدیث شریف کی زیارت، بیت اللہ شریف، گنبد خضریٰ کی زیارت، والدین کے چہرے کی زیارت۔ آنکھوں کی ناشکری یہ ہے کہ ایسی اشیاء کو دیکھے جن کا دیکھنا شریعت مطہرہ نے منع کیا ہے، ذہن، دل اور دماغ کا شکریہ ہے کہ اللہ

تعالیٰ کی ذات و صفات مقدسہ پر جو دلائل ہیں، ان میں غور و فکر کرے، اسلام کی خدمات انجام دینے کے مسائل پر سوچ و بچار کرے۔ ذہن و فکر کی ناشکری یہ ہے کہ دین کے خلاف سوچ و بچار کو فروغ دے، خلاف شریعت کاموں میں دلچسپی لے۔

ان ارشادات کے بعد اپنی قدرت کاملہ پر ایک دلیل اس طرح فرمائی، کیا یہ لوگ دیکھتے نہیں کہ اللہ تعالیٰ فضا میں پرندوں کو کس طرح ٹھہراتا ہے اڑاتا ہے یہ نہیں سوچتے کہ انہیں پرواز کے دوران ٹھہراتا کون ہے، ان پرندوں کو کس نے قوت دی ہے کہ وہ پرواز کرتے ہیں فضا میں اڑتے ہیں ان کے جسم وزن کا تقاضا تو یہ ہے کہ وہ نیچے گر جائیں مگر سوچو انہیں فضا میں ٹھہراتا کون ہے؟

یہاں بتوں کی تردید ہے کہ ان میں یہ ہمت ہے نہ ہو سکتی ہے کہ وہ ایسے کام کریں، چاند تارے سورج کی پرستش کرنے والے بھی سوچیں کہ وہ ایسے کام نہیں کر سکتے یہ اللہ ہی ہے جو اپنی قدرت سے پرندوں کو اڑا رہا ہے۔ ان واقعات میں نشانات قدرت ہیں مگر صرف ایمان والوں کیلئے۔

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی حَبِیْبِهِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی آلِهِ وَاصْحَابِهِ بِعَدَدِ خَلْقِهِ

وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمْ مِّنْ بُيُوتِكُمْ سَكَنًا
وَجَعَلَ لَكُمْ مِّنْ جُلُودِ الْاَنْعَامِ
بُيُوتًا تَسْكُنُوهَا يَوْمَ قَطَعْنَا
اِقَامَتَكُمْ وَمِنْ اَصْوَادِهَا وَاَوْبَارُهَا
وَاَشْعَارُهَا اَنَّا كُنَّا وَ مَتَاعًا اِلٰى حَيْنٍ
وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمْ مِمَّا خَلَقَ ظِلَالًا
وَجَعَلَ لَكُمْ مِّنَ الْجِبَالِ اَكْنَانًا
وَجَعَلَ لَكُمْ سَرَابِيلَ تَقِيكُمُ الْحَرَّ
وَسَرَابِيلَ تَقِيكُمُ الْبَأْسَ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ
رَبُّكُمْ لَكُمْ لَعَلَّكُمْ تُسْلَمُونَ ﴿٨١﴾

اللہ
عظیم

اور اللہ تعالیٰ نے تمہارے گھروں کو تمہارے سکون
کے لیے بنادیا اور تمہارے لیے جانداروں کے
چمڑوں سے گھر بنادیے (خیمے) جنہیں تم سفر
کے دوران اور اقامت کے دن ہلکے پھلکے محسوس
کرتے ہو۔ اور اسی نے تمہارے لیے بھیڑوں
کی صوف اور اونٹوں اور بکریوں کے بالوں سے
مختلف سامان اور استعمال کی چیزیں ایک مقرر
وقت تک بنادیں (۸۰) اور اللہ تعالیٰ نے ہی
تمہارے آرام کے لیے ان چیزوں کے سائے
بنائے اور اسی نے تمہارے لیے پہاڑوں میں
پناہ گاہیں بنائیں اور اسی نے تمہارے لیے لباس
بنائے جو تمہیں گرمی سے بچاتے ہیں اور کچھ
ایسے آہنی لباس جو تمہیں جنگ میں کام دیتے
ہیں اور اسی طرح وہ اپنی نعمتوں کو تم پر پورا
فرماتا ہے کہ تم فرمانبردار ہو جاؤ۔ (۸۱)

تفسیر

پچھلی آیہ مبارکہ میں پرندوں کے فضا میں اڑنے اور ان کے فضا میں تیرنے کا ذکر تھا کہ اللہ تعالیٰ نے
انہیں فضا میں اڑنے، تیرنے، درختوں پر گھونسے بنانے کا طریقہ سکھایا ہے اور زمین پر اتر کر دانا چکنے، کھانے
کا سلیقہ بخشا ہے اسی خدا نے تمہیں زمین پر رہنے سہنے کا طریقہ بخشا بستیوں شہروں میں تمہارے لیے گھر مکان

رہائش گاہیں جن میں تم آرام و سکون کی زندگی گزارتے ہو اسی رب قدوس نے تمہارے عارضی سفر کے لیے جانوروں کی کھالوں سے خیمے بنادیے جسے تم اٹھائے پھرتے ہو جہاں چاہتے ہو اسے نصب کر کے گھر کا فائدہ اٹھاتے ہو جانوروں کی کھالوں سے فائدہ اٹھاتے ہو پھر اسی خدا نے تمہیں انہیں جانوروں کے بالوں سے فائدہ اٹھانے کا سلیقہ بخشا ہے۔ دبے مفید ہیں بھیڑ کے بالوں سے اونٹوں کی بخت سے بکریوں کے بالوں سے کپڑے، کوٹ، دستاں بناتے ہو اور گھر کی خوبصورتی کے لیے انہیں بالوں سے قالین بناتے ہو ہاں یہ زمین میں دیکھو یہ سارا ساز و سامان حسن و کمال سب عارضی ہے ہمیشہ نہیں رہے گا اسی سے دل نہ لگا بیٹھیں یہ سامان بھی عارضی ہے سامان والا خود ہی مرنے والا ہے۔ یہ ساری دنیا فانی ہے اسے ایک دن چھوڑنا ہے اور یہ سب کچھ سارا زیب و زینت ایک مقرر وقت کے لیے ہے۔ پھر اسے چھوڑ کر جانا ہے۔

رب قدوس جل مجدہ نے اپنی قدرت کاملہ کا دوسرے انداز میں اس طرح ذکر فرمایا ہے کہ اس نے تمہارے لیے مضبوط سائے پیدا فرمائے ہیں کہ جن کے پاس مضبوط گھر نہیں وہ پہاڑوں کے دامن میں پناہ لیں جن کے پاس خیمے نہیں وہ درختوں کے نیچے بیٹھ کر آرام کریں۔ بعض درخت بڑی بڑی لمبی ٹہنیوں سے دور دور تک پھیلے ہوتے ہیں۔ جو بہت سے لوگوں کو فائدہ پہنچاتے ہیں اور سائے میں اس قدر سکون ہے کہ باہر سخت دھوپ ہے یا گرمی ہے سائے میں امن ہے پھر یہ سائے صرف دھوپ سے ہی نہیں بچاتے آسمانی آفات سے بھی بچاتے ہیں۔ پہاڑوں میں غار تمہارے لیے آرام دہ ہیں گرمیوں میں ٹھنڈے اور سردیوں میں گرم ہیں تمہارے لیے بے شمار انعامات ہیں کہ تم اللہ کی اطاعت کرو۔

آیہ مبارکہ میں دنیا کے فانی آرام کا ذکر ہے کہ لوگ ہمیشہ کے آرام آخرت کا احساس کریں۔ ان آیات مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر اپنی نعمتوں کا ذکر فرما کر اپنی طرف متوجہ کیا ہے کہ میرے انعامات سے فائدہ حاصل کرتے ہو میری توحید کو بھی مانو اطاعت کرو میرے شکر گزار بندے بنو۔ قرآن مقدس نے انسانی زندگی گزارنے کے لیے خیمے، سائے، گھروں کا ذکر فرما کر بتایا ہے یہ سارا سامان تمہاری

جسمانی آسائش کا ہے۔ جسے اللہ نے تمہارے جسم کے لیے آرام دہ بنائیں۔ اس خدا نے تمہاری روح کے سکون کے لیے بھی سامان بنایا، انبیاء کا وجود احکام خداوندی کا نزول عبادات کا حکم خدا کو ایک وحدہ لا شریک ماننا یہ سب کچھ تمہاری روحوں کا سامان ہے اس طرف بھی دھیان کرو۔

قرآن مقدس نے گھروں کے بنانے کا فلسفہ جو فرمایا وہ سکون ہے اگر گھر بنانے پر اربوں روپے لگا دیے جائیں اور سکون نہ ہو تو بے کار ہے ایسے ہی تمہارے مذہبی معاملات ہیں اگر ان میں خدا کی یاد نہیں حضور ﷺ سے پیار نہیں، آخرت کا سامان نہیں، شریعت مطہرہ کی اطاعت نہیں تو یہ مذہبی تعمیر بے کار ہے۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد وعلی آلہ واصحابہ بعدد خلقہ

اگر وہ (حق ماننے سے) منہ پھیر دیں تو (آپ پریشان نہ ہوں) آپ کا ذمہ تو وضاحت سے (پیش کرنا) پہنچانا ہے (۸۲) اللہ کی نعمتوں کو پہچانتے ہیں پھر اس کا انکار کرتے ہیں اور ان میں اکثر کافر ہیں (۸۳) اور قیامت کے دن ہم ہر امت سے ایک گواہ اٹھائیں گے تب ان لوگوں کو اجازت نہیں ہوگی جنہوں نے کفر کیا اور نہ ہی ان سے توبہ کا مطالبہ کیا جائے گا (۸۴) اور جب ظالم لوگ عذاب دیکھیں گے تو نہ ان سے عذاب ہلکا کیا جائے گا اور نہ ہی انہیں مہلت دی جائے گی (۸۵) اور جب مشرک اپنے شریکوں کو دیکھیں گے تو کہیں گے اے ہمارے رب یہ ہمارے شریک ہیں

فَإِنْ تَوَلَّوْا فَإِنَّمَا عَلَيْكَ الْبَلَاءُ الْمُبِينُ ﴿۸۲﴾
يَعْرِفُونَ نِعْمَتَ اللَّهِ ثُمَّ يُنْكِرُونَهَا
وَإَكْثَرُهُمُ الْكَافِرُونَ ﴿۸۳﴾ وَيَوْمَ نَبْعَثُ
مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ شَهِيدًا إِنَّهُمْ لَا يُؤْذِنُ
لِلَّذِينَ كَفَرُوا وَلَا لَهُمْ يُسْتَعْتَبُونَ ﴿۸۴﴾
وَإِذَا رَأَوْا الَّذِينَ ظَلَمُوا الْعَذَابَ فَلَا
يُخَفَّفُ عَنْهُمْ وَلَا هُمْ يُنْظَرُونَ ﴿۸۵﴾
وَإِذَا سَأَلَ الَّذِينَ أَشْرَكُوا شُرَكَاءَهُمْ
هُمْ قَالُوا رَبَّنَا هَؤُلَاءِ شُرَكَائُنَا
الَّذِينَ كُنَّا نَدْعُو مِنْ دُونِكَ
فَالْقَوْلُ إِلَيْهِمْ لَعْنَةُ اللَّهِ لَئِنْ كُنَّا لَمُبْنُونَ ﴿۸۶﴾

صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم

جنہیں تجھے چھوڑ کر پکارتے تھے تو وہ شریک
انہیں جواب دیں گے تم یقیناً جھوٹ بول رہے
ہو۔ (۸۶)

تفسیر

پچھلی آیات مبارکہ میں کفار کی شان و شوکت کا ذکر تھا ان آیات میں ان کی آخرت میں رسوائی پریشانی کا ذکر فرمایا گیا ہے۔ حضور ﷺ سے فرمایا جا رہا ہے اے محبوب اگر یہ کفار آپ کے سمجھانے اخلاق سے بتانے پر بھی حق کی طرف بالکل نہیں ہوتے تو آپ پریشان نہ ہوں محبوب آپ نے اپنا کام کر دیا۔ وضاحت سے احکام پہنچا دیے اور اپنا حق ادا کر دیا اور احسن طریقہ سے حق و باطل کا فرق سمجھا دیا اگر یہ اب بھی آپ سے منہ پھیر لیں تو آپ کا نقصان نہیں یہ لوگ اللہ کی نعمت کو اچھی طرح سمجھتے ہیں مگر شکر ادا کرنے کے منکر ہو رہے ہیں اور کفر میں بہک رہے ہیں ان کے بیانات کے بعد ہم ہر قوم سے میدان محشر میں گواہ لائیں گے۔ پھر اس گواہی کے بعد کسی کو بولنے انکار کرنے کی اجازت نہ ہوگی نہ انکی فریاد سنی جائے گی نہ ان سے توبہ کا مطالبہ کیا جائے گا نہ انکی منتیں آہ و پکار کام دے گی کفار کو ہر طرح سمجھایا گیا ہے سنایا گیا ہے مگر انہوں نے اپنی قیمتی زندگی کو لغویات میں ڈال کر برباد کر دیا آج وہ توبہ بھی نہ کر سکیں گے اور نہ ہی توبہ کام آئے گی کہ دن تو جزا سزا کا ہے عمل کا نہیں۔ قیامت کے دن مشرکین و کفار اپنی بے گناہی ثابت کرنے کے لیے سارا زور اپنے باطل معبودوں پر لگائیں گے کہ انہوں نے ہمیں گمراہ کیا حق سے اللہ تعالیٰ ان بتوں کو قوت گویائی عطا کرے گا اور وہ انکی تردید کریں گے کہ انہوں نے خود ہی ہمیں تیرا شریک بنا لیا۔ ہم نے انہیں کب کہا تھا کہ وہ تیری عبادت چھوڑ کر ہماری پرستش کریں۔ اور وہ بت کفار و مشرکین کو جھوٹا قرار دیدیں گے۔

ان آیات مبارکہ میں کفار کی یوم آخرت کی حالت بیان فرمائی جا رہی ہے کہ قیامت کے دن ہم ہر امت سے ایک گواہ پیش کریں گے جن کا معنی یہ ہے کفار کے خلاف گواہی ہوگی اور یہ گواہ انبیاء علیہم السلام

ہوں گے۔ قرآن مقدس نے اس عنوان کو دوسری جگہ پر اس طرح ارشاد فرمایا ہے ”فکیف اذا جئنا من کل امة بشہید، کیا حال ہوگا اس وقت جب ہم ہر امت سے ایک گواہ پیش کریں گے۔ آیہ مبارکہ میں فرمایا گیا انہیں دوبارہ دنیا میں جانے کی اجازت نہیں ہوگی جب گواہ ان کے خلاف گواہی دیں گے تو انہیں بولنے کی اجازت نہیں دی جائے گی۔ آیہ مبارکہ میں کفار و مشرکین اور بتوں کے مکالمہ کا ذکر ہے۔ کفار کہیں گے ان بتوں نے ہمیں گمراہ کیا، بت کہیں گے یہ سب جھوٹ بول رہے ہیں۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد وعلی آلہ واصحابہ بعدد خلقہ
 وَالْقَوْلُ إِلَى اللَّهِ يَوْمَئِذٍ السَّلَامُ وَضَلَّ
 عَنْهُمْ مَا كَانُوا يَفْتَرُونَ ۚ الَّذِينَ كَفَرُوا
 وَصَدَّوْا عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ زِدْنَاهُمْ
 عَذَابًا فَوْقَ الْعَذَابِ بِمَا كَانُوا يُفْسِدُونَ
 وَيَوْمَ نَبْعَثُ فِي كُلِّ أُمَّةٍ شَهِيدًا
 عَلَيْهِمْ مِّنْ أَنْفُسِهِمْ وَجِئْنَا بِكَ
 شَهِيدًا عَلٰی هَؤُلَاءِ وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ
 الْكِتَابَ تَبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ وَهُدًى وَ
 رَحْمَةً وَبُشْرَىٰ لِلْمُسْلِمِينَ ۝

اللہ
 الصّٰدق
 العظیم

اور اس دن وہ اطاعت کرتے ہوئے اللہ کے حضور گر جائیں گے اور جو کچھ وہ بہتان باندھتے تھے وہ سب ان سے جاتے رہیں گے (۸۷)
 جن لوگوں نے کفر کیا اور اللہ کے راستے سے لوگوں کو روکا ہم ان کے عذاب پر اور عذاب بڑھا دیں گے کہ وہ فساد کرتے تھے (۸۸) اور جس دن ہم ہر امت کے خلاف انہیں میں سے گواہ لائیں گے اور اے رسول اللہ (ﷺ) ہم آپ کو ان سب پر گواہ بنا کر پیش کریں گے اور ہم نے آپ پر ایسی کتاب نازل کی ہے جس میں ہر چیز کا روشن بیان ہے اور وہ کتاب مسلمانوں کے لیے ہدایت ہے رحمت ہے اور خوشخبری ہے۔ (۸۹)

تفسیر

پچھلی آیات مبارکہ میں کفار و مشرکین کی ان باتوں کا ذکر تھا کہ جو وہ اپنے متعلق کہیں گے اس امید پر کہ شاید ان پر الزام لگا کر یہ عذاب سے بچ جائیں ان کا یہ حربہ ناکام ہو چکا تو اب دوسرا پہلا اختیار کریں گے کہ اللہ کے حضور عاجزی پیش کریں گے مگر یہ دوسرا حربہ بھی ناکام ہوگا۔ کفار و مشرکین قیامت کے دن اپنے بچنے کے لیے کئی بہانے بنائیں گے مگر سب ناکام ہوں گے جب کوئی راستہ نہ رہ جائے گا تو آخر عجز و انکساری سے اللہ کی بارگاہ میں سجدہ کرتے گر جائیں گے اور اسلام کو مانیں گے اور ان کے سارے باطل نظریات برباد ہو جائیں گے اور اپنے کو عذاب کی زنجیروں میں جکڑے ہوئے پائیں گے اور ان کی عاجزی کے سارے حربے ناکام ثابت ہوں گے اور ہم ان لوگوں پر عذاب پر عذاب نازل کریں گے کہ ان کا عذاب دوسروں سے سخت ہوگا کہ خود بھی گمراہ تھے لوگوں کو گمراہ کرتے بھی تھے۔ یہ لوگ کئی قسم کے عذاب میں مبتلا ہوں گے آگ کا عذاب، بھوک پیاس کا عذاب، سانپوں بچھوؤں کا عذاب، سخت اندھیرے کا عذاب۔

قرآن مقدس نے ان کی رسوائی اور ذلت کو واضح فرما دیا کہ آج سے ہی تائب ہوں اور اس عذاب سے بچ سکیں ”یوم نبعثہو اشد“ فرمایا جاتا ہے کہ ہم بغیر تحقیق کے عذاب دے سکتے ہیں مگر حساب و کتاب کے وقت انہیں کے قبیلے سے ایک گواہ لائیں گے وہ ان کے نبی ہوں گے جو دنیا میں ان کے پاس احکام خداوندی لے کر آئے تھے اور انہیں پیغام حق سناتے تھے اور یہ لوگ ان کا انکار کرتے رہے اور تکبر و غرور میں رہ کر سرکشی کرتے رہے یہ بدنصیب انبیاء کی گواہی کا بھی انکار کریں گے تو اللہ تعالیٰ جل مجدہ حضور ﷺ کی امت سے ان انبیاء علیہم السلام کے حق میں گواہی لیجائے گی اور امت کہے گی ہم نے حضور ﷺ کی زبان پاک سے قرآن پاک سے یہ سب کچھ سنا ہے آخر میں ان تمام انبیاء پر محبوب ہم آپ کو گواہ لائیں گے حضور ﷺ عدالت الہیہ کے سب سے بڑے گواہ ہوں گے اور یہ آخری گواہی ایسی زبردست ہوگی کی اس پر

نہ کوئی اعتراض ہوگا نہ شکایت قطعی طور پر کسی کو چون و چرا کی گنجائش نہیں ہوگی نبی کریم ﷺ پر ہر ایک انعام کا اس طرح ذکر فرمایا گیا کہ آپ قیامت کے دن عظیم گواہ ہوں گے دوسرے انعام کا ذکر اس طرح فرمایا گیا کہ ہم نے آپ پر ایسی واضح اور کھلی کتاب نازل فرمائی ہے جو دین دنیا حق و باطل صحیح غلط معاملات کو بیان کرتی ہے اے محبوب یہ کتاب ہدایت بھی ہے رحمت بھی ہے اور مسلمانوں کو بشارت بھی ہے۔

اس آیت مبارکہ سے پتہ چلتا ہے قرآن مقدس ہر شئی کو واضح کرتا ہے وہ مسائل ہوں دنیا کے، خلق کے ہوں یا برزخ کے اس کتاب سے ہر شخص اپنی حیثیت کے مطابق فائدہ اٹھا لیتا ہے۔ آیت مبارکہ سے واضح ہے قرآن مقدس ہر چیز کے لیے روشن واضح بیان ہے ہماری زندگی کے تمام گوشوں پر قرآن مقدس نے وضاحت کی ہے ہمارے معاملات قانونی ہوں یا سیاسی، معاشرتی ہوں یا اخلاقی غرضیکہ ہر وہ شئی جس کا تعلق مومن کی زندگی سے ہے مگر ان سے فائدہ اٹھانا ہر شخص کی استعداد پر موقوف ہے۔ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میرے اونٹ کی رسی بھی گم ہو جائے تو میں اسے بھی کتاب اللہ میں پاتا ہوں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ہمارے لیے سارے علوم اور ساری چیزیں قرآن پاک میں بیان کر دی گئی ہیں تفسیر ابن کثیر میں سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا قول نقل ہے قرآن مقدس میں تمام علوم موجود ہیں مگر لوگوں کا ذہن اسے سمجھنے سے قاصر ہے۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد وعلی آلہ واصحابہ بعدد خلقہ

إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْإِحْسَانِ
وَأِيتَائِي ذِي الْقُرْبَىٰ وَيَنْهَىٰ عَنِ
الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْيِ يَعِظُكُمْ
لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ ۝ وَأَوْفُوا بِعَهْدِ
اللَّهِ إِذَا عَاهَدْتُمْ وَلَا تَنْقُضُوا الْأَيْمَانَ
بَعْدَ تَوْكِيدِهَا وَقَدْ جَعَلْتُمُ اللَّهَ عَلَيْكُمْ
كَفِيلًا ۚ إِنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ مَا تَفْعَلُونَ ۝
وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِي نَقَضَتْ عَزَّازُهَا
مِنْ بَعْدِ قُوَّةٍ أَنْكََا تَتَّخِذُونَ
أَيْمَانَكُمْ دَخَلًا بَيْنَكُمْ أَنْ تَكُونَ أُمَّةٌ
هِيَ أَرْبَىٰ مِنْ أُمَّةٍ ۚ إِنَّمَا يَبْلُوكُمُ
اللَّهُ بِهِ ۖ وَلِيُبَيِّنَ لَكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ
مَا كُنْتُمْ فِيهِ تَخْتَلِفُونَ ۝

صَلَّى
الْحَقِّ
الْعَظِيمِ

بے شک اللہ تعالیٰ انصاف، بھلائی اور رشتہ داروں سے حسن سلوک کا حکم دیتا ہے برائی، بے حیائی برے کاموں اور سرکشی سے روکتا ہے اللہ تمہیں نصیحت کرتا ہے تاکہ تم نصیحت حاصل کرو (۹۰) اور اللہ سے عہد پورا کرو جب تم نے اس سے عہد کر لیا ہے اور اپنی قسموں کو پکا کرنے کے بعد نہ توڑو حالانکہ تم نے اپنے اوپر اللہ کو گواہ بنالیا ہے بے شک اللہ جانتا ہے جو کچھ تم کر رہے ہو (۹۱) اور اس عورت کی طرح نہ ہو جاؤ جس نے اپنے سوت کو کاٹنے کے بعد توڑ ڈالا اور پارہ پارہ کر دیا تم اپنی قسموں کو ایک دوسرے کے قریب ہونے کا ذریعہ بناتے ہوتا کہ ایک گروہ دوسرے سے زیادہ فائدہ اٹھانے والا ہو جائے اللہ تمہیں قسموں سے صرف آزماتا ہے اور قیامت کے دن واضح فرما دے گا ان سب باتوں کو جن میں تم اختلاف کرتے ہو۔ (۹۲)

تفسیر

اس آیہ مبارکہ میں اللہ تعالیٰ لوگوں کو حضور ﷺ کے اسوہ حسنہ پر عمل پیرا ہونے کا حکم فرماتا ہے لوگو! میرے محبوب کی زندگی کو اپناؤ، عدل و انصاف سے کام لو اور رشتہ داروں کو ضرورت کے وقت دینے کا اپنا

شعار بناؤ۔ رب قدوس اس آیہ پاک میں مسلمانوں کو برائی بے حیائی سے رکنے کا حکم دیتا ہے ہر ناپسندیدہ کام سے رک جاؤ تا کہ تم دنیا کے سامنے بلند مقام حاصل کر سکو اور دنیا کو اپنے عمل سے نہایت حسین اور رنگین بنا سکو اگرچہ لوگوں میں دنیا کے کئی بادشاہوں کے عدل کا چرچا ہے مگر حقیقت یہی ہے کہ حضور ﷺ کے عدل و انصاف کا جواب نہ تھا نہ ہے نہ ہو سکتا ہے۔

عدل و انصاف کے ذکر میں کئی پہلو آتے ہیں، ظلم سے بچا جائے انصاف کیا جائے۔ حقدار کو اس کا حق دیا جائے ہر کام میں میانہ روی اختیار کی جائے حق پر ثابت قدمی ہو۔ غرضیکہ اسلام کے احکام پر عمل پیرا ہونا عدل و انصاف کی واضح تفسیر ہے۔ احسان کا لفظ بھی بڑا محیط ہے طاقت کے ہوتے دشمن کو معاف کر دینا بھی احسان ہے، کسی کو اس کے حق سے زیادہ دینا بھی احسان ہے کسی کی زیادتی پر درگزر کرنا بھی احسان ہے لوگوں سے پیار و محبت بھی احسان ہے۔ عبادت کو اس تصور سے ادا کرنا کہ بندہ رب کو دیکھ رہا ہے احسان کی واضح تفسیر ہے۔

قریبیوں کو دینے کے ضابطہ میں بہت سے حقوق آجاتے ہیں ماں باپ اور بیوی اعزاء اقرباء کو ان کے حق دینا اس میں شامل ہے ”فحشا“ سے بچنے کا حکم دیا گیا ہے ہر وہ کام جو بے غیرتی کا مظہر ہو فحش ہے۔ ہر وہ کام جو انسانیت کی توہین ہو وہ فحش ہے ہر وہ کام جس سے انسانیت میں نفرت ہو وہ فحش ہے۔ عدل و انصاف کی مخالفت فحش ہے۔ منکر سے بچنے کی بھی کئی صورتیں ہیں کوئی کام شریعت کے خلاف نہ کیا جائے۔ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کی ناشکری بھی منکرات میں شامل ہے، زبان اور دل کا ایک نہ ہونا بھی منکرات میں شامل ہے وہ کام جو شریعت کے خلاف ہو منکرات میں شامل ہے، بغاوت سے رکنے کا حکم دیا گیا ہے سرکشی، تکبر، غرور، نا انصافی، حق سے دوری، انصاف سے کنارہ کشی، چوری، ڈکیتی، دہشت گردی ایسی ساری صورتیں بغاوت میں شامل ہیں ایسی بد عادات سے اللہ تمہیں روکتا ہے کہ نصیحت حاصل کر سکو۔

آیہ مبارکہ میں حکم دیا جا رہا ہے اللہ سے کیے گئے وعدے پورے کرو سب سے پہلا وعدہ یہ ہے

”الست بربکم قالو بلی“ کیا میں تمہارا رب نہیں سب نے کہا ہاں تو رب ہے۔ اسے نبھایا جائے رسول سے کیے گئے وعدے نبھائے جائیں علماء و مشائخ اساتذہ اہل اللہ سے کیے گئے وعدے نبھائے جائیں کہ ان سب وعدوں کے نبھانے کا اللہ نے حکم دیا ہے۔ ایمان پر ثابت قدمی کے لیے مزید حکم دیا گیا ہے کہ قسمیں پکی کر لینے کے بعد ان کے توڑنے سے بچو کہ تم نے اپنے پر اللہ کو کفیل بنایا ہے اسکی مخالفت سے بچو اس برے کام سے رکنے کے لیے اس عورت کی مثال دی گئی کہ تم اس عورت کی طرح نہ ہو جاؤ جس نے بڑی محنت سے سوت کا تا پھر اسے پارہ پارہ کر دیا اللہ کے ساتھ عہد کر لینے کے بعد پھر یہ صورت پیدا نہ ہونے دو کہ کسی گروہ کو فائدہ پہنچانے کے لیے خدا سے باندھا ہوا عہد توڑ دو اور یہ یاد رکھو اللہ تمہیں آزماتا ہے اور قیامت کے دن جو کچھ تم چھپا رہے ہو واضح کر دے گا۔

اس آیت مقدسہ میں جن تین چیزوں کا حکم دیا گیا ہے وہ یہ ہیں عدل، احسان اور اہل قرابت سے حسن سلوک اور تین چیزوں سے ہی روک دیا گیا ہے فحش کام اور ہر برا کام اور ظلم۔ عدل کا پہلا معنی یہ ہے کہ بندہ اپنے اور خدا کے درمیان عدل کر لے وہ یہ ہے اپنی نفس کی خواہشات پر اللہ کے حق کو ترجیح دے۔ عدل کا دوسرا معنی یہ ہے کہ بندہ اپنے نفس کے ساتھ عدل کر لے اسے ایسی تمام چیزوں سے بچائے جن میں اسکی جسمانی یا روحانی ہلاکت ہو۔ عدل کا تیسرا معنی یہ ہے کہ اپنے نفس اور تمام مخلوق کے درمیان انصاف کرے اسکی حقیقت یہ ہے کہ مخلوق کے ساتھ حسن سلوک ہمدردی خیر خواہی کا معاملہ ہو کسی ادنیٰ اعلیٰ کے معاملہ میں کسی سے خیانت نہ کرے کسی شخص کو اس کے قول فعل سے کوئی تکلیف نہ پہنچے اسی طرح یہ بھی عدل ہے کہ جب دو فریق اپنا کوئی معاملہ اس کے پاس لے آئیں تو کسی کی طرف میلان کے بغیر حق کے مطابق فیصلہ کرے۔

عدل کے بعد دوسرا حکم احسان کا ہے اس کا ایک معنی یہ ہے کہ فعل عادت خلق کو اپنے اندر اچھا کر لے ایک معنی یہ ہے کہ کسی دوسرے شخص سے اچھا سلوک کرے ایک مشہور حدیث شریف میں احسان کا معنی یہ بھی کیا گیا ہے ”صل کانک تراہ“ نماز ایسے پڑھ کہ اپنے رب کو دیکھ رہا ہے اگر یہ درجہ نصیب نہ ہو

تو پھر اتنا تو ضروری اس کا یقین ہو کہ خدا اسے دیکھ رہا ہے۔

تیسرا حکم جو اس آیہ میں دیا گیا ہے وہ رشتہ داروں کو کچھ دینے کا ہے دوسرے مقام پر قرآن مقدس کے اس حکم کو اس طرح بیان فرمایا ہے ”وات ذی القربی حقہ“ رشتہ داروں کو ان کا حق ادا کرو اس سے آگے تین احکام ممانعت کے بیان کیے گئے فحشا بے حیائی سے روکا گیا ہے، ہر برے کام سے روکا گیا ہے، منکر سے روکا گیا ہے۔ منکر ہر وہ کام ہے جس کے ناجائز ہونے پر اہل شریعت متفق ہوں اگرچہ منکر میں فحش اور نہی بھی شامل ہیں مگر فحش انتہائی برے کام کو الگ بیان کر کے اسکی سختی اور برائی کو بیان کیا گیا ہے۔

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی حَبِیْبِهِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی آلِهِ وَاصْحَابِهِ بَعْدَ خَلْقِهِ
اگر اللہ چاہتا تو تمہیں ایک ہی امت بنا دیتا لیکن وہ جسے چاہتا ہے گمراہ کرتا ہے جسے چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے اور تم ضرور پوچھے جاؤ گے جو کچھ کرتے تھے (۹۳) اور اپنی قسموں کو آپس میں فریب دینے کا ذریعہ نہ بناؤ کہیں پاؤں جننے کے بعد لغزش نہ کرے اور تم سزا چکھو گے جو تم نے لوگوں کو اللہ کی راہ سے روکا اور تمہارے لیے دردناک عذاب ہے (۹۴) اور اللہ کے عہدوں کو تھوڑی قیمت کے بدلے نہ بیچو اور بے شک جو اللہ تعالیٰ کے پاس ہے وہی تمہارے لیے بہتر ہے اگر تم جانتے ہو۔ (۹۵)

وَكُتَّاءُ اللّٰهُ لَجَعَلَكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّ لٰكِنْ يُضِلُّ مَنْ يَّشَاءُ مَنْ يَّشَاءُ وَيَهْدِي مَنْ يَّشَاءُ وَلَسْتُمْ لَعَنًا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ۝۹۳
وَلَا تَتَّخِذُوا اٰيٰمَانَكُمْ دَخَلًا بَيْنَكُمْ فَتَزِلَّ قَدَمٌ بَعْدَ ثُبُوتِهَا وَتَذُوقُوا السُّوْءَ بِمَا صَدَدْتُمْ عَنْ سَبِيلِ اللّٰهِ وَلكُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ۝۹۴
بِعَهْدِ اللّٰهِ تَسْمًا قَلِيْلًا اِنَّمَا عِنْدَ اللّٰهِ هُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ۝۹۵

اللہ
الصادق
العلیم

تفسیر

پچھلی آیات مبارکہ میں قوم کے مختلف طبقوں میں بننے کا ذکر تھا اس آیہ میں فرمایا جا رہا ہے اگر اللہ چاہتا تو سبھی کو ایک جماعت بنا دیتا مگر الگ الگ رکھنے میں حکمتیں ہیں تم اپنے کردار عمل اخلاص میں امتیاز پیدا کرو ایسا نہیں ہونا چاہیے کہ تم غیروں میں مل جل جاؤ اور یہ گھٹیا اور بے معنی اتحاد ہے، کفر سے ملنا کوئی اتحاد نہیں اور نہ اس میں کامیابی ہے اپنے کو برائی سے الگ رکھنا یہ کامیابی ہے اگر اللہ چاہتا تو وہ خود ہی تمہیں اول سے آخر تک ایک قبیلے ایک مذہب میں چلا دیتا اور ایسا کرنا اس کے لیے کوئی مشکل نہ تھا لیکن ایسی یک جہتی اس کی حکمت کے خلاف ہے وہ رب قدوس کچھ بد قسمت لوگوں کو ان کی گمراہی میں رکھنا چاہتا ہے اور وہ جس کو چاہتا ہے ہدایت سے نواز دیتا ہے اس علیحدگی میں حکمت واضح ہے کہ لوگوں کو اچھائی اور برائی کا فرق معلوم ہو جائے اچھے اور برے لوگوں کا فرق سامنے آجائے اگر سبھی اچھے ہوں یا سبھی برے ہوں تو سچائی جھوٹ اچھے اور برے کا امتیاز کیسے ہوگا۔ سیاہی نہ ہوتی تو سفیدی کا پتہ کیسے چلتا، رات نہ ہوتی تو دن کی قدر کیسے معلوم ہوتی۔ قیامت کے دن اسی اختلاف کی بنا پر ہی جنت دوزخ کا امتیاز ہوگا اور ہر بندہ اپنے کردار کا جوابدہ ہوگا۔

آیہ مبارکہ میں ایمانداروں کو درس فرمایا جا رہا ہے کہ وفاء عہد کے ساتھ ایک اور عمل صالح کی توجہ دلائی جا رہی ہے کہ اپنی قسموں کا بھی بہت زیادہ خیال رکھو کسی حالت میں بھی کوئی مسلمان اپنی قسم کو آپس کے انسانی معاملات میں بیجا دخل اندازی نہ کرے نہ ہی ایسا ہو کہ لوگ تمہاری قسموں پر اعتماد کرتے ہوں اور تم ان سے ناجائز فائدہ اٹھاؤ اور قسم کو لوگوں کے دھوکہ دینے میں سبب بناؤ، اگرچہ عارضی وقت کے لیے قسم سے دھوکہ دے کر کامیاب ہو جاؤ گے مگر آخر کار رسوائی ذلت اور پریشانی میں مبتلا ہو گے قسم توڑنے کے نقصانات میں پہلا نقصان یہ ہوگا کہ اسلام پر ثابت قدمی کے بعد تم پھر پھسل جاؤ گے اور دامن مصطفیٰ ﷺ کو چھوڑ بیٹھو گے جو تمہاری بربادی کا سبب بنے گا ایک نقصان یہ بھی ہوگا کہ لوگوں میں بدنام ہو گے تمہیں یہ پریشانی بھی

ہوگی کہ دوسرے لوگ تم سے بھی دھوکہ فریب کی کاروائی کرنا شروع کر دیں گے ایک بڑی خرابی یہ بھی ہوگی کہ تم غیر مسلموں میں بدنام ہو جاؤ گے تمہارے اس کردار سے اسلام کو نقصان ہوگا۔

قسموں کو توڑنے سے تمہیں یہ نقصان بھی ہوگا کہ رسوائی اور ذلت میں مبتلا ہو گے کہ تم نے لوگوں کو حق کی راہ سے روکا تمہیں یہ نقصان بھی ہوگا کہ قیامت کے دن دردناک بڑے عذاب میں مبتلا ہو کے تمہارا یہ کردار تمہیں رسوا کر دے گا۔ آیہ مبارکہ کے آخر میں فرمایا گیا شائد تم دنیا میں اللہ کے عہدوں کی عظمت کو نہ پہچان سکو کہ انکی پاسداری کس قدر ضروری ہے تم حقیر دنیا، معمولی باتوں پر اللہ کے عہد نہ توڑو یہ دولت عظمت سب عارضی ہے یہ معنی نہ لیا جائے کہ تھوڑی قیمت پر تو عہد نہ توڑا جائے کوئی بڑا فائدہ ہو تو توڑ لیا جائے معاذ اللہ خدا پناہ۔ قرآن مقدس نے دنیا بھر کے خزانوں کو ”متاع قليل“ فرمایا ہے ”قل متاع الدنيا قليل“ اللہ کے حضور جو کچھ ہے تمہارے لیے وہی بہتر ہے کاش تمہیں علم ہو۔ خلاصہ کے طور پر یہ بات یاد رہے کسی کو دھوکہ دینے کے لیے قسم کھانے میں ایمان ختم ہونے کا خطرہ ہے آیہ کریمہ کے آخری حصہ جس سے آیات کو نہ بچنے کا حکم دیا جا رہا ہے اس سے یہ بھی استدلال ہے کہ رشوت بھی سخت حرام ہے۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد وعلی آلہ واصحابہ بعدد خلقہ
 مَا عِنْدَکُمْ یَنْفَدُ وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ
 بَاقٌ وَلَنَجْزِیَنَّ الَّذِیْنَ صَبَرُوْا اَجْرَهُمْ
 بِاَحْسَنِ مَا کَانُوْا یَعْمَلُوْنَ ۝۳۹
 عَمَلْ صَالِحًا قَدْ ذَکَّرَکَ اَنْتَی وَ
 هُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْیِیَنَّکَ حَیٰوَةً طَیِّبَةً
 وَلَنَجْزِیَنَّهُمْ اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ مَا
 کَانُوْا یَعْمَلُوْنَ ۝۴۰ فَاِذَا قَرَأْتَ

جو کچھ تمہارے پاس ہے وہ ختم ہو جائے گا (مال دولت) اور جو کچھ اللہ کے پاس ہے (رحمت و برکات) وہ باقی رہیں گے اور ہم ان لوگوں کو ضرور جزا دیں گے جنہوں نے صبر کیا اور ان کے اچھے کاموں کا اجر دیں گے جو کرتے تھے (۹۶) اور جو بھی نیک کام کرے مرد ہو یا عورت ہم اسے پاکیزہ زندگی عطا کریں گے اور ان کے اچھے کاموں کا

اجر ضرور دیں گے (۹۷) اور جب تم قرآن پڑھنے لگو تو لعنتی شیطان سے پناہ مانگو (۹۸) بے شک اس کا ایمان والوں اور اللہ پر توکل رکھنے والوں پر کوئی غلبہ نہیں (۹۹) اس کا غلبہ تو انہیں پر ہے جو اس سے دوستی رکھتے ہیں اور وہ اپنے رب کے ساتھ شرک کرتے ہیں۔ (۱۰۰)

الْقُرْآنَ فَاسْتَعِذْ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ ۝ إِنَّهُ لَيْسَ لَهُ سُلْطَانٌ عَلَى الَّذِينَ آمَنُوا وَعَلَىٰ رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُونَ ۝ إِنَّمَا سُلْطَانُهُ عَلَى الَّذِينَ يَتَوَكَّلُونَهُ وَالَّذِينَ هُمْ بِهِ مُشْرِكُونَ ۝

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

تفسیر

پچھلی آیات مبارکہ میں ذکر تھا جو دولت اللہ کی ہے وہی خیر ہے اس آیت پاک میں ارشاد ہے عمل صالح یہ ہے کہ اللہ کی خوشنودی کے لیے کام کیا جائے آیت مبارکہ میں انسانوں کو فرمایا جا رہا ہے تمہاری زندگی کے متعلقہ مال دولت، رہائش، تجارت سبھی کا روبرو بہت جلد فنا ہو جائیں گے اور وہی باقی ہے جو کچھ اللہ کے پاس ہے ویسے تو ساری کائنات اللہ ہی کے پاس ہے یہاں مراد اسکی رحمت اس کا فضل اس کا کرم اسکی رضا بندوں کے اعمال صالحہ اور ان کا ثواب یوم آخرت کی عزت ہے۔ اللہ کی چیزوں کو بقا ہے حقیقی انعامات کو چھوڑ کر دنیا کے فانی فائدوں کی تلاش کھلی جہالت ہے جن لوگوں نے دکھ، طعن، مصائب برداشت کیے اور ایسی مشکلات پر صبر کیا ہم انہیں ان کے اچھے کاموں کی جزا دیں گے جو بھی کوئی مردوں سے یا عورتوں سے اچھے کام کرے یہ ضروری ہے کہ وہ ایماندار ہو کہ بغیر ایمان کے کوئی عمل قبول نہیں بظاہر وہ کتنا ہی بڑا کیوں نہ ہو۔

ہم اسے حسین زندگی دیں گے جسے حیات طیبہ کہا جاتا ہے اور ہم انہیں بہتر جزا دیں گے ان کے اچھے کاموں کی جو کرتے تھے ان کے اچھے کاموں کا صلہ انہیں دنیا میں بھی ملے گا آخرت میں بھی۔ دنیا میں نیکی کا شوق عبادت میں سکون دل کو اطمینان و سکون ایسی نعمتیں دیں گے اسی طرح ان کے نیک کاموں کا صلہ قبر

میں بھی دیا جائے گا۔ حضور ﷺ کا دیدار نصیب ہوگا آپ کی پہچان نصیب ہوگی قبر مرکز انوار ہوگی پھر جب قیامت کا دن ہوگا تو مزید رحمت و برکات کی بارشیں ہوگی۔ عزت و فضل نصیب ہوں گے فرشتے سلام کہیں گے جنت کے اعلیٰ مقام میں رہائش ہوگی کوثر و سلسبیل کی نہر میں موجود ہوں گے کفار و مشرکین ایمانداروں پر رحمت و برکات دیکھ کر رشک کریں گے اور انعامات الہیہ سے محروم رہیں گے دوزخ کی سزا پائیں گے۔

ایمانداروں کو بتایا جا رہا ہے جب تم قرآن پاک کی تلاوت کیا کرو تو لعنتی شیطان سے پناہ مانگ لیا کرو تا کہ شیطان کسی قسم کا دوسو نہ ڈال سکے اور تمہیں سیدھی راہ سے ہٹا نہ سکے کہ تیرے اندر غرور آجائے یا اپنے اس اچھے عمل پر ریا، دکھاوا کا خیال پیدا نہ کر سکے مومن کو چاہیے کہ وہ اپنے ہر کام میں اپنے رب پر بھروسہ کرے اور جو لوگ رب پر ایمان رکھتے ہیں اور اپنے رب پر توکل کرتے ہیں تو ان پر شیطان کا غلبہ نہیں ہو سکتا شیطان کا غلبہ تو انہیں لوگوں پر ہوتا ہے جو اس سے دوستی رکھتے ہیں اور اسے شریک ٹھہراتے ہیں۔ آیہ پاک میں قرآن حکیم کی عظمت کو واضح فرمایا گیا ہے شیطان کا لوگوں کو قرآن حکیم سے دور کرنا بتاتا ہے قرآن حکیم میں شیطان کے لیے زبردست سزا ہے اس آیہ کریمہ سے یہ بھی ثابت ہو رہا ہے شیطان انسان کا بہت بڑا دشمن ہے کہ جس قدر دشمن بڑا ہوتا ہے پناہ بھی بڑے کی ہی لیجاتی ہے سب سے بڑی ذات رب العزت سے پناہ لی جا رہی ہے جس سے پتہ چلتا ہے شیطان بہت بڑا دشمن ہے انسانوں میں جو دشمن ہیں جیسے کفار و مشرکین ان سے مقابلہ جہاد سے ہے۔ ابلیس سے مقابلہ خداوندی پناہ کے ساتھ ہے اللہ تعالیٰ پر ایمان اسکی ذات پر توکل شیطان سے نجات پانے کا بہترین راستہ ہے شیطان انسان کا بدترین دشمن ہے اس نے دشمنی کا آغاز سیدنا آدم علیہ السلام سے کیا۔ اور اولاد کے ساتھ کرتا آ رہا ہے ”لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلیٰ العظیم“ اس کے شر سے بچنے کے لیے بہترین ہتھیار ہے۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ سیدنا محمد وعلیٰ آلہ واصحابہ بعدد خلقہ

وَإِذَا بَدَّلْنَا آيَةً مَّكَانَ آيَةٍ ۚ وَاللَّهُ
 أَعْلَمُ بِمَا يُنْزِلُ قَالُوا إِنَّمَا أَنْتَ
 مُفْتَرٍ بَلْ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُونَ^(۱۱)
 قُلْ نَزَّلَهُ رُوحُ الْقُدُسِ مِنْ رَبِّكَ
 بِالْحَقِّ لِيُثَبِّتَ الَّذِينَ آمَنُوا
 وَهُدًى وَبُشْرَىٰ لِلْمُسْلِمِينَ^(۱۲)
 وَلَقَدْ عَلِمُوا أَنَّهُمْ يَقُولُونَ إِنَّمَا
 يُعَلِّمُهُ بَشَرٌ لِّسَانُ الَّذِي يُلْحِدُونَ
 إِلَيْهِ أَعْجَبِي ۚ وَهَذَا لِسَانٌ عَرَبِيٌّ
 مُّبِينٌ^(۱۳)

اللہ
 الصّٰدق
 العظیم

اور جب ہم ایک آیت کو دوسری آیت سے
 تبدیل کر دیتے ہیں اور اللہ ہی بہتر جانتا ہے جو
 وہ نازل فرماتا ہے کفار کہتے ہیں آپ تو صرف
 اپنے دل سے گھڑتے ہیں حقیقت یہ ہے ان
 میں سے اکثر علم نہیں رکھتے (۱۰۱) آپ کہتے
 اس کو روح القدس نے آپ کے رب کی جانب
 سے حق کے ساتھ نازل کیا ہے تاکہ ایمان
 والوں کو ثابت قدم رکھے اور یہ مسلمانوں کے
 لیے ہدایت اور بشارت ہے (۱۰۲) اور ہم یہ
 جانتے ہیں کہ وہ کہتے ہیں اس کو ایک آدمی سکھا
 کر جاتا ہے وہ جس کو سکھانے کی طرف منسوب
 کرتے ہیں وہ تو عجبی ہے اور یہ قرآن تو واضح
 عربی زبان ہے۔ (۱۰۳)

تفسیر

اس آیہ مبارکہ کے اُترنے کا سبب یہ بنا کہ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں جب کسی آیت کو
 منسوخ کر کے کوئی دوسرا حکم نازل ہوتا تو مسلمان خوشی محسوس کرتے اور اس پر عمل کرتے مگر کفار اس انداز
 نزول پر برہم ہوتے اور طرح طرح کے اعتراض کرتے۔ حضرت ابن جریر نے حضرت عباس سے ایک
 روایت بھی نقل کی ہے حضور ﷺ مکہ کے لوہار کے پاس گاہے بگاہے تشریف لیجاتے حضور ﷺ کی آمد
 ورفت سے مشرکین مکہ نے الزام لگایا کہ معاذ اللہ نبی کریم ﷺ اس لوہار سے جو کچھ سیکھتے ہیں وہ ہمیں

سناتے ہیں اور اسے خدا کا کلام کہتے ہیں۔ (معاذ اللہ) کفار مکہ کی تردید میں یہ آیات نازل ہوئیں حضور ﷺ سے فرمایا جا رہا ہے اے محبوب کریم! کفار مکہ جو آیات منسوخ ہونے اور نئی لانے میں اعتراض کرتے ہیں یہ انکی جہالت ہے حالانکہ اللہ اس تبدیلی کو اچھی طرح جانتا ہے اس کی مرضی کے مطابق ہے لوگوں کی بہتری ہے قانون کی حکمرانی ہے ان کا یہ اعتراض جاہلانہ ہے ایسی بے ہودہ باتیں کفار و مشرکین کرتے ہیں کچھ لوگ تو جان بوجھ کر ایسی باتیں کرتے ہیں اکثر لوگ جاہل ہیں اس عظیم حکمت کو جانتے ہی نہیں نہ ہی جاننے کی کوشش کرتے ہیں حالانکہ یہ تبدیلی انتہائی بہتری کا ثبوت ہے بچے کی خوراک تبدیل کرنے پر کبھی کسی کو اعتراض نہیں ڈاکٹر کے دوائی بدلنے پر کوئی اعتراض نہیں رب قدوس بھی بندوں کے حالات کے مطابق قانون بدل دیتا ہے تو اعتراض کا ہے؟ اور پھر تنسیخ قوانین کا یہ عمل کوئی نیا نہیں انبیاء علیہم السلام کی زندگیوں میں ایسا ہوتا رہا ہے، سیدنا آدم علیہ السلام کے بعد سیدنا نوح علیہ السلام پھر سیدنا ابراہیم علیہ السلام پھر بعد میں آنے والے انبیاء علیہم السلام کے ساتھ ایسا عمل رہا تو رات، انجیل، زبور میں یہ عمل رہا ایسے ہی قرآن مقدس میں مسئلہ نسخ آیات ہوتا رہا ہے۔

محبوب! انہیں یہ بھی بتائیے قرآن مقدس کا نزول جبریل علیہ السلام کے ذریعہ ہوتا رہا ہے اور وہ ہمیشہ حق کے ساتھ اترتے رہے ہیں اس اترنے میں نہ کسی قسم کی کمی ہے نہ کمزوری اور احکام کی تبدیلی میں آیات کی منسوخی میں بے شمار حکمتیں ہیں نسخ کی کئی صورتیں ہیں ایک حکم ختم کر کے دوسرا حکم نازل فرمانا، کسی حکم کو آہستہ آہستہ اتار کر مکمل کرنا ایک ہی بات کے لیے مختلف مثالیں فرمانا کسی ایک قصے کا چند بار نزول، ایک ہی چیز کو ثابت کرنے کے لیے دلیلیں مختلف لانا کفار و مشرکین کو ان ساری تبدیلیوں پر اعتراض نہیں تھا بعض پر تھا۔ قرآن مقدس نے اس اعتراض کا جواب اس طرح بھی فرمایا ہے کہ قرآن کو جبریل نے اتارا ہے جس کے اتارنے میں کسی قسم کی کمی نہیں نقص نہیں حضور ﷺ کی بشریت اور قوت تو جبریل و میکائیل سے بھی کہیں زیادہ ہے ان پر اعتراض بے معنی ہے۔ جبریل کا قرآن لانا تیرے رب کی طرف سے حق ہے کہ

ایمانداروں کو مضبوطی ہو اور ہدایت ہو اور مسلمانوں کے لیے خوشخبری ہے قرآن مقدس نے فرمایا بے شک ہم کفار کی اس گفتگو کو اچھی طرح جانتے ہیں جو کہتے ہیں قرآن کی عبارتیں حضور کو فلاں شخص سکھاتا ہے حیرت ہے ان کی مخالفت پر جس شخص کی طرف یہ منسوب کرتے ہیں کہ وہ حضور کو پڑھاتا ہے وہ تو قطعی طور پر ہے ہی جاہل عجمی ہے حالانکہ یہ آیات مقدسہ جو حضور پڑھ رہے ہیں علم و حکمت سے بھری ہیں فصاحت و بلاغت سے لبریز ہیں ان کا جواب نہ کوئی دے سکا نہ دے سکتا ہے دراصل بات یہ ہے کفار و مشرکین حضور کی عظمت کو دیکھ کر اسقدر جھنجھلا گئے کہ کسی بات پر ٹک ہی نہ سکے کبھی جادو گر کہا کبھی اُن پڑھ کہا کبھی کسی سے سیکھنے والا کہا۔ (معاذ اللہ)

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی حَبِيبِهِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی آلِهِ وَاصْحَابِهِ بَعْدَ دِ خَلْقِهِ
 بے شک جو لوگ اللہ کی آیتوں پر ایمان نہیں لاتے اللہ انہیں ہدایت نہیں دیتا اور ان کے لیے دردناک عذاب ہے (۱۰۴) جھوٹا بہتان تو وہی لگاتے ہیں جو اللہ کی آیتوں پر ایمان نہیں لاتے اور وہی لوگ جھوٹے ہیں (۱۰۵) جس نے اللہ پر ایمان لانے کے بعد کفر کیا سوا اس کے جس کو کفر پر مجبور کیا جائے اور اس کا دل ایمان کے ساتھ مطمئن ہو لیکن وہ لوگ جو کھلے دل کے ساتھ کفر کریں ان پر اللہ کا غضب ہے اور ان کے لیے بڑا عذاب ہے۔ (۱۰۶)

اِنَّ الْكَافِرِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِآيَاتِ اللّٰهِ لَا يَهْدِيْهِمُ اللّٰهُ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝
 اِنَّمَا يَفْتَكِرُ الْكَافِرُ الْكَافِرِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِآيَاتِ اللّٰهِ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْكَافِرُ بُوْتٌ ۝
 مَنْ كَفَرَ بِاللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ اِيْمَانِهٖ اِلَّا مِنْۢ اُكْرَهٗ وَ قَلْبُهٗ مُّطْمَئِنُّۢ بِالْاِيْمَانِ وَلٰكِنْ مَنْ شَرَحَ بِالْكُفْرِ صَدْرًا فَعَلَيْهِمْ غَضَبٌ مِّنَ اللّٰهِ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ۝

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

تفسیر

پچھلی آیہ مبارکہ میں کفار کی اس قبیح حرکت کا ذکر تھا کہ وہ قرآن مقدس کی توہین کرتے ہیں اور زبان طعن دراز کرتے تھے اب انکی اس شرارت پر انکی سزاؤں کا ذکر ہے ارشاد فرمایا جا رہا ہے جو لوگ اللہ کی آیات پر ایمان نہیں لاتے اللہ انہیں کبھی بھی خیر کی توفیق نہیں دے گا اور نہ ہی اپنے قرب سے نوازے گا یہ رسوائی انہیں اس دنیا میں ملے گی اور آخرت میں دردناک عذاب ہوگا۔ اگرچہ وہ لوگ اپنے گمان میں کس قدر ہی عابد کیوں نہ ہوں قیامت کو دردناک عذاب میں مبتلا ہوں گے وہ دنیا میں بھی جھوٹے ہیں اور آخرت میں جھوٹ کی سزا پائیں گے۔

آیہ مبارکہ میں ایک اور گمراہ طبقہ کا ذکر فرمایا گیا ہے جو لوگ ایمان لانے کے بعد کافر ہو گئے۔ اللہ کا انکار کر دیا یا رسول اللہ کو نہ مانا یا قرآن کی تکذیب یا کسی بھی نبی کا انکار کر دیا ایسے لوگوں پر خدا کا غضب ہے اور وہ بڑے عذاب میں مبتلا ہوں گے ہاں کسی شخص نے کسی ظالم جابر کے ڈرانے دھمکانے پر کوئی کفریہ کلمہ کہہ دیا مگر اس کا دل ایمان و اسلام سے مطمئن ہے تو ایسے مشکل مرحلہ میں اس کا کفریہ کلمہ بول دینا کسی حد تک جائز ہوگا یہ آیہ کریمہ حضرت عمار رضی اللہ عنہ کے حق میں نازل ہوئی جب آپ نے بادلِ خواستہ کفریہ کلمہ کہا تھا۔ ہاں اگر یہ ڈٹا رہتا اور کفریہ کلمہ نہ کہتا اور مارا جاتا تو اللہ کے حضور عظیم اجر کا حقدار ضرور بنتا۔

اسلام لا کر انکار کر دینے والے مرتد لوگ اگر کسی طرح قتل شرعی سے بچ بھی گئے تو آخرت میں بڑے دردناک عذاب سے نہیں بچ سکیں گے اسلام میں پہلا مرتد عبد اللہ بن ابی سرح ہوا جس سے مرتد ہونے کی وجہ پوچھی گئی مگر وہ کوئی وجہ نہ بتا سکا بلکہ محض دنیا کے لالچ میں مرتد ہوا تو حضور ﷺ کے حکم کے مطابق اسے قتل کر دیا گیا تھا۔ اسلام میں سب سے پہلے شہید حضرت عمار رضی اللہ عنہ کے والد حضرت یاسر اور انکی اہلیہ عمار کی والدہ ہیں یہ ہجرت کے راستہ میں شہید کیے گئے اسلام میں سب سے پہلا منافق عبد اللہ بن ابی ہے مکہ مکرمہ میں سب سے پہلے سات افراد نے اسلام ظاہر کیا۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ، حضرت

خباہ، حضرت صہیبؓ، حضرت بلالؓ، حضرت یاسرؓ، حضرت سمیہؓ، حضرت عمارؓ رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی حَبِیْبِهِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی آلِهِ وَاصْحَابِهِ بِعَدَدِ خَلْقِهِ
 ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ اسْتَحَبُّوا الْحَيٰوةَ
 الدُّنْيَا عَلٰی الْآخِرَةِ ۚ وَ اَنَّ اللّٰهَ
 لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكَافِرِيْنَ ۝
 اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ طَبَعَ اللّٰهُ عَلٰی
 قُلُوْبِهِمْ وَسَمِعِهِمْ وَاَبْصَارِهِمْ
 وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْغٰفِلُوْنَ ۝ لَا جَرَمَ
 اَنَّهُمْ فِي الْآخِرَةِ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ۝
 ثُمَّ اَنَّ رَبَّكَ لَظَنّٰتٍ هٰجِرُوْا
 مِنْۢ بَعْدِ مَا فُتِنُوْا ثُمَّ جٰهَدُوْا
 صٰبِرُوْا ۚ اِنَّ رَبَّكَ مِنْۢ بَعْدِ هٰٓ
 لَعَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝
 صَدَقَ
 الْعَطِيْمُ

اس لیے کہ انہوں نے دنیا کی زندگی کو آخرت پر ترجیح دی اور بے شک اللہ کافروں کو ہدایت نہیں دیتا (۱۰۷) یہی وہ لوگ ہیں جن کے دلوں اور کانوں اور آنکھوں پر مہر لگا دی اور یہی لوگ غافل ہیں (۱۰۸) بے شک یہی لوگ آخرت میں نقصان اٹھانے والے ہیں (۱۰۹) پھر بے شک آپ کا رب ان لوگوں کے لیے جنہوں نے آزمائشوں میں مبتلا ہونے کے بعد ہجرت کی پھر جہاد کیا اور صبر کیا بے شک آپ کا رب ان آزمائشوں کے بعد رحم فرمانے والا ہے (۱۱۰)

تفسیر

آیہ مبارکہ میں وضاحت فرمائی جا رہی ہے کہ مرتد ہونیوالے لوگ اس لیے اسلام سے منحرف نہیں ہوئے کہ انہیں کسی دوسرے دین میں اسلام سے زیادہ حسین نظریہ پسند آیا ایسی بات ہرگز نہیں اسلام سے زیادہ حسین نظریہ دنیا کے کسی مذہب دین میں ہرگز نہیں ان کا مرتد ہونا محض دنیوی لالچ اور مال و منال کو حاصل کرنا ہے ایسی صورت میں بے شک اللہ کفار کو سیدھی راہ نہیں دیتا انہیں جو باطل دین کی محبت ہوئی محض لالچ ہے دنیوی مال و منال ہے ایسا بندہ زمین میں فساد پھیلاتا ہے فتن و فسادات کا سبب بنتا ہے یہی لوگ ہیں جن کے دلوں پر اللہ نے جہالت کی مہر لگا دی، یہی ہیں جن کے کانوں پر بہرا پن کا سکہ جمادیا اور آنکھوں

پراندھے پن کی پٹی لگا دی، یہی لوگ ہیں جو دنیا کے نشے میں مخمور ہیں اور حق سے دور ہیں جانوروں سے بھی بدتر ہو گئے اور اپنے رب قدوس کو بھول بھی گئے دین کی زندگی، عبادت رب قدوس کے لیے ہے شریعت و طریقت کے ذریعہ رب تک پہنچنے کا نام دین ہے یہ خوبیاں صرف دین اسلام میں ہی ہیں کہ اخلاص، اخلاق شریعت و طریقت کے ذریعہ اپنے رب تک پہنچ جائے اس لیے اسلام کو چھوڑنے والا صرف لالچ اور ذاتی مفادات پورے کرنا چاہتا ہے اسی باعث ہی اسلام نے مرتد کی سزا قتل فرمائی ہے جیسے دنیوی حکومتوں کے باغی سرکش کو زندہ نہیں رہنے دیا جاتا ایسے ہی اسلام کے باغی کو زندہ نہیں چھوڑا جاتا ہاں مرتد کو توبہ کی مہلت دی جائے گی کہ وہ راہ راست پر آ سکے بے شک وہ لوگ جنہوں نے دین اسلام چھوڑا وہ یقینی طور پر قیامت کے دن خسارے میں ہوں گے انہوں نے کوئی نیا دین اختیار کر لیا یا اپنے پچھلے دین میں چلے گئے دونوں جرم برابر ہیں، ان مرتدین کا قیامت کے دن خسارے میں رہنا کئی وجوہات سے ہوگا۔ غضب الہی کا شکار ہو گئے چند روزہ زندگی کو لہو و لعب میں گزارا، دنیا چند روزہ بہتر مل جائے گی مگر آخرت میں رسوائی ہی رسوائی ہوگی ان کے برعکس دوسرا گروہ جنہوں نے دین کے لیے گھریا چھوڑا دکھ اٹھائے ماریں کھائیں پریشان ہوئے۔ قیامت کے دن رب کی طرف سے عزتیں بھی ان کے لیے ہی ہوں گی جس قدر دکھ بے شمار ہوں گے۔ یہ لوگ جنہوں نے ہجرت کی جہاد کیا دکھ اٹھائے ان مصائب پر صبر کیا رضاء الہی کو سینے سے لگایا اللہ ایسے لوگوں کو معاف فرمانے والا ہے رحم فرمانے والا ہے۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد وعلی آلہ واصحابہ بعدد خلقہ

جس دن ہر جان اپنی طرف ہی جھگڑتی آئے گی اور ہر جان کو اس کے عمل کے مطابق پورا پورا بدلہ دیا جائے گا اور ان پر ظلم نہیں ہوگا (۱۱۱) اور مثال بیان فرمائی اللہ تعالیٰ نے ایک بستی کی جو امن والی تھی ہر طرح سے مطمئن تھی ہر طرف سے اس کی روزی کثرت سے آتی تو وہ اللہ کی نعمتوں کی ناشکری کرنے لگی تو اللہ نے اسے بھوک اور ڈر کا لباس چکھایا اس کام کے بدلے میں جو کرتے تھے (۱۱۲) اور ان کے پاس انہیں میں سے رسول آیا تو انہوں نے اسے جھٹلایا پس انہیں عذاب نے پکڑ لیا کہ وہ ظالم تھے۔ (۱۱۳)

يَوْمَ تَأْتِي كُلُّ نَفْسٍ مُّجَادِلًا
عَنْ نَفْسِهَا وَتُوْفَىٰ كُلُّ نَفْسٍ
مَّا عَمِلَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ ﴿١١١﴾
وَضَرَبَ اللَّهُ مَثَلًا قَرْيَةً كَانَتْ
أَمْنًا مَّطْمَئِنَّةً يَأْتِيهَا رِزْقُهَا
رَغَدًا مِنْ كُلِّ مَكَانٍ فَكَفَرَتْ
بِأَنْعَمِ اللَّهِ فَأَذَاكُهَا اللَّهُ لِبَاسَ
الْجُوعِ وَالْخَوْفِ بِمَا كَانُوا يَصْنَعُونَ ﴿١١٢﴾
وَلَقَدْ جَاءَهُمْ رَسُولٌ مِنْهُمْ
فَكَذَّبُوهُ فَأَخَذَهُمُ الْعَذَابُ
وَهُمْ ظَالِمُونَ ﴿١١٣﴾

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
العظیم

تفسیر

کفار و مشرکین اور اسلام سے پھرنے والے مرتدین سے فرمایا جا رہا ہے کہ رب کے باغی انسانو! اس دن کو یاد کرو جس دن اللہ کے بغیر کوئی بخشش والا رحم کرنے والا نہیں ہوگا ہر شخص جن و انسان ہر جاندار اپنی ہی جان کی بھلائی کے لیے بحث مباحثہ، جھگڑا کرتا نظر آئے گا۔ کفار جہنم سے بچنے کے لیے فریاد کریں گے گناہگار اپنے لیے کسی مددگار کو ڈھونڈتے ہوں گے اہل اللہ، علماء، صوفیا اپنی ترقی درجات کے خیالات میں ہوں گے انبیاء و مرسلین قرب خداوندی کے مزید حصول کے لیے خواہاں ہوں گے۔ اس دن ہر شخص کو اپنے کیے کا پورا پورا بدلہ دیا جائے گا ان پر کسی قسم کا ظلم نہیں کیا جائے گا۔ نہ تو کسی کی نیکی کم کی جائے گی نہ کسی پر زیادہ ہوگی ہاں وہ نیک لوگوں کی نیکیاں بڑھادے، بُروں کے گناہ معاف فرمادے تو وہ کریم ہے رحیم ہے غفور ہے۔

اگلی آبیہ پاک میں مکہ والوں سے خطاب ہے اے مکہ والو! تم پر کس قدر اللہ کا انعام ہے کہ پوری کائنات میں تمہاری بستی مکہ مکرمہ کو ایک مثالی بستی بنادیا ہے اس چھوٹی سی بستی میں وہ خوبیاں رکھی ہیں جو کسی بڑی سے بڑی بستی میں نہیں ایک خصوصیت یہ ہے کہ یہ بستی چوروں، ڈاکوؤں سے امن میں ہے اطمینان بھی ہے چور، ڈاکو تو معمولی بات ہے کسی بڑے سے بڑے ظالم بادشاہ کو ہمت نہ ہوئی کہ اسکی طرف آنکھ اٹھا کر دیکھے اگر کسی ظالم نے حرکت کی تو ذلیل ہوا پرندوں سے مروادیا گیا۔

ایک خصوصیت اور ہے کہ بیماری، تنگدستی مصیبت سے محفوظ رکھی گئی سورج کی شدید گرمی کو جرات نہیں کہ کسی کو کوئی تکلیف پہنچائے سردی کو ہمت نہیں کہ کسی کو نقصان دے اس مقدس بستی میں ایک خصوصیت اور بھی ہے اس بستی کے رہنے والے نہ مزدوری کرتے ہیں نہ محنت نہ کاروبار سے دلچسپی مگر دنیا کے کونے کونے سے رزق کھنچا چلا آتا ہے، بے موسم پھل وافر ملتے ہیں۔

اس بستی پر یہ انعامات و کرامات اللہ کے جلیل القدر پیغمبر حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعاؤں کا نتیجہ ہے جو ہزاروں سال پہلے کی گئی تھیں پھر یک لخت حالات نے پلٹا کھایا بستی کے رہنے والوں نے حضور ﷺ کو تنگ کیا، گالیاں دیں، پتھر مارے، زبان مصطفیٰ سے الفاظ نکلے اے اللہ! قوم مضر پر عذاب مسلط کر دے ان پر یوسف علیہ السلام کے قحط کی طرح قحط مسلط کر دے، پھر مصائب و مشکلات کے لباس کی طرح قوم کو پلیٹ میں لے لیا کفار نے رحمۃ اللعالمین کے لیے امن پیار محبت کے دروازے بند کر دیے تو رب العلمین نے اپنے فضل و کرم اور رحمت کی بارش، رزق، مدد کے دروازے بند کر دیے۔ قرآن مقدس نے اس عنوان کو اس طرح فرمایا اس کے پاس رسول آیا انہوں نے اسے جھٹلایا تو انہیں عذاب نے پکڑ لیا یہ عذاب یہ دکھ یہ مصیبت انہیں جو ملیں ان کے اپنے کردار کا نتیجہ تھا۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد وعلی آلہ واصحابہ بعدد خلقہ

فَكُلُوا مِمَّا رَزَقَكُمْ اللَّهُ حَلَالًا
 اللَّهُ طَيِّبًا ۖ وَاشْكُرُوا نِعْمَتَ
 إِنْ كُنْتُمْ إِيَّاهُ تَعْبُدُونَ ﴿۱۱۳﴾
 إِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَالدَّمَ
 وَلَحْمَ الْخَنْزِيرِ وَمَا أُهْلٍ لِّغَيْرِ
 اللَّهُ بِهِ ۖ فَمَنْ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَ
 لَا عَادٍ فَلَا إِثْمَ عَلَيْهِ ۚ عَفْوٌ رَّحِيمٌ ﴿۱۱۴﴾
 وَلَا تَقُولُوا لِمَا تَصِفُ أَلْسِنَتُكُمُ
 الْكُذْبَ هَذَا حَلَلٌ ۚ وَهَذَا
 حَرَامٌ ۚ تَقْتَرُونَ عَلَى اللَّهِ الْكُذْبَ
 إِنَّ الَّذِينَ يَفْتَرُونَ عَلَى اللَّهِ
 الْكُذْبَ لَا يُفْلِحُونَ ﴿۱۱۵﴾ مَتَاعٌ
 قَلِيلٌ ۖ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴿۱۱۶﴾

اللَّهُ
 الصَّادِقُ
 الْعَظِيمُ

سواللہ کے دیے ہوئے حلال طیب رزق سے
 کھاؤ اور اللہ کی نعمت کا شکر ادا کرو اگر تم صرف
 اسی کی عبادت کرتے ہو (۱۱۳) تم پر صرف یہ
 چیزیں حرام کی ہیں مردار اور بہتا ہوا خون اور خنزیر
 کا گوشت اور جس جانور پر ذبح کے وقت غیر اللہ
 کا نام پکارا گیا پس جو شخص مجبور ہو جائے وہ سرکشی
 کرنے والا نہ ہوا۔ اور نہ حد سے تجاوز کرنے
 والا تو بے شک اللہ بہت بخشنے والا اور بے حد رحم
 فرمانے والا ہے (۱۱۴) اور جن چیزوں کے
 متعلق تمہاری زبانیں جھوٹ بولتی ہیں ان کے
 بارے میں یہ نہ کہو کہ یہ حلال ہے اور یہ حرام ہے
 تاکہ تم اللہ پر جھوٹ بہتان باندھو بے شک جو
 لوگ اللہ پر جھوٹا بہتان باندھتے ہیں وہ کامیاب
 نہیں ہوں گے (۱۱۶) تھوڑا فائدہ ہے اور ان
 کے لیے دردناک عذاب ہے (۱۱۷)

تفسیر

پچھلی آیات مبارکہ میں ایسی پاکیزہ بستی کا ذکر تھا جہاں رب نے کثیر نعمتیں دی تھیں مگر بستی والوں نے
 نعمتیں استعمال کر کے پھر اس کی ناشکری کی۔ اب ان آیات مقدسہ میں بندوں کو نعمتیں استعمال کرنے کا
 طریقہ بتایا جا رہا ہے کہ حلال کر کے کھاؤ شکر خداوندی ادا کرو حرام سے بچے رہو حلال کھانے کی عادت بناؤ۔

مسلمانوں کو بتایا جا رہا ہے توبہ کر کے اسلام میں پکے رہنے والو! پاک طیب رزق استعمال کرو وہ تمہیں اللہ نے عطا فرمایا ہے اس کا شکر ادا کرو اسکی نافرمانی سے بچو یہ اللہ کا کرم ہے کہ پہلے تم اہل مکہ کو سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی دعا سے حلال طیب رزق ملتا رہا اب تاقیامت حضور ﷺ کے صدقہ سے اس بستی میں خوشحالی رہے گی اب تم اللہ کی نعمتوں کا شکر ادا کرو اگر تم اس کے خاص عبادت گزار ہو۔

یہ یاد رکھو اللہ تم پر مردار کو حرام کر رہا ہے خون کو حرام کر رہا ہے خنزیر کا گوشت حرام کر رہا ہے اور اس جانور کا گوشت بھی حرام کر رہا ہے جس کے ذبح کرتے وقت اللہ کے نام کے علاوہ کسی اور کا نام استعمال کیا گیا ہو وہ کسی بت کا نام ہو یا کسی انسان کا۔ اگرچہ اس آیت مبارکہ میں صرف ان چیزوں کی حرمت کا ذکر ہے مگر دوسرے مقام پر اور حرام چیزوں کا ذکر بھی فرمایا گیا ہے مثلاً وہ جانور جس کا گلا گھونٹ کر مارا گیا ہو وہ بھی حرام ہے یا وہ جانور جو اونچی جگہ سے لڑھکا کر مارا گیا ہو وہ بھی حرام ہے یا وہ جانور جسے چھرا گھونپ کر مارا گیا ہو وہ بھی حرام ہے یا وہ جانور جسے کسی درندے نے مارا ہو اس کا استعمال بھی حرام ہے۔

آیہ کریمہ کے اگلے حصہ میں حرام استعمال کی اجازت اس شخص کو دی گئی ہے جو انتہائی طور پر مجبور ہو گیا بھوکا مر رہا تھا یا دشمن اسے مارنے کی دھمکی دے اور حرام کھانے پر مجبور کرے تو ایسے شخص کو اجازت ہے کہ معمولی سا کھائے اور جان بچالے مزے سے پیٹ بھر کر کھانے کی اجازت نہیں، اگر کسی شخص نے حرام اس حالت میں کھایا کہ وہ زیادہ نہ کھائے بغاوت نہ کرے جان بچانے کے لیے لقمہ استعمال کیا تو اللہ غفور ہے مہربان ہے رحیم ہے۔ پھر یاد رہے یہ اجازت صرف اس شخص کو ہے جو انتہائی سخت طور پر لگنے والی بھوک سے یا کسی خونخوار دشمن کی طرف سے مجبور کیا گیا ہو "وَلَا تَقُولُوا" کے ارشاد میں فرمایا گیا ہے اے لوگو! اپنی من مرضی سے ایسی باتیں نہ کہتے پھر جسکو صرف تمہاری زبان ہی بیان کرتی ہو جس کا کوئی ثبوت نہیں محض سرکشی ہے دلی غبار ہے بغیر دلیل کی شئی کو حلال حرام نہ کہتے پھر، یہ اللہ کی ذات پر افترا ہے وہ لوگ جو اللہ پر

جھوٹ باندھتے ہیں کبھی کامیاب نہیں ہوں گے دنیا کے چند دن انہیں نفع ملتا رہے گا مگر آخرت میں ان کے لیے دردناک عذاب ہوگا۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد وعلی آلہ واصحابہ بعدد خلقہ
 وَعَلَى الَّذِينَ هَادُوا حَرَّمْنَا مَا
 قَصَصْنَا عَلَيْكَ مِنْ قَبْلُ وَمَا
 ظَنَنَّهُمْ وَلَكِنْ كَانُوا أَنْفُسَهُمْ
 يَظْلِمُونَ ﴿۱۱۸﴾ ثُمَّ إِنَّ رَبَّكَ لِلَّذِينَ
 عَمِلُوا السُّوءَ بِجَهَالَةٍ ثُمَّ تَابُوا مِنْ
 بَعْدِ ذَلِكَ وَأَصْلَحُوا إِنَّ رَبَّكَ مِنْ
 بَعْدِهَا لَغَفُورٌ رَحِيمٌ ﴿۱۱۹﴾

اور صرف یہودیوں پر ہم نے ان چیزوں کو حرام
 کیا ہے جو ہم پہلے آپ سے بیان کر چکے ہیں اور ہم
 نے ان پر کوئی ظلم نہیں کیا لیکن وہ خود اپنی جانوں پر ظلم
 کرتے تھے (۱۱۸) بیشک آپ کا رب لوگوں نے
 ناواقفیت سے گناہ کیا پھر اس کے بعد توبہ کر لی اور
 نیک کام کیے بے شک آپ کا رب اس کے بعد
 ضرور بخشنے والا بے حد رحم فرمانے والا ہے (۱۱۹)

تفسیر

بچھلی آیات مبارکہ میں فرمایا گیا تھا کہ حلال نعمتیں استعمال کرو کھاؤ مگر حرام سے بچو اب فرمایا
 جارہا ہے کہ پہلے وقتوں میں یہودیوں نے بعض چیزیں اپنے آپ پر خود حرام کر لی تھیں تم اس سے بچو کہ حرام
 کرنا بھی جرم ہے گناہ ہے۔ فرمایا جارہا ہے کچھ جانور تو قانوناً خود حیوانات کی گندگی، پلیدی اور نقصان کی بناء
 پر حرام ہوتے ہیں اور کچھ جانور سزا کے طور پر ان پر حرام کر دیے گئے جو یہودی ہو گئے تھے ان پر سب جانور
 حرام فرمادیے جن کی کچھ تفصیل ہم نے سورۃ نحل میں بیان فرمادی ہے۔ انہیں ان نعمتوں سے محروم کر دینا
 اگرچہ بہت بڑا خسارہ نقصان ہے اور ظلم ہے مگر یہ ظلم ہم نے نہیں کیا اور اللہ تعالیٰ کسی پر ظلم نہیں فرماتا مگر یہود
 اپنی نالائقی ناپاہلی کی بناء پر خود اپنے پر ظلم کرتے رہے تھے ان کے ظلم بے شمار تھے انبیاء علیہم السلام کی مخالفت
 واضح ظلم ہے خدائے ذوالجلال کے قوانین کی مخالفت کھلا ظلم ہے عبادات میں اپنی طرف سے نئے نئے

مسائل پیدا کرنا ظلم ہے انبیاء علیہم السلام کی راہ کو چھوڑ کر اپنی مرضی کی راہ بنالینا ظلم ہے اپنی سرکشی کی بناء پر بہت سی حلال چیزوں کو حرام سمجھ لینا ظلم ہے قوانین خداوندی کو غلط کہنا ان سے سر پھیرنا ظلم ہے اپنی ہی خواہشات کی اتباع کرنا ایسے بے شمار ظلموں کی بناء پر اللہ تعالیٰ نے ان پر بہت سی حلال چیزیں حرام فرمادیں ہفتے کے دن مچھلی کا گوشت حرام فرما دیا بڑے پنچے والا جانور بھی حرام فرما دیا ان جانوروں کی ہر چیز چربی گوشت حرام کر دیے اب یہ چیزیں کسی پر بھی حرام نہیں نہ یہود پر نہ نصاریٰ پر نہ مسلمانوں پر۔ یہود نے خود بخود اپنے پر پابندی لگالی تھی حضور ﷺ سے فرمایا گیا محبوب! ہم نے پہلے بھی ان چیزوں سے آگاہ کر دیا تھا جیسے سورہ انعام میں موجود ہے۔ آیہ مبارکہ کے آخر میں فرمایا گیا ہے اے محبوب کریم! جن لوگوں نے اپنی نااہلی جہالت کی بناء پر بُرے کام کر لیے پھر ان گناہوں کے بعد توبہ کر لی اور اپنی اصلاح کر لی تو اللہ تعالیٰ بہت بخشنے والا ہے بہت مہربان ہے۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد وعلی آلہ واصحابہ بعددِ خلقہ
 اِنَّ اِبْرٰہِیْمَ کَانَ اُمَّةً قَانِتًا
 لِلّٰہِ حَنِیْفًا وَّلَمْ یَکُ مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ
 شَاکِرًا لِّاٰتِیْنٰہُ اِجْتَبٰہُ وَهَدٰہُ اِلٰی
 صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ وَاَتٰیْنٰہُ فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً
 وَآٰتِیْنٰہُ فِی الْاٰخِرَةِ لَیْسَ الصَّٰلِحِیْنَ
 ثُمَّ اَوْحِیْنَا اِلَیْکَ اَنْ اَتَّبِعْ مِلَّةَ اِبْرٰہِیْمَ
 حَنِیْفًا وَّمَا کَانَ مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ
 بے شک ابراہیم (اپنی ذات میں) ایک امت
 تھے اللہ کے اطاعت گزار، باطل سے الگ رہنے
 والے اور مشرکین میں سے نہ تھے۔ (۱۲۰) اسکی
 نعمتوں کے شکر گزار تھے اللہ تعالیٰ نے انہیں منتخب
 کر لیا اور ان کو سیدھی راہ کی ہدایت دیدی (۱۲۱)
 اور ہم نے انہیں دنیا میں اچھائی عطا فرمائی اور وہ
 آخرت میں نیک لوگوں میں سے ہوں گے
 (۱۲۲) پھر ہم نے آپ کی طرح وحی کی کہ آپ ملت
 ابراہیم کی پیروی کریں جو باطل سے الگ تھلگ
 تھے اور وہ مشرکین میں سے نہ تھے۔ (۱۲۳)

صلی اللہ علیہ
 وسلم
 العظیم

تفسیر

پچھلی آیات مبارکہ میں یہودیوں کے ظلم اور نافرمانیوں کا ذکر تھا ان آیات مقدسہ میں سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے فضائل و کمالات کا ذکر ہے یہودی اپنے کو سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی طرف منسوب کرتے ہیں ان آیات کے اُترنے کا سبب یہ بنا کفار یہود سے سن کر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے متعلق غلط باتیں کہتے تھے ان کی تردید میں یہ آیات نازل ہوئیں۔

مشرکین مکہ سے فرمایا جا رہا ہے تم ابراہیم کی محبت و اطاعت کے دعوے دار ہو انہیں کے احکام کی اطاعت کرتے ہو، انہیں کی دعاؤں کے طفیل شہر مکہ عظمت کا مقام بنا تم نے فائدہ اٹھایا افسوس ہے تم ان انعامات کے ہوتے ہوئے انتہائی ڈھٹائی سے انہیں مشرکین میں شمار کرتے ہو حالانکہ ابراہیم علیہ السلام اپنی ذات و صفات میں کامل تھے پوری انسانیت کی اچھائیاں ان میں موجود تھیں اس بناء پر وہ خود پوری امت تھے سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی خوبیوں میں بڑی خوبی تو یہ ہے کہ اللہ کے خلیل ہیں، ایک کمال یہ بھی ہے آپ نمرود کے مقابلہ میں کھڑے ہوئے لڑتے رہے، رب قدوس کے نام پاک کا چرچا کیا بے شمار کمالات میں ایک یہ بھی ہے قیامت تک ہر دین کے امام تسلیم کیے گئے۔ مشرکین میں نہ تھے اللہ کی نعمتوں پر شکر گزار تھے اللہ نے انہیں منتخب فرمایا یہ بھی ایک عظمت ہے آپ نے ابوالانبیاء کا لقب پایا۔

آپ کی خوبیوں میں ایک یہ بھی ہے آپ بہت بڑے مہمان نواز بھی تھے سب سے پہلے بت توڑنے کا شرف آپ کو ہی ملا ہے۔ بیت اللہ شریف کی تعمیر کا شرف آپ کو ملا ہے آپ کو دنیا میں حسنہ عطا فرمائی آخرت میں صالحین میں شمار ہوں گے، آپ کو حنیف ہونے کا لقب بھی ملا، سیدنا ابراہیم علیہ السلام کو یہ شرف بھی ملا کہ حضور ﷺ کو حکم دیا گیا کہ آپ ملت ابراہیمی کی اتباع کریں، الحمد للہ ہر مسلمان حضور ﷺ کے واسطہ سے ملت ابراہیمی کی اتباع کر کے بارگاہ قدس میں حنیف ہے، طیب ہے، طاہر ہے، پاکباز ہے ہر اچھائی کا حامل ہے، ہر برائی سے دور ہے۔ (الحمد للہ)

آیہ مبارکہ میں خلیل علیہ السلام کو ”امت“ فرمایا گیا وہ انسان جو تمام خوبیوں کا مالک ہو اسے ”امت“ کہا جاتا ہے قرآن مقدس نے حضرت خلیل علیہ السلام کی امامت اور پیشوائی کا ذکر اس طرح فرمایا ہے ”قال انی جاعلک للناس اماما“ کہ میں تجھے پوری انسانیت کا امام بنانے والا ہوں ”قائنا“ فرما کر یہودی کی تردید فرمائی گئی کہ وہ تو اطاعت گزار ہیں حنیف ہیں۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد وعلی آلہ واصحابہ بعدد خلقہ
 اِمَّا جُعِلَ السَّبْتُ عَلَى الَّذِينَ اخْتَلَفُوا
 فَيَوْمَ الْقِيَمَةِ فِيمَا كَانُوا فِيهِ يَخْتَلِفُونَ ﴿۱۲۴﴾
 اُدْعُ إِلَى سَبِيلِ رَبِّكَ بِالْحُكْمَةِ وَ
 الْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِي هِيَ
 اَحْسَنُ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعْلَمُ بِمَنْ ضَلَّ
 عَنْ سَبِيلِهِ وَهُوَ اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِينَ ﴿۱۲۵﴾

ہفتہ کا دن تو صرف ان لوگوں پر لازم کیا گیا تھا جنہوں نے اس میں اختلاف کیا تھا اور بے شک آپ کا رب ان کے درمیان قیامت کے دن ان چیزوں کا فیصلہ فرمادے گا جن میں وہ اختلاف کرتے تھے (۱۲۴) آپ اپنے رب کی طرف حکمت اور بہتر نصیحت کے ساتھ بلائیں اور احسن طریقہ کے ساتھ ان پر دلیل قائم فرمائیں بے شک آپ کا رب انہیں بہت جاننے والا ہے جو اس کے راستہ سے بھٹک گئے اور وہ ہدایت پانے والوں کو بھی خوب جانتا ہے۔ (۱۲۵)

صلی اللہ علیہ وسلم
 العظیم

تفسیر

پچھلی آیات مبارکہ میں فرمایا گیا تھا یہودیوں نے کچھ ایسے ظلم کیے تھے جن کی بناء پر اللہ تعالیٰ نے بہت سی حلال چیزیں ان پر حرام فرمادی اب ان کے وہ ظلم ارشاد فرمائے جا رہے ہیں۔ یہودیوں کے لیے ہفتہ کا دن متبرک بنایا گیا، اس دن کے تقرر و یقین میں یہود نے موسیٰ علیہ السلام سے اختلاف کیا تھا پھر

جب رب قدوس نے یہ دن دیدیا تو اس سارے دن میں ہر قسم کا کاروبار چھوڑنے کا حکم تھا یہاں تک کہ چولہا جلانا کھانا پکانا بھی منع تھا تو کچھ سرکش لوگوں نے اس سختی کو برداشت نہ کیا اور یوم سبت کی بے حرمتی کی نیک لوگوں سے جھگڑا کیا ان پر رب تعالیٰ کی طرف سے سختی ہوئی اور اس دن شکار کو حرام کر دیا گویا یوم سبت ان پر مسلط کر دیا گیا اب یہ سمجھتے ہیں یہ سختی سیدنا ابراہیم علیہ السلام پر بھی تھی اور اسی وقت سے یوم سبت متبرک ہے اسی دن سے شکار حرام چلا آ رہا ہے۔

مسلمانوں پر اعتراض کرتے ہیں کہ تم بھی سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی پیروی کرتے ہوئے یوم سبت کا احترام کرو مسلمانوں کو بھی چاہیے کہ اس دن چھٹی کریں اور جمعہ کا احترام ختم کر دیں حقیقت یہ ہے یہ اعتراض غلط ہے امت مسلمہ کے لیے خصوصی دن جمعہ کا بنادیا گیا ہے سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے لیے بھی خصوصی دن جمعہ کا بنایا گیا تھا، تمام انبیاء علیہ السلام کے لیے جمعہ کا دن مبارک تھا سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے بھی اپنی قوم کے لیے جمعہ کا دن فرمایا مگر جھگڑا قوم نے ہفتہ کے دن کا اصرار کیا چنانچہ ان کی بات مان لی گئی اور خصوصیت کی عبادتوں کا حکم بھی دیدیا گیا بعض لوگوں نے دین موسوی میں رخنہ اندازی شروع کی اختلافات کیے ان پر اللہ کی طرف سے قہر نازل ہوا، سختیاں بڑھادی گئیں گائے، بکری کی چربی بھی حرام کر دی گئی دریائی شکار حرام کر دیا گیا حالانکہ اس سے پہلے اگر کوئی شکار کر لیتا تو یہ جانور دوسرے کے لیے حلال ہوتا مگر اب ہر کسی پر حرام کر دیا گیا۔

آیہ کریمہ میں فرمایا گیا محبوب! تیرا رب ان کے درمیان قیامت کو فیصلہ فرمائے گا جس میں اختلاف کرتے تھے، آیہ کریمہ کے آخری حصہ میں حضور ﷺ سے ارشاد فرمایا گیا محبوب! ملت ابراہیمی کی طرف آپ لوگوں کو حکمت عملی کے ساتھ پیاری گفتگو کے ساتھ مضبوط دلائل کے ساتھ بلاتے رہیں، اچھے نفیس انداز میں رب تعالیٰ کی نعمتوں کا ذکر سنا سنا کر حق کی طرف بلاتے رہیں بے ہودہ انداز میں آپ سے بحث کریں تو آپ اپنے عظیم اخلاق کا مظاہرہ فرما کر جواب دیتے رہیں انکی ضد ہٹ دھرمی پر ناراض نہ ہوں

آخر ان کا غرور ختم ہوگا ضد مٹ جائے گی حق کا بول بالا ہوگا۔ بظاہر تو یہ آیہ مختصر ہے مگر رشد و ہدایت مواعظ حسنہ اسلام کی دعوت کا عظیم علمی خزانہ ہے آج بھی علماء کو اپنے تبلیغی انداز میں اس آیہ مبارکہ کو پیش نظر رکھنا چاہیے آیہ کے آخر میں فرمایا گیا محبوب تیرا رب گمراہوں کو بھی اچھی طرح جانتا ہے ہدایت والوں کو بھی۔

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی حَبِیْبِهِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی آلِهِ وَاصْحَابِهِ بَعْدَ خَلْقِهِ
وَاِنْ عَاقِبَتُكُمْ فَعَاقِبُوا بِمِثْلِ مَا عُوْقِبْتُمْ
بِهِ وَلٰكِنْ صَبِرْتُمْ لَهٗوَ خَيْرٌ لِّلصّٰبِرِیْنَ
وَاصْبِرْ وَمَا صَبْرُكَ اِلَّا بِاللّٰهِ وَلَا تَحْزَنْ
عَلَيْهِمْ وَلَا تَكُنْ فِی ضَلٰلٍ مِّمَّا يَمْكُرُوْنَ
اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الَّذِیْنَ اتَّقَوْا وَالَّذِیْنَ
هُمْ فَحْسَنُوْنَ

صَلَّى
الْحَقِّ
الْعَظِيمِ

اور اگر تم ان کو سزا دو تو اتنی ہی سزا دینا جتنی تمہیں تکلیف پہنچائی گئی ہے اور اگر تم صبر کرو تو بے شک صبر کرنے والوں کے لیے صبر اچھا ہے (۱۲۶) صبر کیجیے اور آپ کا صبر صرف اللہ کی توفیق سے ہے اور آپ ان کی سرکشی پر غمگین نہ ہوں اور نہ ان کی سازشوں سے تنگ دل ہوں (۱۲۷) بے شک اللہ ڈرنے والوں کے ساتھ ہے اور ان لوگوں کے ساتھ جو نیک کام کرنے والے ہیں۔ (۱۲۸)

تفسیر

ان آیات مقدسہ میں مشرکین سے بدلہ لینے کی طاقت پانے کے وقت مسلمانوں کو سمجھایا جا رہا ہے کہ تم مشرکین پر زیادہ سختی نہ کرنا، جتنی سختی انہوں نے کی ہے اتنی ہی تم بھی کر لینا زیادہ نہ کرنا۔ اس آیہ کریمہ کے اترنے کا سبب یہ بنا جنگ اُحد میں کفار مکہ نے مسلمان شہداء کے چہروں کو بگاڑا پیٹ چاک کئے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو تو بہت ستایا حضور ﷺ کو حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی حالت سے سخت صدمہ پہنچا آپ نے فرمایا حمزہ کے بدلہ میں ستر کافر قتل کیے جائیں گے۔ ان آیات کا نزول ہوا کہ جس قدر انہوں نے تکلیف پہنچائی ہے بدلہ لینا چاہو تو

انہیں اتنی ہی سزا دو جتنی انہوں نے تمہیں پہنچائی ہے، فرمایا گیا اے مظلومو! اگر تم صبر کرو یا کھلے دل سے معاف کرو تو یہ صبر اور معافی دنیا اور آخرت میں صابروں کے لیے بہت ہی اچھا ہے کہ دنیا میں عزت ہوگی آخرت میں انعام ملے گا اور یہ لوگ جنہیں معاف کیا گیا یہ دنیا میں ممنون ہوں گے حسن سلوک پر مداح ہوں گے بدلہ لینا شریعت ہے اور معاف کر دینا طریقت ہے بدلہ لینا بھی قانون ہے معاف کر دینا بھی عظیم ضابطہ ہے یہ دونوں عمل ہی اخلاق حسنہ ہیں۔ خطاب حضور ﷺ کو ہے مگر یہ ضابطہ قیامت تک کے لیے ہے، صحابہ کے کسی کام کو اخلاق سے گرا سمجھنا انتہائی گستاخی ہے۔

آیہ مبارکہ میں کس قدر اخلاق کی بلندی کا ذکر ہے یہ خاصہ اسلام کا ہی ہے فرمایا گیا دشمن کو اتنی سزا دو جتنی اس نے دی ہے زیادہ سزا دینے سے روکا جا رہا ہے پھر صبر کی تلقین فرمائی جا رہی ہے اگر درگزر کر لیا جائے تو بڑی بات ہے۔ اسلام پر اعتراض کرنے والے اس عنوان کو غور سے پڑھیں آخری آیہ میں فرمایا گیا اے محبوب کریم! آپ کی ہر شئی ہماری خاص عطا ہے مگر آپ کا صبر خاص کر ہماری عطا ہے آپ کا یہ انداز امت مسلمہ کے لیے حسین نمونہ ہے، حضور ﷺ کو دشمن پر حزن سے بھی روکا گیا ہے اور فرمایا ان کے مکرو فریب سے آپ تنگ دل نہ ہوں دشمن کے مشلہ بنانے بے حرمتی کرنے سے تنگ دل نہ ہوں کہ قیامت تک دشمن کی بداخلاقی بے اصولی کا معاملہ ایسا ہی رہے گا۔ کفر کی طرف سے ہمیشہ ظالمانہ رویہ جاری رہے گا آپ حوصلے اور صبر سے کام لیں یہ ملت اسلامیہ کے لیے عظیم نمونہ ہوگا۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد وعلی آلہ واصحابہ بعدد خلقہ